

غزوہ تبوک

علامہ محمد احمد ریاضی



نقیس اکیس بازار کراچی طبعی

اسلام کے فیصلہ کن محرکے

غزوہ تبوک

تألیف

علامہ محمد احمد باشمیل

ترجمہ :

مولانا اختر فتحپوری

نفیس اکیس اڈا بازار کراچی طبعی

بطر حقوق اردو ترجمہ
 کتاب غزوہ تبوک
 قانونی رائے بحق
 چوہدری محمد طارق، اقبال گاہ مندرجہ
 مالک نفیس اکیڈمی کراچی محفوظ ہیں۔

۴۸ کتاب :	غزوہ تبوک
تالیف :	علامہ محمد امجد شکیل
ترجمہ :	مولانا اختر نقوی
ناشر :	نفیس اکیڈمی - کراچی
طبع ادبی :	اپریل ۱۹۸۹ء
ایڈیشن :	۱ st
خصائص :	۳۰۰ صفحات
تخلیفیوں :	۳۰۰/۳۰۰



اسلام کے فیصلہ کن محرکے

فہرست عنوانات

نمبر شمار	معنون	صفحہ	نمبر شمار	معنون	صفحہ
۱	عزیز دانش	۱۳	۸	علاقہ میں کاجھری دست	۳۰
	کلمۃ المؤلف			ریح الآخر سلسلہ	
۲	فصل اول	۱۴	۹	تجید علی کی طرف حضرت علی	۳۲
	غزوہ حنین اور تبوک کے	۱۵		بن ابی طالب کا دستہ	
	درمیان مختصر غوی و اوقات	۱۶		ریح الآخر سلسلہ	
۳	حنین اور طاعت کے جسد	۱۹	۱۰	عہدی بن حاتم شام کی طرف	۴۲
	فرجی دہستے			کیسے بھاگا	
۴	بنی قریظہ کے لیے تادیبی دست	۲۰	۱۱	حضرت کعب بن زہیر شام	۴۴
	عمر سلسلہ			کا قبول اسلام سلسلہ	
۵	خزاعہ کا بنی قریظہ کو اپنے علاقے	۲۲	۱۲	فصل دوم	۵۶
	سے نکالنا			بنی شام کی تاریخ	۵۶
۶	خشم کی تادیب کے لیے دست	۲۵	۱۳	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۶۵
	منہر سلسلہ			نے فرج کو کیسے اکٹھا کیا	
۷	بنی کلاب کے لیے دست	۲۷	۱۴	مسلمانوں کے درمیان عام	۶۸
	۵۰ ریح (آخر سلسلہ)			کلمہ بند ہی	

۱۷	۱۷	۴۱	۲۹	جس راستے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہنک روانہ ہوئے۔	۱۷
۱۸	۱۸	۴۵	۳۰	مناقصین فوج میں	۱۸
۱۹	۱۹	۴۵	۳۱	لوگوں سے طوارقہ جل چکے ہیں۔	۱۹
۲۰	۲۰	۴۵	۳۲	محشی بن حمیر کی توبہ	۲۰
۲۱	۲۱	۴۵	۳۳	دیا۔ خود سچے گزروں کا دران	۲۱
۲۲	۲۲	۴۵	۳۴	کے کنوئیں سے پانی پینے سے روکنا۔	۲۲
۲۳	۲۳	۴۵	۳۵	خود کی رہائش گاہوں میں داخل ہونے سے روکنا۔	۲۳
۲۴	۲۴	۴۵	۳۶	فوج کے اندر تشکیک اور برے عناصر۔	۲۴
۲۵	۲۵	۴۵	۳۷	عربوں میں اونٹوں کے پیسے۔	۲۵
۲۶	۲۶	۴۵	۳۸	حدی خان۔	۲۶
۲۷	۲۷	۴۵	۳۹	ابن مین کی نصرت و سلام۔	۲۷
۲۸	۲۸	۴۵	۴۰	حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ایک صحابی کے پیچھے سفیدی بن کر نماز پڑھنا۔	۲۸
۲۹	۲۹	۴۵	۴۱	حانوزی پورائٹ	۲۹
۳۰	۳۰	۴۵	۴۲	تہنک پہنچنا۔	۳۰
۳۱	۳۱	۴۵	۴۳	تہنک میں نبوی صحابہ	۳۱
۳۲	۳۲	۴۵	۴۴	تہنک میں نبوی صحابہ	۳۲
۳۳	۳۳	۴۵	۴۵	تہنک میں نبوی صحابہ	۳۳
۳۴	۳۴	۴۵	۴۶	تہنک میں نبوی صحابہ	۳۴
۳۵	۳۵	۴۵	۴۷	تہنک میں نبوی صحابہ	۳۵
۳۶	۳۶	۴۵	۴۸	تہنک میں نبوی صحابہ	۳۶
۳۷	۳۷	۴۵	۴۹	تہنک میں نبوی صحابہ	۳۷
۳۸	۳۸	۴۵	۵۰	تہنک میں نبوی صحابہ	۳۸
۳۹	۳۹	۴۵	۵۱	تہنک میں نبوی صحابہ	۳۹
۴۰	۴۰	۴۵	۵۲	تہنک میں نبوی صحابہ	۴۰
۴۱	۴۱	۴۵	۵۳	تہنک میں نبوی صحابہ	۴۱
۴۲	۴۲	۴۵	۵۴	تہنک میں نبوی صحابہ	۴۲
۴۳	۴۳	۴۵	۵۵	تہنک میں نبوی صحابہ	۴۳
۴۴	۴۴	۴۵	۵۶	تہنک میں نبوی صحابہ	۴۴
۴۵	۴۵	۴۵	۵۷	تہنک میں نبوی صحابہ	۴۵
۴۶	۴۶	۴۵	۵۸	تہنک میں نبوی صحابہ	۴۶
۴۷	۴۷	۴۵	۵۹	تہنک میں نبوی صحابہ	۴۷
۴۸	۴۸	۴۵	۶۰	تہنک میں نبوی صحابہ	۴۸
۴۹	۴۹	۴۵	۶۱	تہنک میں نبوی صحابہ	۴۹
۵۰	۵۰	۴۵	۶۲	تہنک میں نبوی صحابہ	۵۰
۵۱	۵۱	۴۵	۶۳	تہنک میں نبوی صحابہ	۵۱
۵۲	۵۲	۴۵	۶۴	تہنک میں نبوی صحابہ	۵۲
۵۳	۵۳	۴۵	۶۵	تہنک میں نبوی صحابہ	۵۳
۵۴	۵۴	۴۵	۶۶	تہنک میں نبوی صحابہ	۵۴
۵۵	۵۵	۴۵	۶۷	تہنک میں نبوی صحابہ	۵۵
۵۶	۵۶	۴۵	۶۸	تہنک میں نبوی صحابہ	۵۶
۵۷	۵۷	۴۵	۶۹	تہنک میں نبوی صحابہ	۵۷
۵۸	۵۸	۴۵	۷۰	تہنک میں نبوی صحابہ	۵۸
۵۹	۵۹	۴۵	۷۱	تہنک میں نبوی صحابہ	۵۹
۶۰	۶۰	۴۵	۷۲	تہنک میں نبوی صحابہ	۶۰
۶۱	۶۱	۴۵	۷۳	تہنک میں نبوی صحابہ	۶۱
۶۲	۶۲	۴۵	۷۴	تہنک میں نبوی صحابہ	۶۲
۶۳	۶۳	۴۵	۷۵	تہنک میں نبوی صحابہ	۶۳
۶۴	۶۴	۴۵	۷۶	تہنک میں نبوی صحابہ	۶۴
۶۵	۶۵	۴۵	۷۷	تہنک میں نبوی صحابہ	۶۵
۶۶	۶۶	۴۵	۷۸	تہنک میں نبوی صحابہ	۶۶
۶۷	۶۷	۴۵	۷۹	تہنک میں نبوی صحابہ	۶۷
۶۸	۶۸	۴۵	۸۰	تہنک میں نبوی صحابہ	۶۸
۶۹	۶۹	۴۵	۸۱	تہنک میں نبوی صحابہ	۶۹
۷۰	۷۰	۴۵	۸۲	تہنک میں نبوی صحابہ	۷۰
۷۱	۷۱	۴۵	۸۳	تہنک میں نبوی صحابہ	۷۱
۷۲	۷۲	۴۵	۸۴	تہنک میں نبوی صحابہ	۷۲
۷۳	۷۳	۴۵	۸۵	تہنک میں نبوی صحابہ	۷۳
۷۴	۷۴	۴۵	۸۶	تہنک میں نبوی صحابہ	۷۴
۷۵	۷۵	۴۵	۸۷	تہنک میں نبوی صحابہ	۷۵
۷۶	۷۶	۴۵	۸۸	تہنک میں نبوی صحابہ	۷۶
۷۷	۷۷	۴۵	۸۹	تہنک میں نبوی صحابہ	۷۷
۷۸	۷۸	۴۵	۹۰	تہنک میں نبوی صحابہ	۷۸
۷۹	۷۹	۴۵	۹۱	تہنک میں نبوی صحابہ	۷۹
۸۰	۸۰	۴۵	۹۲	تہنک میں نبوی صحابہ	۸۰
۸۱	۸۱	۴۵	۹۳	تہنک میں نبوی صحابہ	۸۱
۸۲	۸۲	۴۵	۹۴	تہنک میں نبوی صحابہ	۸۲
۸۳	۸۳	۴۵	۹۵	تہنک میں نبوی صحابہ	۸۳
۸۴	۸۴	۴۵	۹۶	تہنک میں نبوی صحابہ	۸۴
۸۵	۸۵	۴۵	۹۷	تہنک میں نبوی صحابہ	۸۵
۸۶	۸۶	۴۵	۹۸	تہنک میں نبوی صحابہ	۸۶
۸۷	۸۷	۴۵	۹۹	تہنک میں نبوی صحابہ	۸۷
۸۸	۸۸	۴۵	۱۰۰	تہنک میں نبوی صحابہ	۸۸
۸۹	۸۹	۴۵	۱۰۱	تہنک میں نبوی صحابہ	۸۹
۹۰	۹۰	۴۵	۱۰۲	تہنک میں نبوی صحابہ	۹۰
۹۱	۹۱	۴۵	۱۰۳	تہنک میں نبوی صحابہ	۹۱
۹۲	۹۲	۴۵	۱۰۴	تہنک میں نبوی صحابہ	۹۲
۹۳	۹۳	۴۵	۱۰۵	تہنک میں نبوی صحابہ	۹۳
۹۴	۹۴	۴۵	۱۰۶	تہنک میں نبوی صحابہ	۹۴
۹۵	۹۵	۴۵	۱۰۷	تہنک میں نبوی صحابہ	۹۵
۹۶	۹۶	۴۵	۱۰۸	تہنک میں نبوی صحابہ	۹۶
۹۷	۹۷	۴۵	۱۰۹	تہنک میں نبوی صحابہ	۹۷
۹۸	۹۸	۴۵	۱۱۰	تہنک میں نبوی صحابہ	۹۸
۹۹	۹۹	۴۵	۱۱۱	تہنک میں نبوی صحابہ	۹۹
۱۰۰	۱۰۰	۴۵	۱۱۲	تہنک میں نبوی صحابہ	۱۰۰

۱۳۳	اپنے اصحاب سے حدود شام کو یاد کرنے کے بارے میں مشورہ۔	۱۳۹	شہید فی سبیل اللہ کون تھے؟	۴۲
۱۳۹	مناحقین کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فریاد نقل کرنے کی کوشش کرنا۔	۱۴۰	سائب کی شکل میں قتل ہونے والے حق کا واقعہ۔	۴۳
۱۳۹	قتل کے بارے میں منافقین کا منصوبہ کیسے ناکام ہوا؟	۱۴۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طلوع آفتاب کے بعد صبح کی نماز پڑھنا۔	۴۴
۱۴۱	منصور بن ہدیہ کو نئے والوں کے قتل کا مطالبہ۔	۱۴۲	عجۃ الوداع کے خطبہ کی مانند خطبہ۔	۴۵
۱۴۱	سجدہ منار کا واقعہ اور اس کا حکم۔	۱۴۶	ایمان الیمین والاول کا ہے۔	۴۶
۱۴۱	سازشوں کا اثر مسجد منار قریب تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد منار میں نماز پڑھتے۔	۱۴۷	گھوڑوں کی فضیلت کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو۔	۴۷
۱۴۵	خزودہ تبوک سے چھپے ہوئے دانے تین آدمیوں کا واقعہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کرنا۔	۱۴۸	قرابت نبوی کا ایک واقعہ۔	۴۸
۱۴۳	حضرت کعب بن مالک کی اپنے المیہ کے بارے میں گفتگو۔	۱۴۹	حدود پر رومیوں کا کوئی نشان نہ تھا۔	۴۹
		۱۵۲	فصل چہارم	۵۰
		۱۵۳	دومۃ الجندل کی فتح۔	۵۱
		۱۵۶	حضرت خالد بن ولید کا تبوک سے مارچ کرنا۔	۵۲
		۱۵۷	قلعہ کیسے سر ہوا؟	۵۳
		۱۵۸	کیا اکیس مسلمان ہوا؟	۵۴
		۱۵۹	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا	۵۵

۱۲۰	دفعہ ہوا	۳۵۷	کے چھپے اہل ملک کی نماز۔
۱۲۱	دفعہ حمیر	۳۵۷	۱۵۶ کیا حکومت کا چہرہ چھپانے کی
۱۲۲	دفعہ نضال بن حیران	۳۵۷	چیز ہے ؟
۱۲۳	دفعہ جیشان	۳۵۷	۱۵۳ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
۱۲۴	دفعہ مسیاح	۳۵۷	ہیں۔
۱۲۵	جزیرہ عرب پر اسلام کا قیام	۳۵۷	۱۵۲ دوسرے دوسرے کے اکبر و ان کے خطبہ
۱۲۶	ذوالکھارجہ طبری کے دود	۳۵۷	۱۵۵ منی میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲۷	نکونہ کا حج کرنا۔	۳۵۷	۳۶۸ دس لاکھ لاکھ خطبہ۔
۱۲۸	حجۃ الوداع	۳۵۷	۱۵۶ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲۹	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۳۵۷	کی حریزہ کو دایہیں۔
	نختر بھروسہ میں صوفی ایک سنگی	۳۵۷	۱۵۷ حضرت اسد بن زید کی فوج
	جایا۔		کو تیار ہی کا حکم۔
۱۳۰	حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۳۵۷	۱۵۸ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
	کا اپنے حج میں کعبہ کو غلاف		علیہ وسلم کی زندگی میں ہزاروں
	چڑھانا۔		ظہور۔
۱۳۱	حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۳۵۷	:-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کلمۃ المؤلف

اے اللہ! ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ تمہاری نواہیوں میں اور اپنے شریعتوں اور احکامات سے
بے خبری نہ پھیل جائے۔ اور تجھ سے قبول و عمل کی توفیق کی دعا کرتے ہیں۔ و صل اللہ
علیٰ نبیک محمد و علیٰ آلہ و صحبہ و سلمہ۔

ابالہذا یہ کتاب ہمارے تاریخ جلد ۱ اسلام کے قسط کن معرکے کی ایسی
کتاب ہے جسے ہم قارئین کرام کے سامنے اس امید پر پیش کر رہے ہیں کہ یہ
موضوع و اخراج کے لحاظ سے ان کی پسندیدگی کے مقام پر ہوگی۔

بلاشبہ غزوہ تبوک اس لحاظ سے تاریخ محمد نبوی کا سب سے بڑا غزوہ ہے
جو جس فوج نے اس کی مدداری کی وہ تیس ہزار تک پہنچی ہوئی تھی اور محمد نبوی کی
ساتھ تھے، خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیرِ نگرانی اس کی مانند فوج جمع
ہو گئی ہو، آخری تعداد پہلے جمع نہیں ہوئی، اسی طرح غزوہ سب سے بڑا فوجی حملہ
محمد صغریٰ فوج کی کاروائی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کو وفات دے دی۔

غزوہ تبوک میں اسلامی فوج اور اس جنگ کے لیے لائی جانے والی دومی فوج
کے درمیان کوئی جھڑپ نہیں ہوئی کیونکہ اس فوج نے ——— مؤرخین کے بیان
کے مطابق ——— متعدد بڑی بڑی فوجوں کو جریرہ عرب کی حدود پر، اپنے عرب
میسائی مددگاروں کی مدد سے، اس میں داخل ہونے کے ارادے سے اکٹھا کر رکھا تھا۔

اور یہ فوج بعض مہینے سے مسلمانوں کے مابین کھینچ لائے گئے تھے۔ یہی اسلامی فوج کے ساتھ
بھڑپ ہونے کے خوف سے، حدود سے اواسط شام کی طرف سمٹ آئی اور اس
کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں نے تبوک پہنچتے ہی اپنے گشتی دستوں کو پھیل دیا اور انہوں
سے فوج اور دیوہوں کا کوئی نشان نہ پایا۔



لہذا اسلامی فوج نے ————— اگرچہ اس غزوہ میں دیوہوں پر — فوجی
فتح حاصل نہیں کیا۔ مگر اس نے سب سے بڑی معنوی فتح حاصل کی ہے اور وہ اسی
طرح کہ اس نے اس وقت کی دنیا کی سب سے بڑی شہنشاہیت کی فوج کو خوار کر
دیا۔ جب اس کی آمد پر حدود سے وہ پونٹیس بھاگ گئیں جنہیں ہرقل نے جرہ عرب
پر حملہ کرنے کے لیے جمع کیا تھا اور تبوک میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معوی
فتح پانا بڑی بڑی فوجی فتوحات کو پیش خیمہ بن گیا جو آپ کے بعد آپ کے خلفائوں نے
رومیوں پر حاصل کیں اور وہ یوں کہ انہوں نے شام کا تمام علاقہ اور ایشیائے کوچک
کا کچھ حصہ ان سے چھین لیا، جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔

اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں فوجی فتح ریکارڈ کی جن کی
بڑی اہمیت ہے اور وہ یوں کہ آپ نے حضرت خالد بن ولید کو تبوک سے چار سو
سودھوں کے ساتھ درعت الجندل کی طرف بھیجا اور آپ نے سب سے خطرناک پاکٹ
کا خاکہ کر دیا جو جزیرہ کے اندر اسلام کی دشمن قبیلہ امودہ درعت الجندل کی کنوئی عربی
نصرانی مملکت تھی، آپ نے اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے بادشاہ و امیر
یہ عبد الملک کو تیرہ ہزار لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا۔

بلکہ تبوک میں حبش نبوی کی موجودگی نے ان متعدد امرو کو خوار کر دیا جو شام
کے اندر بازنطینی تاریخ سے دالینت تھے انہوں نے سختیاد ژوال دیئے اور حضرت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ صلہ کا معاہدہ کرنا شروع کیا۔

انہوں نے جزیرہ ادا کر کے مسلمانوں کی اطاعت میں آنا قبول کیا۔۔۔ اور وہ صلیب کے اتر چلے اور جزیرہ اور خلیج عقبہ کے اہل ایلان تھے۔۔۔ اور یہ تمام علاقے کا ذیلیقینی تسلط کے ضمن میں شام میں داخل ہیں۔
اس طرح غزوہ تبوک سننے اپنے مقاصد کو کامل طور پر پورا کیا اور جیش نبویؐ بڑے نتیجے حاصل کر کے مدینہ واپس آگیا۔



اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے قبل اور بعد یعنی ہجرت کے تین سال میں متعدد فوجی دستے جزیرہ عرب کی دُور درازہ اطراف میں بھیجاں و مکتوں نے جزیرہ میں موجود تمام بکست پرست پاکستانوں کا صفایا کر دیا اور آپ نے غزوہ تبوک سے قبل آخر عربی دستے بھیجے، جنہوں نے جزیرہ کے بکست پرستی کے تمام مظاہر کا مکمل صفایا کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں رفیقِ اعلیٰ سے اس وقت سے جب جزیرہ کی انتہائی دُور درازہ اطراف میں اسلام کا چھوٹا ہزار ہا تھا۔

والحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وآله وصحبه۔

محمد احمد شاہین

جلد ۱۔۔۔ نکتہ عربیہ محروسہ۔

۱۳۹۵ھ - ۱۹۷۵ء

فصل اولے

غزوہ حنین اور غزوہ تبوک کے درمیان
مختصر فوجی واقعات

- عیسید بن حصین الغزالی کی کان میں اپنی تسم کے لیے تابیہ دستی۔
- قطیبہ بن عامر کی کان میں ختم کے لیے تابیہ دستی۔
- بنی کلاب کی جانب، العنکابلہ بن سفیان کا سر پر۔
- علقمہ بن بکر الدبلی کی کان میں بھری دستی۔
- قیسہ بن علی کی جانب حضرت علی بن ابی طالب کا سر پر۔
- عدی بن حاتم کے اسلام کا واقعہ۔
- کعب بن زہیر کے اسلام کا واقعہ۔
- نجران کی طرف حضرت خالد بن ولید کا دستہ۔
- بن کی جانب حضرت علی بن ابی طالب کا سر پر۔
- کعب الاحبار کے اسلام کا واقعہ۔

اس سر میں کوئی نزاع نہیں چاہا جاتا کہ سرکہ حنین جو کہ کے نزدیک مسلمانوں اور جو ان کے وہ بیان ہوا وہ سخت ترین اور آخری معرکہ تھا جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنسی نفس جیت لیا۔

اور اس معرکہ میں مسلمانوں کی تباہ کن فتح، جزیرہ عرب میں بخت پرستی کے

تباہوت میں ٹھونکنا جانے والا آخری کمل تھا، اس معرکہ میں، احزاب کے تحالف کے بعد،
 صہب سے بڑے قبائلی تحالف نے مسلمانوں کے سامنے شکست کھائی جس کا اسلام
 اپنی تاریخ میں سناٹا کیا۔ درجہ مزید عرب میں ہمت پرستی پر قائم رہنے والے اور شکست
 کرنے والے جو لوگ مسلمان ہوئے اور ابھی اسلام ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا تھا
 وہ جنہیں میں اسلامی فوج پر ہوازن کی فوج کی فتح سے بڑی امیدیں وابستہ کیے ہوئے
 تھے۔ ہوازن کی جواز فوج اپنے اپنے علاقوں سے معرکہ میں شامل ہوئی جس اور
 کو سے مسلمانوں کو نکلانے کے لیے آئیں ان کا اندازہ میں ہزار لگایا ہے جب کہ
 مسلمانوں کی فوج دس ہزار جانیا زوں سے زیادہ تھی اور ان میں مکہ کے وہ دو ہزار
 مسلمان بھی شامل تھے جن کے مسلمان ہونے پر صرف نصف ماہ ہی گزرا تھا اور
 اس میں بہت سے لوگ وہ تھے جو دل میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق سازش کا
 عزم رکھتے تھے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین کی فتح کے متعلق
 تھے۔

مشرکین میں اسلامی فوج کے حکمران ابی شکر کو تباہ کرنے نے ان تمام امیدوں
 پر پانی پھیر دیا جن سے جزیرہ عرب میں اور حرا، ہجر، یثرب پرستی کے
 ہتھیانہ اڈے وابستہ تھے۔

اور ہوازن کی فوجی بازوؤں میں سے ایک بازو جس کی اپنی اہمیت ہے اسلم
 کی مانند باقی رہ گیا اور وہ تعقیف کا بازو تھا جو — جنہیں کی شکست کے بعد
 — مسلمانوں کے لیے کچھ خطرہ تھا اور یہ بازو طاعت میں اپنے قلعوں
 میں اپنی ہمت پرستی سے فکس کیے ہوئے اور عداوت کا اظہار کرتے ہوئے
 اور اسلام کے اقتدار کی حرمانی مقادمت کرتے ہوئے قلعہ بند ہو گیا۔

مگر اس ہوازن کی بازو کا خطرہ اس وقت گہور ہو گیا جب اس بازو کے بڑے

پہ اور ان کے چلنے پر اسلام میں داخل ہو گئے اور یہ اس وقت ہوا جب ثقیف نے خود کو ایک جنگ اور ہوزن کے ان بقیہ قبائل کے مقابلہ میں محصور کی مانند پایا جو رخصت دل سے اسلام میں داخل ہوئے اور وہ ہوا زن کے سابق بادشاہ اور ان کے سالار عام کی کمان میں معرکہ حنین میں شامل ہوئے جس سے ان کے گھر کے محن میں ثقیف کا سانس لینا دشوار کر دیا۔

پس ثقیف کے دشمنوں نے ایک جنگ بٹنگ بٹنگ میں جلدی کی جس میں انہوں نے اپنے ہوا زنی بھائیوں کے اسلام میں داخل ہونے اور اس دین کے سپاہی بن جانے کے بعد اپنے معاملے میں گفتگو کی وہ اس دین کی مدد کی خاطر طائف پر اس کے باشندوں کے شرک پر جان و سب سے کی وجہ سے جلیے کو تھے۔

ثقیف کے قبائل ایک حرفی قوت تھے بلاشبہ اس کا اپنا ایک وزن تھا اور ثقیف قدیم ترین زبانوں سے ممتاز سطح کی جنگجو قوم ہیں۔

اور بارہ ہزار زبوری فوج نے حنین میں فتح پانے اور ان ثقیفوں کے تعاقب کرنے کے بعد ان کا جو شدید محاصرہ کیا اس کے سامنے اپنے قلعوں کے اندر ان کا من و کسے ساتھ ٹوٹ جانا ان کی جنگ قدرت اور جنگی حالات میں ان کی اعلیت کی گواہی دیتا ہے اور ہم نے وجہ کہ ہماری نویں کتاب غزوہ حنین میں پتے بیان ہو چکا ہے، دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ شہداء کے کھونے کے بعد جو ثقیف کے تیروں سے قتل ہوئے تھے ایسے طائف کا محاصرہ چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔

اور یہ وہ تعداد ہے کہ کسی مؤرخ نے بیان نہیں کیا کہ مسلمانوں نے خود معرکہ حنین میں اس کی مانند آدمی کھونے ہوں۔ یہ بات ثقیف کے عہد اور ان کے حکمرانوں کو ہونے پر دلالت کرتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر اس کے کہ آپ کی فوج، ثقیف کے کسی قبیلے کو استیباروں کی قوت سے عاجز کرے ثقیف کے قلعوں کا محاصرہ چھوڑ دیا، مگر آپ نے اپنے اصحاب کو خبر

دی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ثقیف کو لائے گا اور وہ خوشی سے اسلام میں داخل ہوں گے، اسی لیے ایسے لوگوں کے محاورہ میں وقت ضائع کرنے کی کوئی کوجہ نہیں جو عنقریب اپنی مرضی سے جلد یا بدیر مسلمان ہو کر آئیں گے۔

اور ثقیف کے عقل مند اور دانش مند قائدین نے اپنی پوزیشن کے مطابق بعد سے جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے۔۔۔ بالاتفاق یہ محسوس کیا کہ ان کے لیے اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں کے قبائل کے کند میں جو سب کے سب اسلام میں داخل ہو چکے ہیں، اپنے مشرک رہنے کے نتیجہ میں۔۔۔ اس خوف اور تنگی کے نجات پانے کی کوئی راہ نہیں، سوائے اس کے کہ وہ بھی اسی طرح اسلام میں داخل ہو جائیں اور اس دامن پر اتفاقی کے نتیجہ میں ثقیف کا ایک وفد مدینہ گیا اور طویل مذاکرات کے بعد ان سب نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور ان مذاکرات میں ثقیف وفد نے بہت کم عقل کا اظہار کیا، جب کہ اس مسئلہ کی ہماری نویں کتاب رغوہ جنبین میں مفصل بیان ہوا ہے۔

جنبین اور طائف کے بعد فوجی دستے | جنبین میں مسلمانوں کے فیصلہ کن فتح کے بعد اور اس کے بعد اپنے کے بعد اور اس غلبہ

فتح کے باوجود محنت پرستی کی کچھ پاکٹیں باقی رہ گئیں، روہ اپنی پراگندگی اور کمزوری کے باوجود مسلمانوں کو حیران کرنے لگیں اور انہیں کچھ سچ سمجھنے لگیں اور اسلام میں داخل ہونے کے انکار کرنے لگیں جس میں جزیرہ کے اکثر باشندے داخل ہو گئے تھے۔

یہ ٹیپ پرست پاکٹیں حقیقتہً اسلام کے عسکری وجود کے لیے کوئی تھمہ نہ تھیں جو جزیرہ عرب کے تمام حکمرانوں کے زبردست اختیار کا مالک تھا اور یہ بہت پرست پاکٹیں جزیرہ کے مختلف علاقوں میں پھیل ہوئی تھیں جو ایک دوسرے سے بہت دور تھے اور ان کے درمیان کوئی عسکری ارتباط نہ تھا۔ جو انہیں مسلمانوں کے خلاف حربی قوت بنا دیتا۔

لیکن ان پر آگندہ افسوس پکڑنے کا اپنی بہت پرستی اور اسلام دشمنی پر قائم رہنا، اس دین کے اہل انصاف سے میل نہ رکھنا تھا جو میں سے سب سے اہم ہدف تہ کو حید کے جھنڈے تلے جزیرہ عرب کو ایک کرنا اور اس جزیرہ میں بہت پرستی کے کسی نشان کو ذوق نہ ہونے کی اہانت نہ دینا تھا۔

اس لیے لڑاکو جزیرہ عرب میں صرف اسلام کا اقتدار باقی رہے اور بہت پرستی کی کوئی نشانی اس میں باقی نہ رہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ فرجی دستے بھیجے جنہوں نے جزیرہ کی مختلف اطراف سے تمام باقی ماندہ بہت پرست یا کٹوں کے صفایا کی ذمہ داری لی۔

(۱۱)

بنی قریظہ کے لیے تاویسی دستہ، محرم ۳

یہ ایک جنگ گشتی دستہ تھا، جسے فزادہ کا سردار عقیبہ بن حنیف ویا بن قریظہ ہمراہ لے گیا۔

دوران اس کا سبب یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین سے واپس آنے کے بعد اور جزیرہ عرب کے باشندوں کی غالب اکثریت کے درمیان اسلام کے پھیل جانے کے بعد اپنے اصحاب میں سے کچھ آدمیوں کو مسلمانوں کے بیت المال کے لیے مقررہ زر کو جمع کرنے کے لیے بھیجا۔

نہ عقیبہ کے حالات ہماری کتاب غزوہ بدر میں دیکھیے۔

آپ نے حضرت ہریرہ بن حبشیہؓ کو اصرار اور غدار کی طرف اور حضرت عباد بن بشرؓ اشمی کو، سلیم اور مزنیہ کی طرف اور حضرت رافع بن کعبہؓ کو اپنی قوم حنیہ کی طرف اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو فزارہ کی طرف اور حضرت العنکاب بن سفیانؓ کلابی کو بتی کلاب کی طرف بھیجا۔

اور آپ نے حضرت بسر بن سفیانؓ الکلبی کو ان کی قوم خزاعہ کی طرف بھیجا، حضرت بشرانؓ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر جو زکوٰۃ فرض کی ہے اس کی ادائیگی کے لیے اپنے تیار ہونے کا اعلان کیا اور خزاعہ کے پڑوس میں ان کے علاقے میں تیسہم کے دو قبیلے رہتے تھے جن میں سے ایک کو بنو جہیم اور دوسرے کو بنو عمر بن حنظلہ بن العتیر کہا جاتا تھا اور وہ عسفان کی جانب، ذوات الاشطاہ کے تالاب پر خزاعہ کے ساتھ پانی پیتے تھے اور حدیبیہ سے دور فاصلے پر رہتے تھے، اور تیسہم کے یہ دونوں قبیلے بہت پرستی پر قائم تھے اور وہ خزاعہ کے مہمان تھے اس لیے کہ وہ ان کے علاقے میں رہتے تھے۔

مگر جب تیسہموں نے خزاعہ کو اپنی تمام مرئی اکٹھے کرتے دیکھا تا کہ حضرت بشر ان سے مسلمانوں کے بہت املاں کے لیے زکوٰۃ لیں تو انہوں نے اس بات کو اور پابکھا اور خزاعہ سے کہنے لگے، یہ کیا ہے؟ تمہارے اموال کو ناحق طریق سے لیا جاتا ہے۔ خزاعیوں نے انہیں کہا، ہم مسلمان ہیں اور اس بات کو ہمارا دین ہم پر فرض کرتا ہے اور ہم اسے پسند کرتے ہیں، پس جاہلیت کے شیطان

نے ہمیشہ کے حالات ہماری کتاب غزوہ بدر میں دیکھے۔

۴۵ حضرت رافع کے حالات ہماری کتاب فتح مکہ میں دیکھیے۔

۴۶ حضرت عمرو بن العاص کے حالات ہماری کتاب فتح مکہ میں دیکھیے۔

۴۷ حضرت بسر بن سفیان کے حالات ہماری کتاب فتح مکہ میں دیکھیے۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے ہوتے ہو اور انہیں سہارے اموال کی ذکوۃ سے داکتے ہو پھر خزاعہ نے بنو قریظہ کو اسی وقت اپنے علاقے سے نکل جانے کا حکم دے دیا اور بنو قریظہ کی کاودائی سے خزاعہ کی عدم رضامندی کا اظہار تھا پس بنو قریظہ نے خزاعہ سے بھاگتے ہوئے اپنے علاقے کو چلے گئے۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی قریظہ کے فعل سے آگاہی ہوئی تو آپ نے فرمایا ان لوگوں کے لیے کون ہو گا جنہوں نے جو کرنا تھا کیا ہے ؟ عیسیٰ بن حصین الغضاری نے کہا، قسم بخدا میں ان کے چٹوٹن لگاؤں کا تعاقب کروں گا اور خواہ وہ سیرین کب پہنچ جائیں، میں انہیں آپ کے پاس سے کراؤں گا انشاء اللہ! پس آپ ان کے بارے میں اپنی رائے قائم کریں یا وہ مسلمان ہو جائیں۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ کو بچہ پس سواروں کی چھوٹی سی فوج کا کمانڈر بنا کر بھیجا جو سب کے سب صحرائی تھے اور ان کے درمیان ایک بھی حاصر اور انصاری نہ تھا۔ پس عیسیٰ اپنی بچی سی فوج کے ساتھ جلدی سے چلا کر بنی قریظہ کو ان کے علاقے میں پہنچنے سے قبل روک لے، وہ دانت کو چبٹا اور ان کو انہیں چھپا رہتا اور وہ ان کی خبروں کا پیچھا کرتا، اس سے پتہ چل کر انہوں نے بنی قریظہ کے علاقے میں خیمے لگانے چس اور جب اس نے ان کی جگہ کو مسطورہ کر لیا تو وہ اپنے سواروں کے ساتھ ان پر حملہ کرنے گیا۔

اور جب اس نے ان پر حملہ کیا تو وہ اس کے سامنے ٹھہرنے کے بجائے پشت پھیر کر بھاگ گئے لیکن اس نے ان کے گھیر لے جانے کو قیدی بنالیا اور اسی جگہ ان کی گیارہ عورتوں اور تیس بچوں کو بھی قیدی بنالیا اور سب کو مدینہ لے آیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مذہبیت و عادت کی حلی میں آزاد کیا، ایک کو قریظہ کا بڑا وفد طاعت کرنے ہوئے آیا اور انہوں نے تمام قریظہ کے اسلام کا اعلان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قیدیوں کو رہا

کر دیا اور ان کے بیوی بچوں کو انہیں واپس کروا دیا جیسا کہ وفد جمعہ کے مشہور واقعہ میں
مفصل بیان ہوا ہے اور ان کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔
ان المذین بنادونك لا يعقلون۔
اور جو شخص جو لوگ پیپ کو حجروں کے پچھلے سے آواز نہیں دیتے ہیں ان کی
کسرت عقل سے کام نہیں لیتی۔

(۲)

ختم کی تادیب کے لیے دستہ... یعفر

یہ ایک چھوٹا جنگی لشکر دستہ تھا جو میں بنو نضل سے ملا تھا، رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کی کمان حضرت قطیب بن عامر بن حمیدہ کو عطا فرمائی اور انہیں حکم
دیا کہ وہ ختم کے ان قبائل پر حملہ کریں جو ثبوت پرستی پر تہم میں اور وہ تباہ کنی جانب
تھے۔ ... حضرت قطیب بن عامر اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور ان کے
ساتھ دس اونٹ بھی تھے جن پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے اور انہوں نے
فرارہ پر شہدگی اختیار کر کے لیے ہتھیاروں کو چھپا دیا اور دستہ دن کو
چھپا رہنا اور رات کو چلنا۔

اور جب وہ ایک جگہ پہنچے جہے بطن صحب کا جاننا ہے تو انہوں نے وہاں

ملہ الحجرات - ۲

یہ ختم بیان تھا ان قبیلہ ہے ان کے فرد گاہیں جیشہ اور فریب کے درمیان واقع
ہیں۔ ختم جاہلیت میں عقیقہ قوم اور جنگو قبیلہ تھا اور اس نے طاقت میں
تقیف سے جنگ کی تو تقیف نے انہیں شکست دی۔

یہ قطیب بن عامر کے حالات ہماری کتاب غزوہ جبر میں دیجئے۔

ایک شخص کو دیکھا اور آٹھویں تھے اس سے جواب طلبی کی۔ اور وہ بظاہر جس قبیلہ خثعم سے معلوم ہوتا تھا اس سے انہیں کچھ نہ بتایا بلکہ اس نے خثعم کے محنت پر کو گرفتار کرنے کے لیے چلانے کی کوشش کی تو درمند کے سالار حضرت قطیبہ بن عامر نے اسے قتل کر دیا۔

پھر عامر نے اپنے دوستوں کو اس کی جگہ پر بٹھرایا حتیٰ کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا پھر آپ نے ایک جوان کو بطور ہرول و فحش کے مقامات کو معلوم کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے ان کے مقامات کو معلوم کر لیا نیز یہ کہ وہ شہر میں خیمہ لٹا رہا اور ان کے پاس آؤٹ اور بکریاں بھی ہیں حضرت قطیبہ نے اپنے جوانوں کو یوں رنگ کر چلا کر گئے کہ حکم دیا کہ غلطیوں کو ان کے متعلق حکم نہ ہو نیز یہ کہ قبیلے میں جو لوگ موجود ہیں ان کے پر سکون ہو جائے اور سو جائے کے بعد حکم ہوا اور عملاً جب دشمن کے جوان پر سکون ہو گئے اور سو گئے تو حضرت قطیبہ اور آپ کے جوانوں نے تکبیر کہی اور ان پر حملہ کر دیا پس شہر میں جو لوگ موجود تھے وہ ان کے مقابلے میں نکلے اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی حتیٰ کہ فریقین بہت زخمی ہو گئے اور جنگ مسلسل صبح تک جاری رہی۔ اور اس وقت خثعم کی بہت سی امدادی فوج آگئیں اور غریب تھا کہ حضرت قطیبہ کا دستہ تمام اطراف سے گھیر جاتا، مگر اللہ تعالیٰ عظیم سیلاب سے آیا جو خثعم کی امدادی فوج اور ان کی قوم کے ان سرداروں کے درمیان جو حضرت قطیبہ بن عامر کے جوانوں سے لگے ہوئے تھے، اس طرح حائل ہو گیا کہ وہ امدادی کو عبور نہ کر سکے اس موقع پر حضرت قطیبہ اور آپ کے دستے نے قبیلے کے تمام لوگوں کا خاکہ کرنے کی قدرت پائی پھر آپ نے قبیلے میں جو آؤٹ اور بکریاں موجود تھیں ان پر قبضہ کر لیا اور اپنے ساتھ تمام عورتوں کو قیدی بنا کر لے آئے اور سب چیزوں کے ساتھ مدینہ واپس آ گئے اور غنائم میں سے دسے کے ہر جوان کے حصے میں چار اونٹ آئے اور یہ اصل غنیمت سے غنم کے علاوہ کر لینے کے بعد ہوا۔

(۳)

بنی کلاب کے لیے دستہ

ماہ ربیع الاول ۹ھ

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جزیرہ عرب میں نکت پرستی کی مقاومت کی
جوڑ چھوٹی پانکڑوں کے صفایا میں لگ گئے، آپ کو اطلاع ملی کہ بنی بکر کے قحط
ایک بطن، ہمیشہ اسلام سے دشمنی رکھتا ہے اور نکت پرستی سے تسک کرتا
ہے پس آپ نے حضرت العنکاب بنی سفیان کلابی کی کان میں ایک فوجی دستہ

اللہ العنکاب بن سفیان بن عوف بن کعب بن الی بکر بن کلاب بن ربیع بن عاص بن مصعب
بن عاص بن الکلابی آپ ابو سجد کینت کرتے تھے، آپ نے حضرت حبیب کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اور آپ مدینہ کے صحرا میں فروکش ہو گئے تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ان لوگوں کا امیر مقرر کیا جو آپ کی قوم سے
مسلمان ہوئے تھے اور آپ نے انہیں لکھا کہ وہ اشیم الغنابی کی بیوی کو اس کے
خاوند کی دین کا وارث بنائیں، اسے قتل کر دیا گیا تھا اور آپ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے امین اور شہید محافظین میں سے تھے اور لکھے ایک سو
سوار کے مقابلے میں شہادہ ہوتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے
بارے میں اس کی گواہی دی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلیم بن آپ کو
امیر مقرر کیا جب کہ وہ فحیح مکہ کے لیے جا رہے تھے اور وہ نو سو آدمی تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: ... کہا تم میں کوئی جو ان سے جو
ایک سو کے برابر ہو اور وہ تم کو چورا ایک ہزار کر دے پس آپ نے انہیں
دہائی صفحہ پرستہ پرا

کی طرف روانہ کیا اور کسی مڑرخ سے اس دستہ کے جو قوت کی تعداد بیان نہیں کی وہاں واقعہ نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک فوج تھا اس کا معہوم پیسے کہ وہ دستہ بہت سے مہاتازوں پر مشتمل تھا۔

اور یہ پکری ثبوت پرست نجد میں قریب کی جانب مہینہ کے مشرق میں رہتے تھے اور دہشتے نے ان کی تادیب کے لیے ہرینہ سے مارچ کیا۔ اور اس دہشتے میں ام حبیبہ بن سلمہ بن قریظ بھی شامل تھے۔ حضرت العنکاب بن صفیان اور آپ کے دہشتے نے قریظ و دشمنوں کے نجد میں رزق لادۃ مقام پر چڑھ بیڑ کی درانہوں سنہ انہیں دعوت اسلام دی اور انہوں نے اس کا جواب فوراً جنگ کی صورت میں دیا پس مسلمان ان کے لشکر آئے اور غریبوں کے درمیان جنگ ہوئی جو مسلمانوں کی فوج اور مشرکین کی ہزیمت پر ختم ہوئی اس طرح اس چھوٹی بٹ پرست پانٹ کا معہمایا ہو گیا جو حضرت ابی بن جہل کے پاس تھی۔

اور یہ عجیب نقطہ انفصال ہے جو عقیدہ کے اختلاف کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے کہ حضرت العنکاب بن صفیان کے دستہ میں اشتراک کر کے اسے ایک سردار راک عبید بن سلمہ نے مشرکین کی صفوں میں اپنے آپ سے ملاقات کیا اور اسے

بیتہ عاشیہ صوفیہ مشرق

العنکاب کے ذریعے پورا کر دیا اور آپ بن کے سردار تھے اور قند سفر شاعر عباس بن مرداس سلمی نے العنکاب کی تعریف کی ہے اور کہتے ہیں: ہاشیہ بن لوگوں سے تو نے جو وعدہ کیا تھا اسے اس فوج نے پورا کر دیا ہے جس پر آپ نے حضرت العنکاب کو امیر بن کر بھیجا ہے آپ نے اسے نیزہ تیز کرنے کا حکم دیا اور جب دشمن نے آگے بڑھ کر تو گویا وہ آپ کو دیکھ لیا تھا، وہ کبھی درنوں انھوں سے معاملہ نہ کرے اور کبھی کھوپڑیوں کو دشمنی سے کاٹتا ہے، حضرت العنکاب ان لوگوں میں شامل ہیں جو سے حضرت کی روایت کی گئی ہے اور ابی بن جہل سے حضرت عبید بن جہل اور حضرت حسن بصری نے آپ سے روایت کی ہے۔ واسطہ الفاظ ج ۳ ص ۴۰

دعوتِ اسلام دی اور اُسے امان دی تو اُس نے اُسے بھی اور اسلام کو بھی کشتنام دی۔
 انھیں نے فوراً اپنے باپ پر حملہ کر دیا۔ — اور اس کا باپ سوار تھا
 —۔ انھیں نے اپنے باپ کے گھوڑے کی گونچوں پر تلوار ماری اور جب گھوڑا
 پانی میں گر پڑا تو سلمہ نے پانی میں اپنے نیزے کا سہارا لیا پھر اس سے چھٹ گیا
 کو ٹوبہ نہ چائے پس دستے کے ایک سپاہی نے اس پر حملہ کر کے اُسے قتل کر
 دیا اور اس کے بیٹے نے اُسے قتل نہ کیا لیکن اس نے اس کے گھوڑے کو زخمی
 کر کے ایک دوسرے مسلمان کے لیے بچہ کسی عثم کے اس کا قتل کرنا آسان کر دیا۔
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ قرطاد بکریوں
 کی طرف ایک خط بھیجا جس میں انہیں دعوتِ اسلام دی تو انہوں نے اس کا
 اور آپ کے خط کا مذاق اڑایا اور اس کا غد کو سنے کہ جو انہیں دعوتِ توحید
 دینے پر متعلق تھا اس سے سیاسی کودھوہ یا پھر آنکھوں نے اس سے اپنے
 غول کو بوند لگا دیا اور آنکھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کا
 جواب دینے کے انکار کر دیا جس کی طرف آپ نے انہیں دعوتِ اسلامی تھی۔
 پس ان میں سے ایک دانش مند عورت نے اس بات پر برا متایا جو انہوں
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط سے رو دکھی اور وہ عورت ام حبیبہ
 بنت عامر بن خالد بن عمرو تھی جو سرِ ابراہیم حارث بن عمرو کے بیٹے کی بیٹی تھی
 اس نے انہیں غلامت کی اور جو کارروائی انہوں نے کی اُسے قابلِ نفرت سمجھا
 اور کہنے لگی — اس کا قول اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ مسلمان تھیں۔

اے ابنِ سعید! مہی کی نشانہ نہیں اور نیچ اور مفلعل مزان شخص
 کی طرح ان کے سامنے قائم رہا اے ابو سعید یہ وہ لوگ ہیں کہ
 جب سے دین قائم ہوا ہے انہوں نے ہر امیر کی نافرمانی کی ہے
 اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ان کے پاس کوئی

نشان آتا ہے تو یہ آسے کنوئیں کے پانی سے شامیتے ہیں اور وہ نچڑا ہوتا ہے۔
اور اصحاب میر بیان کرتے ہیں کہ جب قرطاد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
خط سے خاق میں جو کچھ کرنا تھا کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
انہیں کیا ہو گا؟ اللہ ان کی عقلوں کو مار دے گا اور وہ جیسے لڑنے والے، جلد باز
ہو اسی اور بچے دغوت ہوں گے، اور جو شخص ان کے پاس خط لایا وہ عرصہ کا ایک
شخص تھا جسے عبداللہ بن عمر سجدہ کیا جاتا تھا، واقفی نے بیان کیا ہے کہ میں نے
ان کے بعض آدمیوں کو یوں سے عاجز دیکھا ہے کہ وہ واضح بات نہیں کر سکتے تھے۔

(۳)

علقہ مدیجی کا بحری دستہ

ربیع الآخر ۱۰۵۲ھ

یہ بحری دستہ تین سو جوانوں پر مشتمل تھا، حضرت علقم بن مجز مدیجی نے اس کی
رہبرگی کی۔ اس لشکر میں اقوام پائے جاتے ہیں جو شہر میں عیب سے لیکن مغازی القادی میں ایسے
ہیں بیان ہوئے۔

(نوٹ: اقوام شہر کے قانیے کو مختلف کرنے کو کہتے ہیں یعنی کسی قانیے کو دفعہ دین
اور کسی کو جمع دینا۔)

یہ مدیجی مغازی القادی ج ۲ ص ۴۵۲ و ۴۵۵ اور جلد ۳ ص ۶۴۴
علقم بن مجز بن الاطوار بن جعدہ آپ بنی کنانہ سے تھے اور بہت خوش طبی
کرتے تھے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء میں سے تھے حضرت علقم
نے ایک بحری دستہ میں وفات پائی جسے آپ حضرت عمر بن الخطاب کے زمانے میں
بحر احمر سے یاراجہ تک لے گئے (مدیجی اسد الغابہ جلد ۳ ص ۱۳)

کمان کی دھڑکی کے ساتھ بھڑکھڑا کر غلام : میں داخل ہوئے اور اس دھڑکنے کے بھیجنے کا باعث یہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ حبشی بھڑکی آگے جنہیں اہل الشیعہ نے دیکھا ہے (یہ جہہ کے قریب ایک بندرگاہ ہے) چلی گئیں ان کے ساتھ سمندر کو عبور کرتے ہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تین سو اصحاب کو بھجوا دیا اور ان کی کمان حضرت علقمہ بن مجزہ کو عطا فرمائی کہ وہ ان کے ساتھ حبشی بھڑکی ڈاکوؤں پر حملہ کریں۔

حضرت علقمہؓ نے اپنے کے ساتھ دین سے رفاہ ہوئے حتیٰ کہ ساحل جہہ — الشعیبہ کے پاس — پہنچ گئے اور وہاں کے اپنے جو نوں کے ساتھ سمندر سفر کر کے جزیرہ تک پہنچ گئے۔ انہوں نے ڈاکو پکڑا دیے، ہونے لگے اور جب انہوں نے حبش غوی کو جزیرہ کے قریب آئے دیکھا اور زمین سے بیان نہیں کیا کہ وہ کون سا جزیرہ تھا، تو وہ اپنی کشتیوں پر سوار ہو کر سمندر کی چوڑائی کی طرف جہت کی جانب بھاگ گئے۔

در حضرت علقمہؓ بغیر اس کے کہ آپ کے اور حبشی بھڑکی ڈاکوؤں کے درمیان کوئی جھڑپ ہو، الشعیبہ کے پاس جزیرہ کے ساحل کی طرف اپنے دستوں کے ساتھ واپس آ گئے۔ در حضرت علقمہؓ کی فوج مختلف قبائل سے بنی تھی، اور جب وہ واپس کے دوران ایک مندری پہنچے تو فوج کے بعض افراد نے آپ سے اجازت طلب کی کہ انہیں بھڑکی ڈاکوؤں کے بھگسنے کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں رہی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ در حضرت عبد اللہ بن حذافہؓ کو ان کا امیر مقرر کیا۔

سلحہ عبد اللہ بن حذافہؓ تیسری برعدی بن سہم قرظی السہمی قبیلہ اور فاضل صحابہ میں تھے اور آپ کی والدہ جنت حرا بن تھی جو نبی ﷺ سے تھی آپ نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی اور آپ خبیس بن حذافہ کے بھائی تھے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانی و مشیہ صلیہ جو سترہ :

اور آپ میں دل لگی پائی جاتی تھی اور آپ مزاج کو پسند کرتے تھے۔ اور حبش لوگ واپس آئے اور ابھی راستے ہی میں تھے کہ انہوں نے کھانا پکھنے اور پینے کے لیے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

میں تھیں حضرت خندہ بنت حذافہ عقیقہ کے غاوند تھے اور یہ عہد ملتہ وہ ہیں جنہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خطہ کے کرکسری کے پاس دعوت اسلام دینے بھیجا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو پھاڑ دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، سو اس کے بیٹے خیرویہ نے اسے قتل کر دیا اور حضرت عبداللہ بن حذافہ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیسرا یہ کام کر رہے تھے، قیدی ہو گئے اور آپ کو محافلین کے سالار کے پاس لایا گیا تو طاغیہ نے آپ کے کما عیسائی سود جاؤ ورنہ میں آپ کو تلبے کی کوڑا ہی میں ڈال دوں گا آپ نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا، سو طاغیہ نے تلبے کی کوڑا ہی منگوائی اور اسے تل سے بھرا اور اسے خوش دیا اور اس نے ایک مسلمان قیدی کو تلبہ کر اس پر نصر امنت کو پیش کیا، اس نے انکار کیا تو اس نے اسے اس کوڑا ہی میں پھینک دیا اور تل سے خوش دلی غصہ کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی ہڈیاں نمایاں ہو گئیں اور اس نے حضرت عبداللہ کے کہا جس کی ہر جاؤ ورنہ میں تجھے پھینک دوں گا آپ نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا سو اس نے آپ کو تلبہ کی اس کوڑا ہی میں پھینکے کا حکم دیا جس میں تین اہل دین تھا، آپ رو پڑے تو وہ کہنے لگے یہ ڈر گیا ہے اس نے کہا اسے واپس کر دو آپ نے کہا یہ خیال نہ کرنا کہ تو مجھ سے جو سلوک کرنا چاہتا ہے میں اس سے ڈر کر دیا ہوں، میں اس وجہ سے دینا ہوں کہ میرے پاس صرف ایک جان ہے جس کے ساتھ خدا کا وعدہ ہے، میں چاہتا ہوں کہ میرے تمام بالوں کی تعداد کے مطابق میری جانیں ہوں پھر تو مجھ پر سب سے پہلے سلوک کرنا ارادہ کی

(باقی حاشیہ صفحہ پورے پر)

آگ جلائی تو آپ نے انہیں کہا میں نہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود جاؤ اور اسلام میں فرجی ٹھہرو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق) سخت سہے مسیحاہیوں نے خیال کیا کہ یہ فرجی حکم ہے اور وہ اپنے سالار کے حکم کے مطابق آگ میں کودنے کے لیے تیار ہو گئے اور جب ان کے سالار نے دیکھا کہ وہ لامحالہ آگ میں کودنے والے ہیں تو اس نے کہا بیٹھ جاؤ میں تو تمہارے ساتھ خالق کر رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا جو کہیں معصیت کا حکم دے تم اس کی اطاعت نہ کرو۔

راشیدہ صفحہ گزشتہ

بیان ہے کہ وہ آپ کی اس بات سے جبراً رہ گیا اور اس کے آپ کو رہا کر دینا چاہا اس نے کہا میرے سر کو بوسہ دو میں تجھے آزاد کر رہتا ہوں آپ نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا اس نے کہا عیسائی ہو جاؤ میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ کے کردوں گا اور اپنی حکومت سے آپ کو حصہ دوں گا، اس نے کہا میرے سر کو بوسہ دو میں آپ کو اور آپ کے ساتھ اپنی مسلمانوں کو رہا کر دوں گا آپ نے کہا اگر ایسا کرو تو میں سر کو بوسہ دیتا ہوں سو آپ نے اس کے سر کو بوسہ دیا اور اس نے آپ کو اور آپ کے ساتھ اپنی مسلمانوں کو رہا کر دیا اور جب یہ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو حضرت عمرؓ نے آپ کے پاس آکر آپ کے سر کو بوسہ دیا۔

مادی کا بیان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ حضرت عبداللہؓ سے مذاق کرتے اور کہتے آپؐ کو طے بلی کا فرق کے سر کو بوسہ دیا ہے اور آپؐ انہیں جواب دیتے، اللہ تعالیٰ نے اس پر مسکے عروض یہ مسلمانوں کو رہا کیا ہے، حضرت عبداللہ بن عوفؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کی خلافت میں مصر میں وفات پائی۔

راشیدہ صفحہ ۱۱۱ مفادہی الوافہی ج ۳۳

(۱۵)

قییدہ علی کی طرف حضرت علی بن ابی طالبؓ کا دستہ - ربیع الآخر ۹ھ

ہر ایک جنگی لشکر دستہ تھا جو سب کا سب انصار پر مشتمل تھا اور اس میں ایک سو پچاس جانیہ تھے جو ایک سو اونٹوں، دو پچاس گھوڑوں پر سوار تھے اور ان کے امیر حضرت علی بن ابی طالبؓ تھے اور یہ جنگی دستہ اس دھرم راج کے سرداروں پر مشتمل تھا۔

اور اس جنگی دستہ کو ہفت دیا برحق تھے جو استہلاقی شہادہ میں ہیں جہاں انکس صورت میں: آلِ حاتم علی کا خاندان مقیم تھا اور ان کا سردار عدی بن حاتم تھا جو علی کے بارشہ کے قاتل مقام تھا۔

حنین کے فیصلہ کن معرکے میں فتح پانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جزیرہ عرب کی کسی جانب میں کسی جنت کی موجودگی کی اطلاع ملی تو آپؐ اُسے لہجہ نے کہہ دیا اس کی طرف آدمی بھیجتے تاکہ جزیرہ میں جاہلیت کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔

قییدہ علی کا ایک جنت تھا جسے انکس کہا جاتا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اس دستہ کا سالار بنا کر بھیجا تاکہ آپ انکس جنت کے ٹوٹنے کا ذمہ دار بنیں۔

علیؓ متعدد قبائل و رفا ایک عظیم قبیلہ قییدہ ہے اور یہ قدیم ترین زمانے سے جزیرہ کے جنوب سے اس کے شمال کی طرف تھیں ہجرت کر آیا ہے حتیٰ کہ اسے شہر کی قبائل میں شمار کیا جاتا ہے اور فوجی لحاظ سے علی قییدہ بڑی جنگی قوت کا

حاصل ہوا اور تعداد کے لحاظ سے بھی عظیم قبیلہ ہے اور شجاعت، الشداد اور قوت کے لحاظ سے غطفان، اسد اور حوازن کے کم نہیں ہے۔

لیکن تھا کہ اسلامی فوج کو قبیلہ علی کی جانب سے شکست اور پریشانیوں اور سخت متعلقہ مقاومت کا سامنا کرنا پڑتا جیسے کہ عہد اسلام کے آغاز میں اُسے غطفان اور مکرکہ جنین میں ہوازن کی جانب سے سامنا کرنا پڑا، لیکن ان علاقوں پر مخالف قبائل کی مقاومت کی کمزوری، اور اس کے سبب قبائل کے اسلام میں داخل ہونے اور قبائل حزیہ کی بڑی غالب اکثریت کے اس دین میں داخل ہونے نے قبیلہ علی کو۔۔۔۔۔ اس کے مشہور عسکری ماضی اور اس کی کثرت تعداد کے برعکس۔۔۔۔۔ مسلمانوں کے ہاں ایک بے خوف قوت بنا دیا اور اس عظیم قبیلہ کے قبائل کو کمزوری لاحق ہو گئی اور انہیں مسلمانوں سے خوف آنے لگا اور اسلام کی لہر کے آگے۔۔۔۔۔ اس کی عظیم عسکری قوت جو اسے حاصل تھی، نیست و نابود ہو گئی۔

اور اس کے ضعف و کمزوری پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کے معبود صنم (الفلس) کے توڑنے کا ارادہ کیا تو اس فتح پر صرف ایک سو سچاس جانباڑوں کی ایک معمولی سی فوج بھی حالانکہ آپ کو اعظم تھا کہ علی کے قبائل کئی ہزار جانباڑوں میں شمل ہیں جو جنگ کی قدرت رکھتے ہیں۔ مدینہ اور اس جگہ کے درمیان جہاں علی کا محنت (الفلس) موجود تھا تقریباً چھ سو میل کا فاصلہ ہے اس لیے دستے کے جوان ایک سو اونٹوں اور سچاس گھوڑوں پر سوار تھے اور تھکی رہتے۔ نہ۔۔۔۔۔ اپنے ادا ف کو بردار کیا اور غائبوں کی مقاومت کے بعد حضرت علی بن ابی طالب نے علی کے محنت (الفلس) کے توڑنے کی قدرت پائی۔ حضرت علیؑ اور آپ کے دستے نے کئی مقامات پر نہ والوں کے قتل کرنے کے بعد انھیں پس کر رکھ دیا

اور ان میں سے بہت سوں کو قید کر لیا گیا۔

اور جو لوگ قید رہے ان میں سے عاتقہ حائل کی بیٹی بھی تھی جس کا نام (السفانة) تھا اور وہ عدی بن حاتم کی بہن تھی جو طعیہ بن زید و شاہ کی مانند تھا اور اس سے طعیہ کی رعایت میں اپنے باپ حاتم کی جائیداد کی اور خود عدی بن حاتم کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ کامیاب ہو گیا اور وہ نصرانی تھا اور اس کی بہن (السفانة) کے متعلق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا کہ یہ حاتم حائل کی بیٹی ہے جس کا وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ مکہ کے غلامی کو لپیٹ کر لیا تھا، تو آپ نے اس کا انکار کیا اور اس کے غلامی سے آزاد کر دیا، یہ السفانة شام میں اپنے بھائی عدی کے پاس گئی اور اسے اسلام میں داخل کرنے پر مدعا مند رہا۔ اور وہ بڑا دانش مند تھا اور وہ اپنی دانش مند بہن کے اثر سے تحت مدینہ آیا اور اس نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور اس کے اسلام کا نصرت اسلام کے بارے میں اچھا اثر پڑا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے اپنی دین کی مدد کی اور اس کا نمایاں اور مشرف موقف یہ ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رعایت پر اکثر عرب مترجم ہو گئے تو وہ اسلام پر شائبہ قدم نہ لایا اور اس کی قوم بھی اسلام پر ثابت قدم رہی۔ اسی طرح شام و عراق کے جمادی مسرکون نہیں گئے اس کے شاندار موافقت میں اور عدی، حضرت خالد بن ولید کے ان ساتھیوں میں سے تھا جو ان کے جنگی ورثہ میں شامل تھے خواہ وہ شام میں ہوں یا عراق میں ہوں۔

حضرت علی بن ابی طالب جس ہلکے سے گشتی دستے کو مدینہ و مدنی کے لیے گئے تھے اس کی کامیابی کا واقعہ اور تعبیلہ طعیہ جو ہزاروں ہجرت یافتہ مسلمانوں کے قبائل کی صفات و صفت کی کمزوری کا واقعہ، امامہ و انڈی اپنی مشہور کتاب المغازی سے ہمارے سامنے بیان کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ابو عبد اللہ بن ابی بکر بن حزام بیان کیا ہے کہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک سو بیچاس جوانوں کے ساتھ ایک سو اونٹوں اور بیچاس گھوڑوں کو کول کیا اور اونٹوں پر ہماری باری بیٹھے حتیٰ کہ انہوں نے عربوں کے قبائل پر حملہ کر دیا۔ چہر اس نے بیان کیا کہ آپ نے حضرت علیؓ کو نفسِ رطلی کا ثبوت اس کے ٹوٹنے کے لیے عیب پس آپ اپنے صحاب کے ساتھ روانہ ہوئے اور سب سے پہلے اس سفید رنگ کا ایک بڑا جھنڈا تھا اور سیاہ رنگ کا ایک چھوٹا جھنڈا تھا اور ان کے پاس نیزے اور تھیں دتھے ایک نے اپنا بڑا جھنڈا حضرت حسن بن حنیف کو دے دیا اور اپنا چھوٹا جھنڈا حضرت جبار بن جعفر سلی کو دے دیا اور نبی اس کے ایک ہاتھ پر حلیہ نام کے ساتھ نکلے پس وہ انہیں قہر کے راستے لے گیا جس جب وہ ان کے ساتھ ایک جگہ پہنچا تو اس نے کہا کہ اسے درمیان اور اس قبیلے کے درمیان قتال مقصود ہے ایک پورے دن کا قاصد ہے اور اگر ہم دن کو چلیں تو ہم ان کے مشرق اور چرواہوں کو روند دیں گے۔

پس تم قبیلے کو انتباہ کر دے کہ تو وہ برا گندہ جو جانیں مے اور ہم ان سے اپنی ضرورت پوری نہ کر سکتے ہیں آج کا دن ہم اپنی جگہ پر قیام کریں گے

شہدہ مواہد الاصلاح علی اسباب الامکنۃ والقیاع میں ہے کہ قبیلہ دہیہ حرف کی زبردست دوسرے کے سکون کے ساتھ ایک چھوٹا سا شہر ہے جو کوئٹہ سے کئی دہائیوں کے نصف میں واقع ہے۔ اس کے درمیان ایک قلعہ ہے جسے لوہے کا دروازہ لگا ہوا ہے اور اس کے گرد گول فصیں ہیں۔ رنگ میں اس کی پستی والی ایک جگہ نامہ توڑے اور اپنے قبائل اعتماد سامان رکھتے تھے اور وہ سال بھر کا چارہ بھی جمع کرتے تھے تاکہ جب حاجت آئیں تو گندہ سے ان کے پاس ضرورت کر دیں اور وہ اجا ہے جو علی کے دو پہلوؤں میں سے ایک پناہ ہے۔

حتیٰ کہ ختم ہو جانے کی پھر ہم رات کو گھوڑوں کی پشتوں پر چلیں گئے اور انہیں غارت گر بنا دیں گئے حتیٰ کہ ہم صبح کے دھندلکے میں ان پر حملہ کر دیں گے، انہوں نے کہا یہی رستہ رائے ہے پس انہوں نے پڑاؤ کر لیا اور آدھوں کو چھوڑ دیا اور کھانا پکایا اور اپنے میں سے کچھ آدمیوں کو اپنے ارد گرد کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا سوارانہوں نے حضرت ابو قتادہ، حضرت اسباب بن السدرا اور حضرت ثادہ کو بھیجا، وہ اپنے گھوڑوں کی پشتوں پر سوار ہو کر پڑاؤ کے ارد گرد چکر لگانے لگے تو انہوں نے ایک سیاہ قام غلام کو پکڑ لیا، انہوں نے پوچھا تو کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا میں اپنی مرغوب چیز تلاش کر رہا ہوں وہ اسے حضرت علیؓ کے پاس لے گئے آپ نے پوچھا تو کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا ملاشی ہوں آپ نے فرمایا اس پر حتیٰ کرو اس نے کہا میں محمدؐ کے ایک شخص کا غلام ہوں جو بخاریہان میں سے ہے انہوں نے مجھے اس جگہ رکھنے کا حکم دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں کو دیکھے تو ہمیں دوسرے خبر دینا اور مجھے قید ہونے کا خیال نہ تھا اور جب میں نے تم لوگوں کو دیکھا تو میں نے ان کے پاس جانے کا ارادہ کیا پھر میں نے کہا میں جلدی نہیں کروں گا حتیٰ کہ

میں اپنے اصحاب کو بتا دے اور تمہارے گھوڑوں اور سواروں کی تعداد کے متعلق واضح خبر دوں گا اور جو تکلیف مجھے پہنچے گی میں اس سے نہیں ڈروں گا گویا میں بوجھلاں تھا حتیٰ کہ تمہارے ہراہ لے مجھے پکڑ لیا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا، جو تمہارے پیچھے ہے اس کے متعلق ہمیں پتہ نہ چکا، اس نے کہا، قبیلہ کا پہلا جعتہ لمی رات کی مسافت پر ہے، سوار حسب جائیں تو صبح کو ان پر حملہ کریں اور لوٹیں، حضرت علیؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت جبار بن معمرؓ نے کہا، ہماری رائے یہ ہے کہ ہم شب بھر گھوڑوں کی پشتوں پر چلیں حتیٰ کہ صبح کو لوگوں پر حملہ کر دیں اور وہ بے ہوشی میں پڑے ہوں، پس ہم ان پر حملہ کریں گے اور رات کو مہیاہ غلام کے ساتھ

تھکیں گے اور حریم کو فروج کے ساتھ پیچھے چھوڑیں گے حتیٰ کہ وہ لی جائیں گے۔ مقررہ
 حضرت علیؑ نے فرمایا یہ مشورہ صحیح ہے پس وہ غلام سیاہ کے ساتھ نکلے اور
 گھر سے دوڑ رہے تھے اور وہ ایک سوار کے پیچھے سوار تھا پھر وہ اس کو دوسرے
 سوار کے پیچھے سوار ہو جاتا اور اس کی مشکبیں کسی ہوتی تھیں پس رات گزرتی تو غلام
 نے جھوٹ بولنا اور کہنے لگا میں راستے سے چوک گیا ہوں اور میں نے اسے اپنے
 پیچھے چھوڑ دیا ہے، حضرت علیؑ نے فرمایا جاؤں سے تو چوک گیا ہے وہاں واپس جاؤ
 پس وہ ایک میل اس سے لے کر وہ فاصلہ واپس لوٹا پھر کہنے لگا میں غلطی پر ہوں حضرت
 علیؑ نے فرمایا تو یہیں دھوکا دے رہا ہے تو میں قبیلے سے موڑنا چاہتا ہے اسے
 ہتھ کر دو، تو ہم سے بچ بول رہا ہم تجھے قتل کر دیں گے، راوی کا بیان ہے کہ اسے
 ہتھ کر دیا گیا اور اس کے سر پر عوار سونپی گئی پس جب اس نے بڑائی کو دیکھا تو کہنے لگا
 کیا آپ کے خیال میں اگر میں تم سے بچ بولوں تو یہ بات مجھے فائدہ دے گی؟ انہوں
 نے کہا ہاں، اس نے کہا جو کچھ میں نے کہا ہے تم نے دیکھ لیا ہے مجھے لوگوں کی
 حیا سے آیا، اور میں نے کہا میں لوگوں کو کسی غلطی اور حق کے بغیر قبیلے کے متعلق
 جتنے آیا ہوں، سو میں انہیں ایمان دے گا اور جب میں نے تم سے وہ بات دیکھی
 جو دیکھی تو میں غور کیا کہ تم مجھے قتل کر دو گے تو یہ میرے لیے عذر بن گیا۔ پس میں
 تمہیں راستے پر ڈالتا ہوں انہوں نے کہا ہم سے بچ بولنا اس نے کہا قبیلہ تمہارے
 نزدیک ہی ہے پس وہ ان کے ساتھ گیا حتیٰ کہ قبیلے کے بہت نزدیک پہنچ گیا
 اور انہوں نے کتوں کے بھونکنے کی آواز سن کر امداد مانگوں اور کتوں کے چرنے کے لیے
 جانے کی حرکت کو سنا، اس نے کہا یہ گھر میں اور یہ ایک فریج کے غاصے پر ہیں
 پس وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے، آئی حاتم کہاں ہے؟ اس نے
 کہا وہ گھروں کے درمیان میں ہیں لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے اگر ہم نے
 قبیلے کو خوفزدہ کیا تو وہ ایک دوسرے کو آواز دیں گے اور ایک دوسرے کو
 ڈرائیں گے اور شب کی تاریکی میں ان کی جماعتیں ہم سے ڈوبوش ہو جائیں گی لیکن

ہر لوگوں کو ملت دس گئے حتیٰ کہ فجر چوڑائی میں شروع ہو جائے اور اس کا شروع نزدیک ہی ہے پس ہم حملہ کریں گے اور اگر انھوں نے ایک دوسرے کو اختیار کیا تو ہم پر سختی نہیں رہے گا کہ وہ کہاں جاتے ہیں اور ان لوگوں کے پاس گھوڑے نہیں ہیں کہ ان پر سوار ہو کر بھاگ جائیں اور ہم گھوڑوں کی پشتوں پر ہیں۔

انہوں نے کہا: یہی درست مشورہ ہے جو گونے دیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ فجر کے وقت انھوں نے ان پر حملہ کر دیا اور جن کو قتل کرنا تھا ان کو قتل کیا اور جن کو قید کرنا تھا ان کو قید کیا اور بچوں اور عورتوں کو سسے آسے اور مختلف انواع کی غنائم کو بھی لے آئے اور کوئی چھپنے والا نہ رہا۔ ان سے ادھیل بند رہا پس انہوں نے اپنے ہاتھوں کو بھر لیا اور دشمنوں کی منازل پر قبضہ کرنے اور ہر مقام و ملت کا خاکہ کرنے کے بعد حضرت علیؓ ان کے بت و نفس کی طرف گئے اور اسے ٹوڑ بھوڑ دیا اس طرح جزیرہ عرب کے شمال مشرقی میں بت پرستی کے آخری منظر کا خاکہ ہو گیا۔

اور اسی طرح نبوی فوجی یونٹوں سے جزیرہ عرب میں بت پرستی کی مقادمت کی پاکٹوں کی اصلاح کی کارروائی کی جو کسی رکاوٹ کے بغیر کامیاب ہوئی۔ قبیلہ عقیل و حقیقہ (جزیرہ عرب میں بت پرست مقادمت کی سب سے عاقبتور پاکٹ تھا اور متبادر اللہ ہیں یہ تھا کہ اس قبیلہ کی مقادمت اس بکلی یونٹ کے لیے جن کی کمان حضرت علیؓ نے کی سخت ہوگی۔) کیونکہ یہ کثیر تعداد میں تھا اور نہ قاب (پکار جنگی قوم کا حامل تھا۔) لیکن واقعہ اس کے برعکس ہوا اور یہ قبیلہ پیسے ہو گئے میں کمزور ہو گیا، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں مسلمانوں کا مکمل رعب چھا گیا اور اس نے ان کی ممتاز جنگی قوت کو، جس سے وہ قبل از اسلام زمانوں سے مشہور تھے، ٹوڑ دیا حالانکہ جب شسوار کی کاڈ کس تا قریہ شہد کے جوانوں کے ہراول میں آیا کرتے تھے اور علیؓ گھوڑوں کے جمع کرنے میں مشہور تھے۔

یہ مشہد حتیٰ کے مورائی کا پستی تک گر جانا، اسلام کی کمان کی طرف راجع ہے

جس نے اسلام سے دشمنی رکھنے والے قوی تر عناصر کو تباہ کر دیا جس میں قبائل غطفاء، عشاثر، جہاد بن اور بطون قریش شامل ہیں اور مزید یہ کہ اس سے بھد دی دھن عنصر کا بھی صفایا کر دیا جسے (خصوصاً نجیب میں) مدینہ کے مشرق میں مسلمانوں کے لیے سب سے خطرناک جنگی عنصر خیال کیا جاتا تھا۔

پس مٹی کے عناصر (جو گھوڑوں کے عرق گیر اور جنگ کے گڑھ تھے) نے جو ہزاروں تھے کچھ غاروں، دریا اور مسلمانوں کے ایک بگے کے سنگ نشانی دہنے نے جس میں ایک سو پچیس جوان تھے ان پر متغلب ہونے کی طاقت پائی اور وہ اپنی جانوں کے لیے نجات کی تلاش کرنے لگے حالانکہ ان کے پاس سواروں کا ہتھیار موجود تھا اور وہ دو ہزار سواروں سے کم نہ تھے لیکن مسلمانوں کے رعب نے ان کے دلوں کو بھر دیا اور جیسے رعب سے ڈھو دیا جاسے وہ اس کے لیے سب سے خطرناک ہتھیار ہوتا ہے اور عرق مٹی نے رعب سے شکست کھائی اور وہ اس حدیث نبوی کا مصداق ہے جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بیان ہوا ہے کہ

لجے رعب سے مدد دی گئی ہے۔ مگر جو شخص مٹی جیسے ہو اور اس کے عظیم بادشاہ کو اور اس کے غارت گر سواروں کو جانتا ہے وہ اس کی تصدیق نہیں کرے گا کہ ان کے ہزاروں آدمیوں نے ایک سو پچاس مسلمانوں سے شکست کھائی، انھوں نے مدینہ سے چھ سو میل کی مسافت پر مٹی پر حملہ کیا حالانکہ ان کے پاس صرف پچاس گھوڑے تھے جب کہ مٹی، آجا اور سلسی کے دریا اور وادیوں میں دو ہزار سواروں کے مالک تھے لیکن رعب نے ان کے دلوں کو بھر دیا تھی کہ وہ غافل ہو گئے، یہاں تک کہ ان کا سردار بادشاہ اور نشان مند سوار عدی بن حاتم طائی، جب مسلمان اس کے دیار کے نزدیک آئے ان کے سامنے تلوار سونٹے اور نیزہ بلند کیے بغیر رعب کے باعث شام کی طرف بھاگ گیا اور شام کی طرف بھاگتے وقت وہ اپنی مٹی ہمیشہ اسفانہ کو بھی اپنے ساتھ نہ لے جاسکا جو ان قیدی عورتوں کے ساتھ تھی جو حضرت مٹی ہیں

ابی طالب کے گھنٹے دینے کے سپاہیوں کے ہاتھ لگی تھیں۔

عدی بن حاتم شام کی طرف کیسے بھاگا | اب ہم ملے کئے بادشاہ عدی

خود ہمیں ذیل ملے کی نفسیاتی حالت کے متعلق بتائے جن کا سرخیل عدی بن حاتم تھا، جسے رعب نے آلیا اور اس نے بعض انتہا علم ہونے پر یہی کہ مسلمانوں کی فوج ملے کے مراہن کے نزدیک آگئی ہے غواہ اس فوج کی تعداد کچھ بھی جو رستم کی طرف بھاگ جانے کا فیصلہ کیا اور یہ فیصلہ اس نے اس علم کے بعد کیا کہ اسلام کی مسیح افواج مشرق و مغرب اور جنوب اور جزیرہ کے وسط میں کامل طور پر تقابض ہو گئی ہیں اور صرف لباس ملے اور دوڑتے الجہنم میں تضاد کے بعض تباہی اور حمام وہ لوگ جن کی منازل، جزیرہ مغرب کے انتہائی شمال ہیں، شامی اور عراقی حدود کے قریب واقع ہیں، اسلام دشمنی پر قائم ہیں۔

اور ابی ہشام نے اپنی سیرت میں بحوالہ ابن اسحق بیان کیا ہے کہ عدی بن حاتم طائی نے بیان کیا کہ عرب کے جس شخص نے جس وقت محمد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا اس نے آپ سے شدید کراہت کی اور اب اس میں ایک سردار آدمی تھا اور نصرانی تھا اور میں اپنی قوم میں غیبت کے چوتھے حصے کے لیے پھر رہا تھا اور یعنی وہ بادشاہ کی طرح ان غلام کا چر تھا جسے لین تھا جو ملے جاہلیت میں حاصل کرتے تھے، اور میں اپنے دل میں دین پر قائم تھا اور وہ نصرانیت کا دین تھا حالانکہ اس کی قوم بہت پرست تھی، اور میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا، ابی حبیب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا تو میں نے آپ کو دہشت کیا اور میں نے اپنے عربی غلام سے کہا۔ وہ میرے اونٹوں کا چرواہا تھا۔

اور میں نے رام ہونے والے، مونے اونٹ تیار کر اور انہیں میرے قریب روک رکھے، اور جب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کے متعلق سنے

کہ اس نے اس حد تک کو روک دیا ہے تو مجھے بتانا اور اس نے ایسے ہی کیا۔
 پھر ایک صبح کو وہ میرے پاس آکر کھنے لگا اسے عدی جب محمد رسول اللہ
 علیہ وسلم کے سوا دوسرے پاس آئیں گے تو ٹوٹنے جو کچھ کرنا ہے ابھی کر لے
 اور میں نے جھنڈا دل کو دیکھا ہے اور میں نے ان کے بارے میں دریافت کیا
 ہے تو لوگوں نے کہا ہے کہ یہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے جیوش ہیں (یا وہ
 یہ ہے کہ وہ ان کوئی جیوش نہ تھے وہ صرف ایک ہلکا سا جنگل نشی دست تھا لیکن
 اس کا رعب چھٹا گیا تھا)

عدی کا بیان ہے کہ میں نے کہا میرے دوستوں کو میرے نزدیک لاؤ تو
 اس نے انہیں نزدیک کیا اور میں اپنے اہل داؤلا و حکمت سوار ہو گیا پھر میں نے
 کہا میں شام میں اپنے اہل ہیں یعنی نصاریٰ کے پاس چلا جاؤں گا پس میں اہل شام
 پر چلا اور حاتم کی بیٹی کو میں نے قید میں لے لیا پھر وہ دیا اور میں کہتا ہوں وہ
 السفانہ ہے جو دانش مندی اور مذکور العیشی میں مشہور ہے اور جو قید ہو گئی اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اکرامہ کیا اور اسے قید کے آزاد کر دیا
 عدی کا بیان ہے کہ جب میں شام آیا اور میں نے وہاں اقامت اختیار
 کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے میرا قصد کیا اور انہوں نے
 حاتم کی بیٹی (السفانہ) کو دیکھیں گے ساتھ دیکھ دیا اور اسے حاتم کی قید
 عورتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور رسول اللہ

ﷺ نے بیان کیا ہے کہ افریقیہ، شام کا پہلا ہے جو ان نجد میں عرب کا
 قریب ہے۔

یہ قیدی عورتوں اور جنگی غلاموں کے متعلق اسلام کا موقف ہے اسی کتاب وغیرہ
 جنی تربیہ میں ملاحظہ کیجیے مجھے اس میں وضاحت کی ہے کہ اسلام میں غلامی
 (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے شرم بھاگ جانے کی اطلاع مل گئی۔ حاتم کی بیٹی کو مسجد کے دروازے کے پاس کھجوروں کے خشک کرانے کی جگہ پر بٹھا گیا اور قیدی عورتوں کو وہاں رکھا جاتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے تو وہ آپ کے پاس آئی (اور وہ جبری اور دلیہ تھی) اور کہنے لگی یا رسول اللہ! واللہ قوت ہو گیا ہے اور آنے والا خائب ہو گیا ہے مجھ پر احسان فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے گا آپ نے پوچھا تیرا آنے والا کون ہے؟ اس نے کہا عدی بن حاتم، آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول سے بھاگنے والا؟ اس نے کہا ہاں۔ وہ بیان کرتی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھوڑ کر چلے گئے حتیٰ کہ دو سرے دن میرے پاس سے گزرے تو میں نے آپ سے وہی بات کہی اور آپ نے بھی مجھے وہی جواب دیا جو گزشتہ دن دیا تھا، وہ بیان کرتی ہے پھر تیسرے دن آپ میرے پاس سے گزرے اور میں آپ سے ملے سب بوجھتی تھی تو آپ کے پیچھے سے ایک شخص نے مجھے اشارہ کیا کہ کھڑی ہو کہ آپ سے بات کرنے آئیں آپ کے پاس گئی اور میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ قوت ہو گیا ہے اور آنے والا خائب ہو گیا ہے مجھ پر احسان فرمائیے واللہ تعالیٰ

(بقیہ حاضیہ صفحہ گزشتہ)

ایک مقابلے کی حربی کاروائی ہے، نتیجے میں مسلمانوں کو ضروری ہونے کا رونا ہوتا ہے کیونکہ دشمن مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کو جب وہ ان کے ہاتھ آتے ہیں غلام بنا لیتے ہیں، اس کے باوجود اس موقع نے فیدی کی حفاظت کرنے اور اسے آزاد کرنے کی ترغیب دی ہے اور اسے بڑا نیک کام قرار دیا ہے اور اسلام نے مسلمان غیر مسلم قیدیوں اور قیدی عورتوں کی حفاظت کرنے اور ان کے آزاد کرنے کی ترغیب دی ہے۔

آپ پر حیرانی فرمائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے احسان کر دیا ہے لیکن خراج میں جلدی نہ کرنا حتیٰ کہ تجھے اپنی قوم کا با اعتماد آدمی مل جائے جو تجھے تیرے علاقے میں پہنچا دے پھر تجھے اطلاع دینا۔ اسفا نئے بیان کرتی ہے کہ میں نے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے مجھے آپ سے گفتگو کرنے کا اشارہ کیا تو بتایا گیا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب ہیں اور میں نصیری رہی حتیٰ کہ نبیؐ نے قضاہ کا قاعدہ دیا میں شام میں اپنے بھائی کے پاس جاتا چاہتی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا یا رسول اللہ! میری قوم کی ایک جماعت آئی ہے جس میں میرے اعتماد اور کفایت کے آدمی ہیں، وہ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پاس پہنچایا اور ایک آرڈر دیا اور خرچہ بھی دیا اور میں ان کے ساتھ روانہ ہو کر شام آ گئی۔

عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ قسم بخدا میں اپنے اہل میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ایک مسافر عورت کو دیکھا جو سہارا عقد کیے میری طرف آرہی ہے، میں نے کہا حاتم کی بیٹی ہے، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ وہی ہے اور جب وہ مجھ سے آگاہ ہوئی تو چپک کر کہنے لگی، اطالعہ ظالم، تو اپنے بیوی بچوں کو سوار کر لے کر آئے اور تو نے اپنے والد کی باقی ماندہ شرم کو چھوڑ دیا؟ میں نے کہا اسے میری چھوٹی بہن اچھی ہاست کرو، خدا کی قسم میرا کوئی غدر نہیں ہے اور جو کچھ تو نے بیان کیا ہے، میں نے کیا ہے، پھر وہ اتر پڑی اور میرے پاس ٹھہر گئی میں نے اسے پوچھا — اور وہ دانش مند عورت تھی — اس شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا، خدا کی قسم میری رائے یہ ہے کہ تو جلد اس سے مل، پس اگر وہ شخص نہیں ہے تو اس کی طرف سبقت کو نہ دے کے لیے فضیلت ہے اور اگر وہ بادشاہ ہے تو تو میں کی تربت میں ہرگز ذلیل نہ ہوگا اور تو تو ہی ہے، میں نے کہا خدا کی قسم یہ رائے صحیح ہے۔ عدی کا بیان ہے کہ میں علیؑ کو

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ گیا۔ میں آپ کے پاس آیا تو آپ اپنی مسجد میں تھے میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے پوچھا کون شخص ہے؟ میں نے کہا ہدی بن حاتم۔ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو کھڑے ہوئے اور میرے ساتھ اپنے گھر کو روانہ ہوئے اور قسم بخدا میں بھی آپ کے ساتھ اس کی طرف جانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا کہ اچانک ایک بڑی ضعیف عورت ملی اور اس نے آپ کو ٹھہرایا آپ اس کے لیے دیر تک کھڑے رہے اور وہ اپنی ضرورت کے متعلق آپ سے گفتگو کرتی رہی، میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم یہ شخص بادشاہ نہیں ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ میں بڑے حتیٰ کہ آپ مجھے اپنے گھر لے گئے آپ نے چڑھے کا ایک ٹکڑا لیا جو کچھ کی پھال سے بھرا ہوا تھا اور اسے میری طرف پھینکا اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ میں نے کہا آپ اس پر بیٹھیں آپ نے فرمایا تم ہی بیٹھو، پس میں اس پر بیٹھ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے۔

عربی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہوں والی بات تو نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا اسے ہدی بن حاتم، کیا تم کو کسی چیز میں ہو؟ (وہ کو سیئت، صاحبوں اور نصاریٰ کے درمیان ایک دین ہے) میں نے کہا بیشک آپ نے فرمایا کیا تو اپنی قوم میں جو تھکی جھٹے کے لیے نہیں بچتا؟ میں نے کہا بیشک۔ آپ نے فرمایا تمہارے دین میں تمہارے لیے یہ بات بگڑ نہیں ہے میں نے کہا بیشک خدا کی قسم ایسے مجھ سے اور مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ مر جلی ہی ہیں اور نا معلوم باتوں کو بھی جانتے ہیں پھر آپ نے فرمایا اسے ہدی شاید مجھے اس دین میں داخل ہونے سے ان کی حاجت رو کرتی ہوں، خدا کی قسم جلد ہی ان میں مال بھایا جائے گا حتیٰ کہ اسے لینے والا نہیں ملے گا، اور شاید ان کے دشمنوں کی کثرت بھی مجھے اس دین میں داخل ہونے سے منع ہو، اور خدا کی قسم تو جلد ہی عورت کے متعلق مجھے لگا کر وہ اپنے گھر پر قادیہ سے روانہ ہو کر

ہیں مگر کی زیادت کر کے گوارا سے کوئی خوف نہ جو گوادر شاہد اس دین میں داخل ہوئے سے
 سمجھئے یہ امر بھی اہل ہر کہ حکومت در افتہ داران کے اہتمام کے پاس ہے اہم فہم بخدا تو میری
 ارض ہاں کے سینہ حملات کے متعلق نئے لاکر وہ ان کے لیے کھول دیے گئے ہیں اور
 کامیابان ہے کہ میں مسکن ہو گیا۔

اس طرح حضرت علی بن ابی طالب کے گشتی دستے نے جزیرہ عرب کے شمال مشرق
 میں ثبت پرستی کے آخری شعر کا خاکہ کر دیا اور طائی ثبت پرست اٹھ کا بھی خاکہ کر دیا
 اور اس طرح عبید بن حاتم طائی مسکن ہو گئے اللہ بعدہ ان حضرت بنی کریم صلوات اللہ علیہ
 وسلم کے بہترین اصحاب میں سے بن گئے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں موافق میں ان کے
 اور بچے اسلام کو مدد دی اور شاہد عبید بن حاتم کا حیران کن موقف وہ ہے جو یہ سننے
 علی خطفان اور اسد کے خلاف خون میں مرتد اعراب کے فتنوں کی آگ سرد کرنے کے
 بعد سے ہیں سالار خالد بن ولید کا سب سے بڑا مددگار بن کر اختیار کیا اور وہ اس طرح
 کہ آپ اپنے اسلام پر پابند قدم دہے پھر آپ نے اپنی قوم علی کے تین ہزار سواروں
 کو اسلام کی طرف واپس آنے پر رونا مندا کر لیا اور عبید بن حاتم نے اپنی محنت
 اور اثر و سورش سے ان ہزاروں سواروں کو اسد میں فوج کی صفوں میں منتقل کر دیا
 جس کی کمان حضرت خالد بن ولید کر رہے تھے اور ہزارہ کے شہسود تباہ کن ہر کہ
 میں طلحہ بن خویلد اور اس کے نائب عینید بن حنسن الغزالی کو شکست دینے میں
 علی کے ان ہزاروں سواروں نے بڑا اثر ڈالا۔

حضرت کعب بن زہیر شاعر کا قبول اسلام اور یوں جزیرہ عرب کے

مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی ثبت پرستی کی عقادست کی پاکیزگی کے بعد ویرانے گونے
 گئیں اور غریب نقطہ نگاہ سے ان یہ کشتوں میں سے سب سے قوی پاکٹ مگر کرنہ
 ہو گئی اور وہ علی قبیلہ کے ٹوٹ تھے اور علی قبیلہ جو ہزاروں سواروں کا جامع تھا۔
 سواروں کے چھوٹے سے جنگی گشتی دستے سے مقابلہ نہ کر سکا ہوا ایک سو پچاس

جو انوی پر مشق تھا اور ان کے پاس صرف پچاس گھوڑے تھے اور ہزیرہ عرب میں اتفاقاً
 کی رفتار سے ثابت کرویا کہ ————— سلسلہ کے آغاز سے ————— جزیرہ عرب کے
 حوالہ دہ عربی میں اسلام کو مطلقاً آئندہ حاصل ہو گیا ہے اور اس کا حکم چلتا ہے آباد و جنگ
 بعض قبائل نے اسلام میں داخل ہونے کے اعلان سے توفیق کیا تھا وہ یا تو کمزور
 تھے جو مسلمانوں سے جنگ کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکتے تھے یا کچھ طاقتور
 تھے لیکن وہ اسلام کے حامی و مددگار نہ تھے بہت دور تھے جیسے تھامد بنی اعترہ
 حلب اور یثرب کے بعض قبائل جو شام کی حدود پر استقامت شمال میں رہتے تھے اور ان
 کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ————— جب کہ آپ تبوک میں جنگ کر
 رہے تھے ————— فوجی دستے بھیجے جن سے ان کی طاقت کو توڑا اور وہاں جو
 مقام دست کی باقی ماندہ پاکیزہ تھیں ان سب سے انھیں پاک صاف کیا، یا جیسے
 جنوب میں بعض قحطانی قبائل تھے جیسے نجران اور ہمدان میں بلجاءٹ اور محوہ میں
 حمیر اور حضرموت میں کنزہ، ان میں سے بعض کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فوجی دستے بھیجے جو انجام کار اسلام میں داخل ہو گئے اور بعض نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوک کے کامیاب و کامران ہو کر واپس آنے کے بعد
 دندوں کی صورت میں مدینہ آکر اپنی دینا مندی سے اپنے قبول اسلام کا اعلان
 کر دیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ————— فتح مکہ اور حنین میں مسلمانوں کے فتح پانے کے بعد
 ————— جزیرہ عرب میں اسلام کا حکم چلتا تھا اور ہر آدمی جو جماعتیں بنتا پرست
 پر قائم نہ گئی تھیں وہ بھی میں پر گئی تھیں اور انھیں اسلام میں داخل ہونے سے
 ہی نجات مل سکتی تھی، مشہور شاعر حضرت کعب بن زہیرؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

طے کعب بن زہیرؓ ابنی سلمی المزنی شاعر ابنی الشاعر آپ کے دو قصیدے کا آغاز اولیٰ
 (باقی حاشیہ صفحہ پرستہ میر)

کے پیرو دشمنوں میں سے تھے اور ان اہل سنت دینے والی اہم د باتوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشعار سے سزا دیتے رہتی تھیں (اور شعر کا عربوں میں بڑا اثر ہے) اور آپ کی عدولت پر متحد ہونے اور تمام وسائل سے آپ کی دعوت کی مقامت کرنے کی دعوت دیتی تھیں۔

اور جب مسلمانوں نے فتح مکہ سے عظیم کامیابی حاصل کی اور انہوں نے جنین میں ہوائی افواج کی مکمل تباہی کی اور جزیرہ عرب میں کوئی ایسی حرکت نہ رہی جو

دشمن یا شیعہ صنف کو فتنہ برپا کرے کہ آپ اور آپ کے بھائی پیغمبر و مرید میں بکریاں لٹائے تو آپ کے بھائی پیغمبر نے آپ سے کہا آپ اس جگہ جاری بکریوں کے پاس رہیں حتیٰ کہ میں اس شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملاقات کر لوں اور خود کہتا ہے اُسے سن لوں، حضرت کعب بکریوں کے پاس ٹھہرے اور پیغمبر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے اسے اسلام کی پیشکش کی تو وہ مسلمان ہو گیا، حضرت کعب کو اطلاع ملی تو وہ ناراض ہو گئے اور پیغمبر اور اس کے اسلام کے صوبہ بیان کرتے ہوئے دشمن کہلاتے وہ اشعار اس کتاب میں حضرت کعب کے واقعہ میں لکھے ہوئے ہیں۔۔۔ اور حضرت کعب کو زہیر کے عمدہ اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

اگر میں کسی چیز سے تعجب کرتا تو مجھے فوجان کی کوشش عجیب لگتی جس کے لیے فیصلہ پر مشیدہ رکھا گیا ہے، فوجوں ایسے امور کے لیے کوشش کرتے ہیں جنہیں وہ پانہیں سکتے اور نفس ایک ہے اور علم بچھلے ہوئے میں اور آدمی جب تک زندہ ہے اس کی امیدیں دہرا رہتی ہیں اور ان کو تو تب تک رکتی ہے جب نشان بک جاتا ہے۔

اسی طرح اب بھی آپ کے عمدہ اشعار میں کہ

و بڑی بات سننے والی ٹو حلو ان سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ اس کے اہل کی طرف جاتی ہے اور جو شخص لوگوں کو مذمت کی دعوت دے وہ جھوٹا اور بچک کے ساتھ اس کی مذمت کرتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی افواج کے سامنے اپنے قدموں پر کھڑی ہو سکے، تو حضرت کعب بن زہیر کو اپنی جان کے متعلق شدید خوف پیدا ہوا، حتیٰ کہ زمین پر اڑی گئے باوجود آپ پر تلگ ہو گئی اور آپ کے بھائی بھیسر نے آپ کی راہ ہٹائی کی کہ آپ کی نجات اس بات میں ہے کہ اگر وہ عربینہ پہنچیں اور اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر غزوہ درگزر کا مطالبہ کرتے ہوئے اپنے مسلمان ہونے کا اعتراف کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اسلام کو قبول کیا اور آپ سے درگزر کیا۔

بن ہشام نے بحوالہ ابن اسحق اپنی سیرت میں روایت کی ہے کہ حضرت کعب کے بھائی بھیسر نے زمین پر اپنے مسلمان ہو گئے تھے، اپنے بھائی کعب کو خط لکھا اور آپ سے کہا کہ قریش کے شعراء میں سے بن الدبعر بنی اور ہیرہ بن وہب باقی رہ گئے ہیں اور وہ جد ہرمن آیا بھاگ گئے ہیں یاد رکھنا اگر آپ کو اپنی جان کی ضرورت ہے تو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچو اور جو شخص آپ کے پاس آوے کہتے ہوئے آئے آپ اسے قتل نہیں کرتے، غزوہ حضرت کعب نے اشعار میں اپنے بھائی کو اس وقت علامت کی تھی جب آپ مسلمان ہوئے تھے اور وہ اشعار آپ کو بھیجے گئے تھے اور ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھیجی گئی تھی اور وہ اشعار یہ ہیں۔

ہرے در دو ستو: میری طرف سے بھیج کر پیغام پہنچو دو کہ تو نے جو بات کہی ہے اس میں زہر ہے یہ کیا ہے تو ہلاک ہو جاوے اس میں زہر ہے جیسے کیا ہے اور اگر تو کچھ کرنے والا نہیں تو میں رنار سے کہ اس کے سوا کسی چیز کی طرف اس نے تیری راہ ہٹائی کی ہے اس خلق کی طرف جس پر تو نے اپنے ماں باپ کو نہیں پایا، در نہ تو نے اپنے باپ کو پایا ہے اور اگر تو نے کچھ نہ کیا تو مجھے افسوس نہ ہو گا اور نہ میں کہوں گا کہ تو لغزش کھا گیا ہے۔ اس کے ذمے لیجے قابل اعتماد شخص نے مجھے میرا پیمانہ پلایا ہے اور قابل اعتماد شخص نے اس سے مجھے پلایا اور دوسری بار پلایا ہے۔

ابن اسحق کا بیان ہے کہ حضرت کعب نے اپنے بھائی حضرت بھیسر کی طرف یہ

بشارت بھجوائے اور جب وہ بکیر کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپانا پسند نہ کیا اور آپ کو بشارت دے دیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کے درجے قابلِ اعتماد شخص نے تجھے بلا سب کے الفاظ سے تو فرمایا اس نے سچ کہا ہے اور وہ بہت معمولی سے میں قابلِ اعتماد شخص ہوں، اور جب آپ نے اس خلق پر جس پر تو نے ماں باپ کو نہیں پایا، کے الفاظ سے تو فرمایا اے تمہارے اس نے اپنے ماں باپ کو اس خلق پر نہیں پایا۔

اور حضرت بکیر نے اپنے بھائی کعب کو جواب دیا۔

کعب کو کون اطلاع دے کہ تو جس بات کے باز سے ہیں میرے کارِ ملازمت کو تلہ ہے وہی دافترِ مندی کی بات ہے، رات و عری سے نجات نہیں ہونگے صرف خدا کے واحد کی طرف جاتے سے ہی تو نجات اور سلامتی پائے گا۔ اور کعب نے آگے گام و گون میں سے صوف پگھل کر دلِ مسلمہ ہی نجات پائے گا۔

گام زبیر کا دین، کچھ نہیں اور ابوسلمی کا دین بھی کچھ یہ حرم ہے۔

ابو اسحق کا بیان ہے کہ جب حضرت کعب کو خط ملا تو آپ پر زمین تنگ ہو گئی اور آپ کو اپنی جان کے متعلق خوف پیدا ہوا اور آپ کے پیچھے میں آپ کے جو دشمن تھے انہوں نے آپ کے متعلق الزامیں ڈالیں، پھر آپ چل کر مدینہ آئے اور حنیفہ کے ایک مشناسا کے پاس آئے اور شہر اہل کے بہت دوست ہوتے ہیں، اور

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے گئے تو وہ آپ کو حضور کے پاس سے گئے اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر اس نے آپ کو بلا کر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اللہ کے پاس جا کر ان سے سلام و عذاب کیجئے، اور آپ نے کچھ بنا یا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے حتیٰ کہ آپ کے پاس بیٹھ گئے اور آپ نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نہیں جانتے تھے کہ آپ نے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دیا اور مسلمان ہو کر آپ مسلمان

طلب کرنے کے لیے آیا ہے اگر میں اسے آپ کے پاس لے آؤں تو کیا آپ مجھ سے قبل فرمائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، آپ نے کہا یا رسول اللہ! کعب بن زہیر میں ہی جہنم۔

ابن ابی کعب کا بیان ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک انصاری نے آپ پر حملہ کر دیا اور کہا یا رسول اللہ! مجھے اسے قتل کرنے دیجئے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں حضرت کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام سے لعنت و لعنہ کے لیے بڑے سخت زبان بنت پرستوں میں سے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے چھوڑ لیجئے وہ اپنے مذہب کو چھوڑ کر ابدتائیں ہو کر آیا ہے۔

نادی بیان کرتا ہے کہ حضرت کعب انصاری کے اس قبیلے پر اس سوگ کی وجہ سے جو ان کے ساتھی نے آپ سے کیا، ناراض ہوئے، اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہمارے کئے جس شخص نے بھی آپ کے بارے میں بات کی، ابھی بات کی اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وقت جو تعبیہ لکھا اس میں کما سہ

لکھے امید تھی کہ آپ کا قریب محبت ہو گا اور مجھے یہ خیال نہ تھا کہ آپ تجسس بھی دیں گے، سعاد ایک ایسے علاقے میں ہے جہاں اہل، عمدہ اور نرم رفتار انسان ہی پیدا ہو سکتے ہیں اور اس تک صرف مضبوط اور ہی پیچھا میں گئے جو تیز رفتاری سے تھک جائیں گے اور جب ہر اس اونٹنی کو جس کے کان کے پیچھے کی بڑی باریک ہوتی ہے۔ پسینہ آ جاتا ہے تو اسے بے نشان راستہ آ جاتا ہے جب سخت نہیں اور سنگ میل گرم ہو جاتے ہیں تو وہ سفید رنگ یا تار کی نگاہوں سے پر تلا پھینک جاتی ہے اس کی گردن موٹی ہے اور اس کے پاؤں بھرے بھرے ہیں اور سانپ کی پکیوں سے اس کے پیچھے بھی ہیں وہ موٹی گردن اور بڑے رخساروں والی بہت سیاہ اور اونٹ کے مشابہ ہے اور اس کے چلو میں وسعت ہے اور اس کے آگے میل ہے اور اس کی کھال سمندری کچھو

کہ ہے اور تین کے فراع میں بول اُسے تا اُمید کرتا ہے اور وہ کمزور ہے
 اس کا باپ اور بھائی اچھے نسل کے سانپ سے لگائے اور اُٹنی سے نہیں کیے
 گئے ہیں اور اس کا چچا اور ماموں، خربانہ و دو اور تیز رفتار اور تیشیاں ہیں اور اُٹنی
 اس پر چلتی ہے پھر اس کے پچنے سے پھل جاتی ہے وہ سب جی بھاٹنے
 والی ہے اس نے سوئے گوشت کو چڑائی سے پھینک دیا ہے اور
 اس کی کھائی بٹی ہوئی ہے گویا وہ اس کی صاف سے لے کر اس کی آنکھوں
 اور گردن سے آگے نکل گئی ہے اور دونوں جڑ سے لے کر وہ کھجور کی
 گچھے دار شاخ کی طرح نشانے سے گزر جاتی ہے اور قصوں کے سوراخوں
 نے اس سے خیانت نہیں کی وہ اپنی سیاہ سیٹنگ میں بندہ بانس اور تنگ
 نختوں والی ہے اور وہ پچھنے والے کو اس میں جھونک اور اس کے دھسلا
 میں غری نظر آتی ہے وہ تیل ٹانگوں پر مڑتی ہے عاتکہ وہ مہلی اور تیشیاں
 کو پیچھے سے جانتی ہے جن کا زمین کو چھونا جواز کے لیے ہوتا ہے وہ
 گندم گوں اور سروں کے دودھ پر پورش پانے والی ہیں جو سنگریزوں
 کو شترجی کر چھوڑتی ہیں اور ٹیلوں کی چوٹیوں پر جو نا انہیں اذیت سے
 جیں بھانا گویا اس کے بازوؤں و بازوہ جس حال کہ اُسے پسینہ آیا ہوتا
 ہے حال کہ سر اب نے نئی مدنی کوڑھانپ لیا ہوتا ہے کچھ عرکٹ اس کے
 مقابلے میں سیدھا کھڑا ہوتا ہے گویا وہ سیدھے کھڑا ہو کر دھوپ کھا
 رہا ہے اور لوگوں کو ان کے صدی خزانے کے کما کر دوپ کر آنا مگر کہ جبکہ
 انھوں نے دھڑلے ہوئے سنگریزوں کو جہنم کے پتے بنادیا وہ ان
 واند گروں ورمیالی عمر کی اُٹنی کا بازو مضبوط کر دیا وہ کھڑی ہوئی تو
 میرے دودھ اور بچوں کو گم کرنے والی اُٹنیوں نے اُسے جواب دیا اور
 دوسرے والی اور نرم بازوؤں والی ہے جب موت کی خبر دینے والوں نے
 اس کے پہلے بچے کی موت کی خبر دی تو اُسے کوئی بندہ صحت نہ پڑا تصادف

میں نے کو اپنے ہاتھوں سے چھین ڈالا ہے اور اس کا کرتہ اس کی ہنسیوں سے بچھا ہوا ہے۔

گنہگار لوگوں نے اسے کاٹنے کی کوشش کی اور ہاتھوں نے کہا:۔
اسے ابن ثنی سحلی تو قتل ہوئے والا ہے اور ہر دوست نے جس سے
میں امید رکھتا تھا، کہا میں ضرور قتارہ والہ و شیعہ ہوں مگر اس وقت مجھ سے
غافل ہوں میں نے کہا قتارہ اب اپنے رہے میرا منہ چھوڑ دو، جو کچھ اللہ تعالیٰ
نے مقدر کیا ہے وہ ہو کر رہے والا ہے۔

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لور میں جن سے دوستی حاصل
کی جاتی ہے اور اللہ کی لوروں میں سے سوتھی ہوئی جنتی تلواریں، قریش
کے خاندان میں سے ایک کھنہ والے سے ڈاڑھی بکریں جب وہ مسلمان ہو
جئے، کہا ہلاک ہو جاؤ وہ ہلاک ہو جئے اور کمزور ہوتے گئے اور جنگ کے
وقت پیچیدگی رہی اور نہ خود رانی کی کچی رہی وہ ہند بستی جوار میں جنگ
میں ان کا لباس حصہ خداوند کی لور میں ہوتی ہے اور کھل لڑیں ہیں جن کے
حلقے ایک طریق پر بنائے گئے ہیں گویا وہ قطعہ کے بٹے ہوئے حلقے ہیں
اگر ان کے نیزے لوگوں کو تکلیف دیں تو وہ مسرور نہیں ہوتے اور اگر
انہیں تکلیف پہنچائی جائے تو وہ گھبراتے نہیں، وہ خوبصورت اور تلواریں
کی طرح چلتے ہیں اور جب بہت قد سیماہ قام آدمی راہ چھوڑ کر مڑ جاتے
ہیں تو شمشیر زنی انہیں بچاتی ہے، نیزے کی ضرب صرف ان کے
پیشے پر لگتی ہے اور وہ موت کے حوضوں سے نہیں بچتے۔

اور حضرت کعبہ نے اپنے اس قصبہ میں انصار پر ان کے اس ساتھی کے

۱۔ قلعہ ایک بوٹی کا نام ہے جس میں انگوٹھی جیسے حلقے ہوتے ہیں مگر انگوٹھی کے
حلقوں کی طرح ان کے دونوں سر کے جوڑے ہوئے نہیں ہوتے (مترجم)

موقف کے باعث جس نے سون کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت کعب کے قتل کا ثقافت کیا تھا، چوٹ کی اور حضرت کعب نے انصاف کی طرف اس قول میں اشارہ کیا کہ جب بہت قدر سیاہ نام آدمی راہ چھوڑ کر مڑ جاتے ہیں تو انصار احضرت کعب سے ناراض ہو گئے تو آپ نے ان کی مزاح میں ایک قصیدہ کہا اور وہ راضی ہو گئے اور آپ کا وہ قصیدہ یہ ہے۔

جیسے زندگی کی قیامتی شاد کام کرے تو رہ ہمیشہ صلح انصار کی محنت میں ہے وہ بند و نیزہ سرداروں سے کریمانہ افعال کے وارث ہوئے ہیں بلاشبہ جملے لوگ، بچے لوگوں کے بیٹے ہوتے ہیں، وہ مضبوط نیزے کو ہاتھ میں لینا پسند نہیں کرتے جیسے ہندی گردنیں چھوٹی نہیں ہوتیں وہ ٹھیک سے دیکھتے ہیں جو اگلا لکے کی طرح ہوتی ہیں اور دیکھنے سے در ماندہ نہیں ہوتیں، وہ جھکے کے رونا پسند نہیں کرتے بلکہ اپنی جانوں کو موت کے لیے فروخت کر دیتے ہیں اور وہ مشرقی تلواروں اور پتھریں نیزوں سے لوگوں کو ان کے اویان سے روکتے ہیں اور وہ کفار کے خون کو اپنی پاکیزگی کے لیے قربانی تصور کرتے ہیں وہ ہوں و نہادہ ہوئے ہیں جیسے دادی خبیثہ میں بھاڑنے والے شیروں میں سے موٹی گردن والے شیر و نہادہ ہوتے تھے اور جب تو ان کے پاس آئے کہ وہ تیری حفاظت کریں تو وہ دیروں کے قلعوں کے پاس صبح کرے گا انہوں نے بدر کے روز، بڑی شمشیر زنی کی جس سے تمام نذر نے اطمینان اختیار کر لیا اور لوگوں کو میری طرح ان کے بارے میں پورا علم ہوتا تو میرے دشمنوں کی نصیحت نہ کرتے وہ ایسے لوگ ہیں جب تار سے غروب ہونے کو چھکتے ہیں تو وہ رات کو آنے والے معانوں کی ضیاء ملت کرتے ہیں وہ اصل کے لحاظ سے عثمانی سرداروں میں سے ہیں جن کی اصل نے کہہ چینی سے نہادہ کر دیا ہے۔

فصل دوم

- تبوک کیا ہے ؟
- غزوہ تبوک کے اسباب
- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی کی تاریخ میں سب سے بڑی فوج بھیج کرنا۔
- فوج کی تیاری کے لیے مال دار صحابہ کا فیاضانہ عطیات دینا۔
- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی فوج کے خلاف منافقین کا تخریبی موقف۔
- منافقین کا اپنی غیبت خانہ مساحی میں ناکام ہونا۔
- قدیم زمانے میں تبوک ایک مشہور مقام ہے، یا قوت نے بحکم اللہ ان میں اس کا ذکر کیا ہے — اور بیان کیا ہے کہ تبوک، وزیر، پھر عیش اور ساکن داؤ اور کات کے ساتھ ہے ایہ وادی اترنی اور شام کے درمیان ایک جگہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ اپنی عذرہ کے مسجد کے بیڑی کا تالاب ہے۔
- اور ابو ذر نے بیان کیا ہے کہ تبوک، حجر اور شام کے امتدادی حصے کے درمیان حجر سے چار مراحل کے فاصلے پر تقریباً شام کے نصف راستے پر ہے اور یہ ایک قلعہ ہے جہاں ایک چشمہ اور گوردی کے درخت اور ایک باغ بھی ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

اور بسن صحابہ اسلام میں بیان ہوا ہے کہ جن اصحاب ثلاثہ کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو نبی اور بشارت بھیجی تھا وہ تبوک میں رہتے تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام ان میں سے نہیں تھے آپ میں قوم سے تعلق رکھتے تھے جن کے دیار بحر قلزم و بحر احمر کے ساحل پر تبوک سے چھ مراحل کے فاصلے پر واقع تھے۔

یاقوت نے بیان کیا ہے کہ تبوک، جبل ثخنہ اور جبل شبروری کے درمیان واقع ہے جسکی اس کے مغرب میں اور شبروری اس کے مشرق میں ہے اور تبوک اور مدینہ کے درمیان بارہ مراحل کا سفر ہے اور ابن عربین یہودی سنہ تبوک کے کنوئیں کو بتلایا کہ وہ ہر وقت پانی کر زمین کے برابر ہو جائے گا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم دیا تھا۔

قبائل شمال کی تاریخ | جزیرہ عرب کا شمال مغرب جہت (جس میں تبوک واقع ہے) متعدد مشہور تاریخی قبائل کا وطن ہے اور یہ قبائل — قدیم زمانوں سے — ممتاز جنگی قوت کے حامل تھے اور ان کے بعض قبائل میں بادشاہت بھی تھی اور ان میں سے بادشاہ بھی ہوتے ہیں جنہوں نے جزیرہ عرب کی شمال اطراف اور شام کی جنوبی اطراف میں حکومت کی ہے اور ان تمام قبائل کی اہلی حضرت موت کی طرف لوٹتی ہے اور یہ قطعات قبائل جنہوں نے مختلف اوقات میں جزیرہ کے شمال اور شام کے جنوب کو وطن بنایا، وہ اسلوں کی طرف لوٹتے ہیں اور یہ ہیں:

- ۱۔ قنعاہ ... اور قنعاہ، الشحر سے جو حضرت موت میں ہے اور ہونے لہذا انہوں نے اطراف شام میں اپنی حکومت کی بنیاد رکھی اور قنعاہ سے متعدد قبائل متفرع ہوتے ہیں جن میں سکینی، عذراہ اور ہرا وغیرہ بھی ہیں۔
- ۲۔ بنو کلب، آج کندہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کندہ حضرت موت کے شمال سے قندہ ہوا اور اس نے دومتہ الجندل میں جو کتبہ کی جوف کے نام سے معروف ہے اپنے

مشہور حکومت کی بنیاد رکھی اور یہ قضاہ اور اقتداعی اور کندی جنت پرستی کے ویسے پختہ
مگر یہ اپنے پڑوسی باندھنیوں کے اثر سے جو شام کے حاکم تھے، نصرانیت کی طرف
غفلت ہو گئے پس نمودار اسلام کے وقت شمال کے قضاہ قبائل کی اکثریت نصرانیت
پر قائم تھی۔

اور قلعہ جوک اور اس کے ارد گرد کا علاقہ حتیٰ کہ غرب میں بحر احمر کے کناروں
تک کا علاقہ، قضاہ کے قبائل کا وطن تھا اور کندیہ کے قبائل حلب، مشرقی شام
اور تیوک سے شمال مشرقی تک آباد تھے اور ان کی حکومت دومۃ المندل میں تھی۔
اور یہ قبائل و قضاہ اور کندیہ، مسلمانوں سے شدید عداوت رکھتے تھے
اور کبھی کبھی اپنی قوت اور کثرت فیوج کو محسوس کر کے۔ دربنہ میں مسلمانوں
سے جنگ کرنے کے بارے میں سوچتے تھے اور یہ بات جیسا کہ بظاہر معلوم
ہوئی ہے، ان کے رویہ دوستوں کے اگاسے پر تھی جو عمرانی جنگوں سے ہوتے
تھے پھر ان قضاہیوں کے اس خوف کے خیال سے بھی تھی کہ اسلام کا اثر ان کے
علاقوں تک پھیل جائے گا جس میں دومۃ المندل کے بادشاہوں کی مانند انہیں
حکومت و اقتدار حاصل تھا یا یہ دیہوں کی نگہانی سے جزیرہ کے شمال مشرقی
حصے مشارت الشام میں قضاہ کے قبائل کی مانند، حکومت میں مطلق قوت
حاصل تھی۔

اور مسلمان بھی اس طرف کے تعلق پر کس تھے جو نئی انہیں حضری تعدادی
راہ و خصوصاً قضاہ کے کسی اکٹھ کی اطلاع ملنی قبل اس کے یہ لوگ دربنہ
سے جنگ کے بارے میں اپنی سوچ کی تنفیذ کو ہی، وہاں سے جنگ کرنے اور

لے دیجیے ہماری کتاب۔ العرب فی الشام قبل الاسلام میں ان قبائل کی تاریخ اور
شمال اور اطراف شام میں انہیں جو اقتدار، قوت اور حکومت حاصل تھی اس کے
بارے میں بڑی تفصیل موجود ہیں۔

ان کی طبیعت کو یہ گندہ کرنے کے لیے جڑی کر سکتے۔

اور واقعات نے بتا دیے کہ شمال کے عیسائی قطان قبائل اور بنو نضیبن شہنشاہیت کے درمیان دہائی ایک مشترکہ مصیبت تھی جس نے سرزمین کو ایسا بنا دیا کہ وہ اپنی مسلح افواج کو ایک فوج بنانے لگے جو موقع ملنے پر مسلسل نوب سے جنگ کو کرنے کے لیے تیار کھڑی ہو اور یہ مشترکہ مصیبت واقعات اور کتب کے خدو خد کی یہ عرض تھی کہ وہ شمالی علاقوں میں اپنے آزادانہ اقتدار کی حفاظت کریں جو مسلمانوں کی جانب سے شام کے درپے ہو۔

اور اس حقیقت کو تاریخ نے ثابت کیا ہے اور کتب سیر و سفر نامہ ہی اور تاریخ کی دوسری کتابوں کو دیکھنے والے محسوس کرتا ہے کہ شمال کے یہ عیسائی قبائل (خصوصاً نصاریٰ) جو فطرت کی مانند تھے جو باز نصیبن حکومت کے بچے شام کی جنوبی حدود کی حفاظت کرتے تھے جیسے کہ وہ اپنے جنگلات میں جو جزیرہ کے شمال میں تھے، اسلامی افواج کے کسی بھی مارچ کے سامنے ٹٹ جاتے کی کوشش کرتے تھے۔

اصناف قبائل کے گھڑ سوار اور شتر سوار دستے ہمیشہ ہی جزیرہ کے شمال میں گھسی کاروئیاں کرتے رہتے تھے اور بہت دفعہ ان گشتی دستوں کی مسلح افواج سے جنگ ہو جاتی تھی کہ یہ وحشی قبائل اپنے مسلمان داعیوں کو قتل کر دیتے تھے اور ہمیں معلوم ہے کہ جبکہ ہماری ساتویں کتاب غزوہ لخمودہ میں مفصل بیان ہوا ہے کہ کس طرح ان عرب عیسائیوں نے شمال میں ذات الطلیحہ مقدم پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مدعی اصحاب کو جو کامیابی کے ساتھ دعوت اسلام سے رہے تھے، شہید کر دیا۔

اسی طرح شمال کے قبائل (خصوصاً متعلقہ تبوک اور شمال کا تمام مغربی حصہ) بنو نضیبن شہنشاہیت کی فوج میں دس پانچ واہوں کی مانند تھے وہ عسکریت و اشتہاد کے باوجود اور جزیرہ عرب کے اندہ اپنے جنگلات میں آزاد ہونے کے باوجود ہمیشہ ہی ہر ایسی دلی مسلح فوج کے نیرے کا سراپا ہوتے تھے جو مسلمانوں کے

خلافت سرگرم عمل ہوتی تھی اور یہ عرب (خصوصاً انصاری) بے شمار تعداد کی فوج کی قوت
 نظر میں سے باز نہیں گنتی تھی۔ استفادہ کرتی تھی جیسا کہ ساری ساتویں کذاب افروغ
 مودت میں مخلص بیان ہوا ہے کہ کس طرح یہ خداوند اس روحی فوج کا نصف تھے
 جس کی قیادت ہرقل کے بھائی سننے کی اور اس نے رومیت ان میں اکرک کے علاقے میں
 اس اسلامی فوج سے جنگ کی جو تاریخ اسلام میں جزیرہ کی حدود کو پار کر کے شہم
 ہونے والی پہلی فوج تھی اور جس میں معلوم ہے کہ معرکہ موثر میں دو بیویوں کی جانب سے ان
 عیسائی حصار کا لبریز راکب بن رافلہ کیسے قتل ہوا۔

بلکہ انصاری (یہ وہ لوگ ہیں جن کی ہجرت کا راستہ انصاری تھا جو حضرت میں ہے،
 سر عظیم قبیلہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو حبشیت اور اسلام میں پھر یورپا پہنچ کا حامل ہے
 (قبیلہ حبشہ) جس کے دیار بحیرہ احمر کی پٹی پر غلیج عقبہ کے ساحل سے لے کر بیچ تک پہنچے
 ہوئے ہیں، مگر یہ حبشہ قبیلہ اپنی تاریک کے کسی لمحے میں بھی رومیوں سے کوئی تعلق اور
 دوستی نہ رکھتا تھا اسی لیے حبشہ سے وہ عرب اسلام کے قبول نہ لے کر سب قبائل سے
 جملہ کی کو امان کھا ایک دستے نے جو تقریباً چار سو جان نثاروں پر مشتمل تھا، رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی گمان میں فتح مکہ میں شرکت کی۔

اور یہ بات ان کے بھائیوں یعنی شمال میں رہنے والے قبائل انصاری جیسے ہراہ و ہراہ
 علاقہ مدینہ کے برعکس ہے جو منطقہ تبوک اور اس کے چاروں طرف میں حدود مہ کے علاقوں
 میں رہتے تھے وہ اسلام اور مسلمانوں سے شدید دشمنی پر قائم رہے۔

انسان کے دوسرے گنہ کی پھیلاؤ اور حصار، جن میں سے دو مہ الجند کے مشہور
 قلعوں والے بادشاہ ہیں، اس شدید و مستحکم عداوت میں ان سے جھٹکا داری کرتے
 رہے اور دو مہ الجند کے باشندوں کے عداوت اور مسلمان دشمنی کی وجہ سے حضرت
 خالد بن ولید نے ان سے دو غزوہ جنگ کی، ایک دفعہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے آپ کو تبوک سے چار سو سواروں کے ساتھ، کلب کے ان گنہ کی حصار
 پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا اور دوسری دفعہ حضرت صدیق کی خلافت میں حضرت

قائد حیرہ سے عراق میں ان کے پاس آئے اور عیاض بن نعمان غزنی کی مدد سے، جو اکیلا ان کندیوں کو ہار کر گرنے سے باز رہ گیا تھا، کیونکہ یہ بہت مسیح تعداد اسے تھے اور پھر سے اپنے دوستوں میں پناہ سے لیتے تھے۔ آپ نے دوستوں میں ان کے قلعوں پر حملہ کیا۔

اور بادجردان حملوں کے جو مسلمان شہزادے نصرانی قبائل جو کندہ اور قضاہ سے تھے کے خلاف کہتے تھے، وہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے خطرناک قوت بنے رہے، کیونکہ جب کوئی اسلامی فوج کو دست اندازیں تک کرتا اور دو بجھتے کر اس کے ساتھ جھڑپ کرنا ان کے مفاد میں نہیں تو وہ تمام کے جنوب کی پناہ سے لیتے جہاں نصرانیات میں ان کے شرک دار حلیف اور زیدی، خویش آمدیہ سے ان کا استقبال کرتے اور جب اسلامی افواج دینہ واپس آ جاتیں تو یہ قضاہی لشکار بھی شمالی حدود کے علاقوں میں اپنے جنگلات اور دیار میں واپس آ جاتے جیسا کہ اس وقت ہوا جب حضرت عمرو بن العاص نے مخلص، ممتاز اور کبار ہجرات والی لشکار کے ساتھ ان سے جنگ کی اور یہ غزوہ ذات السلاسل کا واقعہ ہے جس کا شرح قصصہ ان قضاہ کی طرف تھا جو حضرت عمرو بن العاص کے ماتحت تھے۔

چروان قضاہ راہ کندہ کے حضارہ کے بطون سے، جن کے دیار جزیرہ کی شمالی پہاڑیوں میں حدود عراق تک اور مغرب میں بحر قزح (بحر احمر) تک پھیلے ہوئے تھے، اسلام کے خلاف، مقاومت کی بڑی بڑی کوششیں کیں اور ان بطون کی اکثریت نصرانی مذہب کی اعلیٰ حثیت گزرتی تھی۔ اور جب وہ متحد ہو جاتے تو وہ اسلامی وجود کے لیے بڑا خطرہ بن جاتے، اس لیے کہ جب وہ متحد ہو جاتے تو وہ ایسی فوج جمع کر سکتے تھے جو ایک لاکھ جانباڑوں سے کم نہ ہوتی تھی اور جب مزید کی اسلامی فوج ان کا اس تعداد سے غفلت کرے گی اور جزیرہ

۱۰ یعنی، توہم کے اس گردہ کو کہیں جاتا ہے جو قبیلہ سے کم ہو (مستقیم)

عرب کے غزائے اکٹھی ہونے، دھڑلے اور جنگ کرنے کی اجازت دے گئے تو وہ کمان خود کو عسکری پیچیدگی کے مسئلے پر سے لے کر جزائے اس کے بھی زیادہ خطرناک ہو گئی جس کا مقصد اس نے جوت کے سر سے من کیا تھا اور اس جواز کی اکٹھی کی پیچیدگی سے بھی زیادہ خطرناک ہو گئی جس کے شد پر غرور ناک خطرہ کو جنگ حسنین میں اس نے برداشت کیا تھا۔

جزیرہ کی شمالی مٹی پر پھیل ہوئی تھی، تھوڑی سی جنگ و جدوجہد کے علاوہ جو نقصان کی بدولت کی صورت میں پیش نہیں آئی، ایک بڑی خطرہ بھی تھا اور وہ شام میں ان روسوں کا وجود تھا۔ جو قدیم زمانوں سے — کنہرہ اور قضاہ کے ان نصاریٰ سے مضبوط تعلقات رکھتے تھے، اس لیے کہ وہ سب اصل میں ایک جن دیں کے حکم میں تھے اور یہ جنوبی لوگ، از نطین شمشائیت کے تار سے تعلق تھے جس کا سرخیل شاہ سرتل تھا جس کے سر پر ہمیشہ ایرانیوں پر فتح پانے کا نشہ سوار رہتا تھا اور وہ اس طرح کہ اس نے معرکوں میں اس ایرانی شمشائیت پر لڑا تھا فتوحات حاصل کیں جو برقیل کے شکست دینے سے قبل — دنیا کی سب سے بڑی شمشائیت تھی۔

ان رومی جزیرہ عرب کے صحرائیں اپنے بھائی لشکروں کو لے جا کر اس امن میں جو وہ قائم کرنے کے لیے جانتا تھی۔ سے جنگ نہ کرتے تھے جس کے غم کی حدود کے گتہ دوں تک پھیلنے سے وہ خائف تھے، مگر حضرت نبی کریم ﷺ علیہ السلام کے اس غم کے بعد جو ان کے بادشاہ سرتل کو ملا جس میں آپ نے اسے اور اس کی قوم کو دعوت اسلام دی اور بادشاہ راہب بدقل نے — انھیں کے علم کے مطابق — مسلم کر لیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اور نبی ہیں جن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انھیں میں بشارت دی تھی۔ اور یہ رومی اپنے بڑے لشکروں کو سلام کو قطع کرنے کے حکم اس کی سرکردہ تھے۔ کے لیے جزیرہ عرب کے صحرائیں سے جا کر جانتا تھی نہ کرتے تھے کیونکہ وہ صحرائی جنگوں سے بہت ڈرتے تھے۔

اس صحرائے قحط میں ہلکے جنگ کامیاب ہوتی تھی جسے رومی سپاہی اچھی طرح نہڑ سکتا تھا جب کہ مسلمان بدوی سپاہی اسے اچھی طرح بڑھ سکتا تھا اس لیے کہ پہلے سپاہی کا سناؤ مسلمان اور تنہا رہ گئے ہوتے تھے اور وہ اس ملک جنگ کے عمل کارروائی سے باریہ اقصیت رکھتا تھا اور کسی میں اس سے پرورش پاتی ہوتی تھی اور اسی میں اسے صاف ہوتی تھی۔

اب رومی یہ جاننا لازمی نہیں کرتے تھے کہ ان کے بھاری لشکر، جزیرہ کے صحرا میں داخل ہوں مگر ان کے امکان میں تھا کہ وہ جزیرہ کے معین علاقوں میں داخل ہو جائیں جو ان کی بھاری افواج کے لیے صدمہ مقام بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں پھر وہ قضاہ، کندہ اور تاورقہ کے عربی بدوی بطون کو ان کی بدوی پرورش کے حکم کے مطابق اس ملک جنگوں پر متحد کریں اور ان سے جزیرہ کے اندر ایک ایسی فوج بنائیں جو بظاہر عربی ہو اور اصل رومی ہو اور وہی کمان اس عربی فوج کو سنبھالنے کے اور اس کی گزراؤں کی ذمہ دار ہو اور شاہیہ دینور میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے رومی افسروں کی کمان میں اس کی قیادت اور ماہمانی کی ذمہ دار ہو یا کم از کم رومیوں کے لیے ممکن حد تک جزیرہ عرب سے جھڑپ کرنے کے ارادے سے کھارہ جزیرہ کی شمالی پٹی میں، دھونڈ اسلام اور اس کے شاکر کو روکنے کے ارادے سے مسلمانوں پر متغزنی حملے کو نہ کہ شام کو بچانے کے لیے دعوت اس میں داخل نہ ہو جائے۔ یہ احتمالات تھے اور جزیرہ کے شمال کا یہ موقع تھا جہاں قضاہ اور کندہ بخندہ کے عربی نصرانی بطون تھے جو جزیرہ کے اندر اسلام کے خلاف بغاوت کی منصوبہ پاکشیں تھے اور شام میں ان کے پہلو میں رومی شہنشاہت کی، افواج تھیں جو ایرانیوں پر فتح پانے کے بعد، دنیا کی سب سے بڑی اور طاقتور شہنشاہت تھی اور وہ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے اپنے دل میں رغبت اور جزیرہ عرب کی حدود کو پار کر کے اس کی قدرت پاتی تھی۔

پس وہ عظیم رومی خطرہ جو شمال میں قائم تھا، مسلمانوں کو دھمکانے لگا اور

علماء یہ عظیم رومی خطرہ اس وقت مجسم ہوا جب خاتم کے جنوب اور تبوک کے شمال میں رومی افواج کے اکٹھا ہونے کی اطلاع مسلمانوں کو پہنچی۔

اس وقت ضروری تھا کہ اسلام کا بڑا فوجی مارچ ہو جو زاولہ اور میدوں کو محفوظ کرے اور ان کے اذیان سے جزیرہ عرب کی حدود کو پار کرنے کے خیال کو عمق کر دے اور ان پر ثابت کر دے کہ مسلمان فوجی محاذ سے موڑ کر واپس نہیں ہٹیں گے۔ ان عربی نصرانی اور غیر نصرانی مقادست کی پاکٹوں کے خلاف کئے گئے پچھلے کھڑے جو جزیرہ عرب کی شمالی پٹی میں اپنے کھڑے اور اسلام کی شدید عداوت پر قائم ہیں۔

اس طرح شہروں اور دیہات میں مسلمانوں کے درمیان عام لام بندی کا اعلان کیا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کی عسکری زندگی کا سب سے بڑا شکر جمع ہو گیا اور آپ نے مدینہ میں تیس ہزار جانبازدوں کے جمع کرنے کی خوش پائی اس بڑے لشکر نے شمال کی جانب تبوک کی طرف مارچ کیا اور مسلمانوں کا جلدی سے اکٹھا کرنا اور پچھلے عظیم فوج کے ساتھ مارچ کرنے میں سرعت سے کام لیتا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہیں شمال میں رومیوں کے شدید خطرے کا احساس تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید گرمی کے وقت جب کہ موسم گرما شعلہ مار رہا تھا اس فوج کے ساتھ مارچ کیا اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں اسلامی کھان کو رومی افواج کے اجتماع کے متعلق اہم معلومات ملی تھیں جو اس بات کا اتفاق کرتی تھیں کہ ممکن حد تک سرعت کے ساتھ شمالی حدود کی طرف مارچ کیا جائے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس عظیم فوج کے ساتھ شعلہ زن موسم گرما میں مارچ نہ کرتے اس بات نے منافقین کو موقع دیا کہ وہ مسلمانوں کے عزائم کو روکنے کے لیے ان کے سامنے ان پریشانیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کریں جو انہیں گرمی کی شدت سے اپنے مارچ کے دوران

ہمیشہ آئیں گی، جبکہ ابھی اس کتاب میں اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کو کیسے اکٹھا کیا | رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور

تھا کہ جب آپ دشمن سے جنگ کرنے کا ارادہ کرتے تو آپ پر مشیرینگی کی اسبیکم کا التزام کرتے اور اپنے مقرب ترین آدمیوں کو اپنے مارچ کے مقصد کے متعلق رہنمائی کے لئے جنگی پورڈ کے ارکان کو اطلاع دیتے تھے جیسے حضرت ابو بکر صدیق کو، جبکہ آپ نے فیج مکر کے لیے دس ہزار جوہا زوں کے ساتھ مارچ کیا اور انہیں جنت کی طرف وہ مارچ کر رہے تھے عوام کو اس کا علم اس وقت ہوا جب وہ مقدس دارالحدیث سے تقریباً دس میل کی مسافت پر پہنچے اس وقت عام فوج کو معلوم ہوا کہ آپ قریش مکہ کے پاس جانا چاہتے ہیں۔

غزوہ تبوک میں آپ نے سرکاری طور پر اعلان کیا کہ آپ رومیوں سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور جو کوئی اس فوج میں شامل ہونا چاہتا ہے جس کے شمالی حدود کی طرف پیش قدمی کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے وہ تیار ہو جائے اور وہ جس عربی مسلمان اور اپنی گزران کے سامان کو مختار ہے اپنے لیے اس کی کمر بنیادی کرے۔
میں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس فوج کے ساتھ تقریباً چھ سو میل (تقریباً ایک ہزار کینو میٹر) کا فاصلہ طے کرنے والے تھے۔

پس یہ کوئی چھٹا، رعادت گری نہ تھی، جسے چھوٹی مسافت پر اور معمولی الطوار کے ساتھ بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔

اسی طرح آپ نے مارچ کے بارے میں نوادمہ نہ کیا کیونکہ جزیرہ عرب میں عربوں اور غلیط عربوں اور نصاریٰ کے سوا کوئی ایسی قوت نہ تھی جس کا خطرہ اس عظیم فوج کے اکٹھا کالاف تھا کہ تاہم غلیط عرب اور ان کے نصاریٰ مدعا بیت منطقہ الحجاز میں تبوک، دومتہ الخندل، عقبہ، ایلہ (ایلات)، اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں رہتے تھے۔

یہ ایک عمدہ جنگ تھی اور براست نوح کے ساتھ تھی، جو قبول مسافرت کو دے کرنے والی تھی اور حالات اس بات کے متقاضی تھے کہ یہ براست نوح دہانے کے لیے جزیرہ کی حدود سے گزر کر سام جئے۔

پھر دہانے میں منافقین اور دیوبند کے لیے نفرت کا نہ تھے جو اس عظیم نوح کی خیران تک پہنچا دیں گئے خواہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نوح کے مقصد کے بارے میں پرستشیدگی کی سیاست کا التزام کریں، یا شیعہ دیوبند کو یہ یقین ہو گیا کہ وہ اور ان کے مخالف جو نفرت علیہ کلب اور غسان دروہ سروں کو مجھوڑ کر اس سے تعلق رکھتے ہیں اس اکٹھ کا مقصد وہیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ — ہوانہ کی اکٹھ اور اس سے قبل قرشی اور غطفانی اکٹھ اور اس کے بعد طائی اکٹھ کے خاتمے کے بعد — جزیرہ عرب میں کوئی ایسی خطرناک اسلام دشمن فوجی قوت نہ تھی جو اس عظیم فوجی اجتماع کی متقاضی ہو، جس کی مثال عہد نبوی میں جزیرہ نے نہیں دیکھی۔

اس لیے مارچ کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پوشیدگی کی ایک پرمک کرنا سودمند تھا کیونکہ وہی صرف اپنے جاسوسوں کے ذریعے اس مارچ کا علم ہونے پر بعض فیصلہ کر لیتے کہ شمال میں اس مارچ کا مقصد وہ اور ان کے صیغہ میں، دوسرا کوئی نہیں پھر اس غزوہ میں طائی مسافرت کے باعث — اور گرمی کی شدت کے نتیجے میں نوح جن پریشانیوں سے دوچار ہو گئے — مسلمانوں کی حقیقت ضرور واضح ہو جائے گی تاکہ نوح میں صرف وہی صادق، لایقان شخص ثابت ہو جو اس غزوہ طسیت میں عزم و فتوہ کے ساتھ مشفقوں اور مشکلات کو برداشت کرنے والا ہو اور وہ اپنے لیے فتنہ اور بقیہ مسائل کو حل کرے جو اسے از مشکلات پر متغلب ہونے کی قدرت دے جو اسے لائق ہونے والی ہیں اور اس پر مشقت غزوہ میں کوئی شک نہیں ہے۔

مسلمانوں کے درمیان عام لاپرواہی اور اس پر مشقت غزوہ کی اہمیت کا

۱۔ ہزارہ مکانات اور تاج و عواقب کے دقیق جائزے کے بعد جن کی مسلمان اس جنگ سے قریح رکھتے تھے وہ۔۔۔ مسلمانوں اور یوں کے درمیان۔۔۔ نقصان وہ تھے، آپ نے فیصلہ کیا کہ اپنی قوت میں ہر اس شخص کو شامل کریں جو شہر اور دیہات کے مسلمانوں میں سے ہتھیار اٹھائے کہ قدرت رکھتے ہیں آپ نے سب کے سامنے عام لام بندی کا اعلان کر دیا کہ آپ شمالی میں دو بیوں سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔

۲۔ میرٹھ میں انصار و صحابہ جن کے درمیان عام لام بندی کے اعلان کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سابقین الاولون صحابہ میں سے دو خاص فائدہ داروں کو جنگ کی طرف بھیجا، اور یہ نمائندہ سے اس قبیلے کی طرف گئے جس کی طرف غلبہ ہوتے تھے تاکہ اس سے جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں مردانگیں نیز انہیں یہ بھی بتائیں کہ اس قریح کا مقصد دو بیوں سے جنگ کرنا ہے۔

۳۔ آپ نے دو نمائندہ مرد بنا دیے جن کو کئے باشندہ وہاں کی طرف مدد مانگنے اور اکٹھے کرنے کے لیے صرف دو نمائندہ سے بھیجنے پر ہی اکتفا کیا بلکہ آپ نے ملک کے دن باشندوں کی طرف بھی جہاد کے دوا ملنے دے گئے کے لیے نمائندہ بھیجا جن کے اسلام قبول کر کے پورا بھی آٹھ ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں گزرنا تھا۔

۴۔ مؤرخین نے قبائلی کے گیارہ مشہور صحابہ کا ذکر کیا ہے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی طرف بھیجا کہ وہ اپنے قبائل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جنگ کے لیے نکالیں اور وہ نمائندہ سے یہ تھے۔

۵۔ نمائندہ کا نام
۱۔ حضرت بریدہ بن حبیب

اسلم کہہ لوگوں کی طرف جن کی منازل

مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہیں۔

۲۔ حضرت ابو رحم الغفاری

۳۔ حضرت ابو داؤد اللہی

۴۔ حضرت ابو ہریرہ

۵۔ حضرت ابو ہریرہ

۶۔ حضرت ابو ہریرہ

۷۔ حضرت ابو ہریرہ

۸۔ حضرت ابو ہریرہ

۹۔ حضرت ابو ہریرہ

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ

- ۴۔ حضرت ابوالجعد الغمری
- ۵۔ حضرت رافع بن کعبہ
- ۶۔ حضرت جندب بن کعبہ
- ۷۔ حضرت نعیم بن مسعود
- ۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ
- ۹۔ حضرت عمرو بن معاذ
- ۱۰۔ حضرت بشر بن سفیان
- ۱۱۔ حضرت العباس بن مروان
- ۱۲۔ ساحل کے بنی عمرہ کی طرف
- ۱۳۔ حبشہ کی طرف
- ۱۴۔ حبشہ کی طرف
- ۱۵۔ شیبہ کی طرف
- ۱۶۔ خراہ کی طرف
- ۱۷۔ خراہ کی طرف
- ۱۸۔ خراہ کی طرف
- ۱۹۔ خراہ کی طرف
- ۲۰۔ خراہ کی طرف
- ۲۱۔ خراہ کی طرف
- ۲۲۔ خراہ کی طرف
- ۲۳۔ خراہ کی طرف
- ۲۴۔ خراہ کی طرف
- ۲۵۔ خراہ کی طرف
- ۲۶۔ خراہ کی طرف
- ۲۷۔ خراہ کی طرف
- ۲۸۔ خراہ کی طرف
- ۲۹۔ خراہ کی طرف
- ۳۰۔ خراہ کی طرف
- ۳۱۔ خراہ کی طرف
- ۳۲۔ خراہ کی طرف
- ۳۳۔ خراہ کی طرف
- ۳۴۔ خراہ کی طرف
- ۳۵۔ خراہ کی طرف
- ۳۶۔ خراہ کی طرف
- ۳۷۔ خراہ کی طرف
- ۳۸۔ خراہ کی طرف
- ۳۹۔ خراہ کی طرف
- ۴۰۔ خراہ کی طرف
- ۴۱۔ خراہ کی طرف
- ۴۲۔ خراہ کی طرف
- ۴۳۔ خراہ کی طرف
- ۴۴۔ خراہ کی طرف
- ۴۵۔ خراہ کی طرف
- ۴۶۔ خراہ کی طرف
- ۴۷۔ خراہ کی طرف
- ۴۸۔ خراہ کی طرف
- ۴۹۔ خراہ کی طرف
- ۵۰۔ خراہ کی طرف
- ۵۱۔ خراہ کی طرف
- ۵۲۔ خراہ کی طرف
- ۵۳۔ خراہ کی طرف
- ۵۴۔ خراہ کی طرف
- ۵۵۔ خراہ کی طرف
- ۵۶۔ خراہ کی طرف
- ۵۷۔ خراہ کی طرف
- ۵۸۔ خراہ کی طرف
- ۵۹۔ خراہ کی طرف
- ۶۰۔ خراہ کی طرف
- ۶۱۔ خراہ کی طرف
- ۶۲۔ خراہ کی طرف
- ۶۳۔ خراہ کی طرف
- ۶۴۔ خراہ کی طرف
- ۶۵۔ خراہ کی طرف
- ۶۶۔ خراہ کی طرف
- ۶۷۔ خراہ کی طرف
- ۶۸۔ خراہ کی طرف
- ۶۹۔ خراہ کی طرف
- ۷۰۔ خراہ کی طرف
- ۷۱۔ خراہ کی طرف
- ۷۲۔ خراہ کی طرف
- ۷۳۔ خراہ کی طرف
- ۷۴۔ خراہ کی طرف
- ۷۵۔ خراہ کی طرف
- ۷۶۔ خراہ کی طرف
- ۷۷۔ خراہ کی طرف
- ۷۸۔ خراہ کی طرف
- ۷۹۔ خراہ کی طرف
- ۸۰۔ خراہ کی طرف
- ۸۱۔ خراہ کی طرف
- ۸۲۔ خراہ کی طرف
- ۸۳۔ خراہ کی طرف
- ۸۴۔ خراہ کی طرف
- ۸۵۔ خراہ کی طرف
- ۸۶۔ خراہ کی طرف
- ۸۷۔ خراہ کی طرف
- ۸۸۔ خراہ کی طرف
- ۸۹۔ خراہ کی طرف
- ۹۰۔ خراہ کی طرف
- ۹۱۔ خراہ کی طرف
- ۹۲۔ خراہ کی طرف
- ۹۳۔ خراہ کی طرف
- ۹۴۔ خراہ کی طرف
- ۹۵۔ خراہ کی طرف
- ۹۶۔ خراہ کی طرف
- ۹۷۔ خراہ کی طرف
- ۹۸۔ خراہ کی طرف
- ۹۹۔ خراہ کی طرف
- ۱۰۰۔ خراہ کی طرف

اور اہل مکہ کی طرف جو ناسخہ سے بھیجے گئے، سیرے پاس جو آخذ ہیں ان میں سے کسی کو نام نہیں ملا اور جو کچھ ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کی طرف ایسے ہی ناسخہ سے بھیجے جیسے صحرا کے باشندوں کی طرف بھیجے جیسا کہ مغازی الواقدی میں بیان ہوا ہے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداوی دعوت کو شہ ودیعات میں بڑی قبولیت حاصل ہوئی اور منافقین کی تدبیروں اور مسلمانوں کے عزام کو کمزور کرنے کی کوششوں کے باوجود میں ہزار جا غبار جمع ہو گئے۔

واقدی نے اپنی کتاب المغازی میں اس اہم غزوہ کی نیابری کے متعلق گفتگو کی ہے۔ اور اس نے اپنے دس شیوخ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ساتھ — یعنی انبساط — جاہلیت میں اور اسلام کی آمد کے بعد ضرورت کی چیزیں اور تیل درختوں میں لایا کرتے تھے جو عوام انبساط کثرت کے ساتھ مسلمانوں کے پاس آیا کرتے تھے اس لیے ہر دور ان کے پاس شام کی خبریں ہوتی تھیں پس فوج کا ہار دل دہشتا

۱۔ ان صحابہ کرام کے حالات ہم نے اس سلسلہ کی اشاعت میں بیان کیے ہیں۔
۲۔ انبساط ان غنیمتوں کو کہتا تھا ہے جو عراقین کے درمیان آباد جو کئے تھے و مسلمان

اور اس نے یہاں کیا کہ شام میں بہت افراد جمع ہو چکی ہیں اور ہر قافلے نے اپنے صاحب کو چور سے ایک سال کی دھمک دے دی ہے اور اس کے پاس غم، جذام، بھساک اور عذاب بھی جمع ہو گئے ہیں اور انہوں نے پیشقدمی کی ہے اور ان کے پہلوؤں و سنے بقاع کی طرف آکر دوڑ پڑا دیئے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے نزدیک ان سے زیادہ خوف ناک دشمن کوئی نہ تھا کیونکہ انہوں نے ان کو — جب وہ ان کے پاس باہر ہو کر آتے تھے — تیاری سامان جنگ اور گھوڑوں کے ساتھ دیکھا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ کے لیے نکلتے تو کسی اور کا توبہ کرتے تاکہ خبروں سے معلوم نہ ہو کہ آپ ایسا ایسا کرنا چاہتے ہیں حتیٰ کہ غزوہ تبوک آگیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید گرمی میں اس کا قصد کیا اور دور کے سفر سے دو چار ہوئے اور خانہ یوں اور بہت سی تعداد نے کوچ کیا پس آپ نے لوگوں پر ان کا مسالہ واضح کر دیا تاکہ وہ اپنی جنگ کے لیے تیاری کر لیں اور جس سمت آپ جانا چاہتے تھے اس کے متعلق آپ نے بتا دیا پھر واقعہ یہ ہے ان قائدگان کے ناموں کا ذکر کیا ہے جنہیں آپ نے جنگ کی طرف سے کھانڈن کو جہاد کے لیے جمع کرنے کے واسطے بھیجا تھا۔

اور جس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمال میں رومیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے عام جہاد کا اعلان کیا وہ خشکی اور قحط کا سال تھا اور مسلمانانہ خصوصاً صحرا کے لوگ شدید تنگی میں تھے اسی لیے غزوہ تبوک کو طرۃ العسرۃ کا نام دیا گیا ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو اس عظیم فوج کی تحویل و تجمیع مالی جمع کرنے اور تیاری کے لیے ایک ٹیکل کے لیے بہت جدوجہد و مشقت کرنی پڑی نیز اس لیے کہ اس غزوہ کے لیے مسلمان شدید گرمی کے موسم میں تیار ہوئے اور اس عظیم فوج کو مدینہ سے خفائی حدود تک کا حویل سفر طے کرنا تھا اس لیے لاری بھرتی نے مسلمان لوگوں کو شامل کیا جو گھوڑوں یا اونٹوں کی سواری رکھتے تھے اور یہ ساری فوج سوار تھی اسی لیے ان لوگوں کو چھوڑ دیا گیا

جن کے پاس اس غزوہ میں سواری نہ تھی اس غزوہ میں ان کی شمولیت کی شدید مخالفت
کے باوجود انھیں مجبور دیا گیا جیسا کہ قرآن کریم میں واضح طور پر بیان ہوا ہے :
لَیْسَ عَلَی الْغَنَاءِ مَا یَفْقَهُونَ -

(ترجمہ) کمزوروں، سریعوں اور ان لوگوں پر جو خرچہ نہیں پانے کوئی حرج
نہیں ہے جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے غیر خواہ ہوں ایسا کرنے
والوں پر کوئی الزام نہیں ہے اور اللہ غفور رحیم ہے اور نہ ان لوگوں
پر کوئی حرج ہے جب وہ آپ کے پاس آئے کہ آپ انہیں سواری دیں
آپ نے کہا میرے پاس تمہارے لیے سواری نہیں ہے وہ واپس چلے
گئے اور غم کے باعث ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے گرنے لگے کہ وہ خرچہ
کے لیے کچھ نہیں پاتے۔

اور اس بات کی دلیل کردہ میوں سے جنگ کرنے کے لیے لازمی بھرتی تھی یہ
ہے کہ کسی مسلمان کے لیے جو جہانی اور مادی طور پر قدرت رکھتا تھا جنگ کرنے
والی فوج میں شامل ہونے سے پیچھے رہنا جائز نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مادی طور
پر تنگدستوں کو معذور قرار دینے اور ان کی تعریف کرنے کے بعد فرمایا ہے :
انہما السبیل لا یعلمون -

(ترجمہ) الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو مال دار ہونے کے باوجود آپ
سے اجازت طلب کرتے ہیں انھوں نے عورتوں کے ساتھ رہنا پسند
کیا ہے اور اللہ نے ان کے دلوں پر غبر لگا دی ہے اور وہ نہیں جانتے۔
اور بعض لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس فوج کے لیے خرچہ کو مؤخر کیوں نہیں کیا یہاں تک کہ گرجی کا شعلہ زین موسم ختم ہو جاتا
اور لوگوں کے نفسانی حالات اچھے ہو جاتے اور ان کی مادی تنگی دور ہو جاتی اور
گھر والہ اور صحابہ کے فیاضانہ مالی عطیات نہ ہوتے تو وہ اپنے فقر کی وجہ سے اس
تاریخی غزوہ میں شامل ہونے کی استطاعت نہ پاتے ؟

اس کا جو اسباب یہ ہے کہ شمالی حدود کے حالات جیسا کہ معلومات نے بتایا ہے، وہی خطرہ کو اس کے بڑھ جانے سے قبل دور کرنے کے لیے مسلمانوں سے شدید غارتگری کا اتفاق کرنے کے لیے کیونکہ مدینہ اور مغرب جیسا کہ ان کی افواج جزیرہ کی حدود پر پہنچ گئی تھیں اور وہاں سے حج ہو چکا تھیں اور جیسا کہ معلوم ہوتا ہے اسی بات نے انہیں میں اسلامی کائنات کو مجبور کیا کہ وہ گرمی کی شدت اور تسبیح کے نتیجہ میں فوج کو لاسحق کرنے والی پریشانیوں کے باوجود اس عظیم فوجی مارچ کے لیے تیار ہو جائے۔

الدار صحابہ کا فوج کے لیے عطیات دینا | جو کہ غزوہ تبوک کا سال

تھی اور غلطی کا سال تھا اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال دار صحابہ کو اس عظیم فوج کی تیاری اور اس کے خرچ کو پورا کرنے کے لیے خیرات کرنے کی ترغیب دی۔ جسے موجودہ زمانہ میں عطیہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ مدینہ میں مسلمانوں کے بیت المال میں کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی جو اس پر غوغا فوج کی توہین و تکبر (راخڑ جات اور قیاری) کے لیے کافی ہو۔

پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی فوجی حکمران نظام نہ تھا جو اسلامی اقتدار کی امداد کے لیے جنگ میں شمولیت کرنے پر سبھا ہیوں کو ان کے اتفاق کے مطابق تیار کر دیتا بلکہ یہ جنگ و جدائی جذبے سے ہوتی تھی جس کی اسکا ایمان تھا کہ یہ جنگ وہ جہاد ہے جس کے ذمہ داروں کے لیے اللہ نے دار آخرت میں اعلیٰ درجات تیار کیے ہیں اور خصوصاً ان لوگوں کے لیے جو یہ جہاد کرتے ہیں۔ فوج ہو جائیں گے اور قرآن کریم لے ان لوگوں کے متعلق تاکید کی ہے کہ وہ مسلمانوں کے تمام مردوں سے فضیلت رکھتے ہیں اور وہ اپنی موت کے بعد زندہ ہوجاتے ہیں اور ان کی زوارح اللہ کے ہاں جنت کے اعلیٰ درجات سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔

ولا تحسبن الذين... الا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔

و ترجمہ ہر لوگ را وہ خدا میں مامور سے گئے ہیں انہیں مژدہ خیال نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے اور اللہ نے اپنے فضل سے انہیں جو دیا ہے اس سے وہ خوش ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے سے انہیں نہیں ملے ان سے بھی وہ خوش ہیں کہ ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس عقیدہ کی روش سے جہاد کا عقیدہ اعدائے کلمۃ اللہ کے لیے ہے، ان میں سے قدرت رکھنے والے لوگ جن ہتھیاروں اور گزرائے کے سامان اور سپہ سالار کا درجہ کی طرف وسائل نقل و حمل کی ضرورت ہوتی ہے، ان سے اپنے آپ کو تیار کرنے کا فرض مبالغہ آلودہ ہے اور وہ جہاد کی ان ضروریات کے لیے حکومت سے کوئی مطالبہ نہیں کرتے۔ حکومت سے ان ضروریات کا مطالبہ وہ کہا برین کرتے ہیں جو نادار ہونے میں اور انہیں کوئی قدرت حاصل نہیں ہوتی اور حکومت ان لوگوں کی اصلی و معاشی اور وسائل نقل و حمل کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اپنی پوری کوشش صرف کرتی ہے۔

اور عام نام ہندی کے اعلان کے وقت تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوج کے ساتھ ردیہوں کے مقابلہ کے لیے شمال کی طرف مامور کریں ان لوگوں کی تعداد بہت تھی اور بیت المال میں ان افراد کی جنگی ضروریات جیسے ہتھیاروں اور وسائل نقل و نقل و حمل کو پورا کرنے کے لیے کوئی چیز نہ تھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ضرورت اور خوشحال صحابہ سے اپیل کی کہ وہ ان لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے خوشدلی سے عطیات دیں جو جہاد میں رغبت رکھتے ہیں اور ان کے اسلحہ و اسلحہ کی ان ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے جو اس پر مشقت اور طویل جنگی سفر میں انہیں پیش آئیں گی جس کی آمد و رفت میں تقریباً پورا ایک ماہ لگے گا۔

اور مالی دار اور خوشحال صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اپیل کو کھٹنے

و اسے نہ تھے جو غلامی کی تھیں۔ یہی کلیں کے لیے عہدیت کی ترغیب دینے والی تھیں، حتیٰ کہ انہوں نے دلتہ کے ہاں سے شادی کی امید پر عہدیت کے میدان میں ایک دوسرے سے سبقت لی۔

امدادان فیکو کا دل نے اسٹی ورجن کی فیاضی سے عطیات دیے اور - تھوڑے سے وقت میں - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسی حضرت سے بہت سے اموال جیے کرنے کا کام مکمل کر لیا اور آپ نے ان اموال کے ذریعے فوج کی توبین و تعمیر کی تحمیل کی فوج پائی اور وہ لوں کا آپ نے ان اموال سے ان لوگوں کی گزرا ان دور تھمیل اور دور مسائل نقل و حمل کو پورا کیا جو اپنے خاص دل سے ان کو پورا کرنے کی قدرت پر کار کرتے تھے۔

ہر ماس فوج کی تیاری کے لیے عطیات دینے والے حضرت عثمان بن عفان تھے۔ آپ نے اپنے مال خاص سے اسی فوج کی نوہن و تھمیز کی ضرورت کی سب سے پہلی کھلی۔ حضرت عثمان نے اپنے خاص مال سے تیاری کے لیے دس ہزار درہم دیے۔ دو حضرت عثمان ایک کامیاب بھر تھے۔

کیا غلیم ایمان ہے جو اپنے مالک کو ایسا بڑا دیتا ہے کہ وہ سخاوت اور بھلائی کی ثبوت میں اس عہد تک چڑجاتا ہے کہ وہ بطیب خاطر ان غلیم اخراجات کو قیامی کے ساتھ خرچ کرنا ہے نہ وہ دس ہزار بجا ہیں کی اپنے مال خاص سے تمام ضروریات کے ساتھ قوی و جمین کرتا ہے ۱۶

یہ تو یہی ہے جس کے بعد کوئی قرعہ پانی نہیں، اور سخاوت ہے۔ جس پر اہل بھارت والا ایمان ہے۔ جس کے بعد کوئی سخاوت نہیں، من عظیم سخاوت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت کر دی کہ آپ حضرت عثمان کو بشارت دیتے ہوئے کہیں کہ: اے ان سے راضی ہو گیا ہے آپ نے فرمایا: عثمان نے، اس کے بعد جو کام کیا وہ اسے نقصان نہیں دے گا۔

اصحاب میر و مغانزی میں سے ہر ایک نے اپنی منہ و روایت کے ساتھ ان حقیقتیں

حطیات کا بیان کیا ہے جو اس غزوہ (غزوہ العسوة) میں صحابہ نے فوج کے اخراجات برداشت کرنے کے لیے دیے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جہاد و قتال کی ترغیب دی، اور اس کی ریخت دغائی اور انہیں غیرت کرنے کا حکم دیا سو وہ جنت سے صدقات اٹھا لائے، سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ٹھکانا اور اپنے مال سے چار ہزار درہم لائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے کوئی چیز باقی رکھی ہے؟ آپ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بترہانتے ہیں اور حضرت عمر بن الخطابؓ اپنا نصف مال لائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا: کیا آپ نے کوئی چیز باقی رکھی ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! میں نصف مال لایا ہوں۔

اور حضرت ابو بکرؓ جو کچھ لائے تھے اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو پہنچی تو آپ نے کہا: ہم نے جس بھائی کے کام کی طرف بھی سبقت کر سب سے ابو بکرؓ سے اس کی معرف سبقت کر گئے ہیں اور حضرت عباسؓ اور حضرت محمد بن علیہ السلامؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال تھا کر لائے اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بھی آپ کے پاس لائے جو دو سو اونچے تھے اور حضرت محمد بن مسلمہؓ بھی مال لائے اور حضرت عامر بن مہدیؓ نے نوے و سق کھجوریں عطیہ کے طور پر دیں اور حضرت عثمانؓ نے اس فوج کا کھانا دیا اور آپ ان سب سے لیا وہ خرچ کرنے والے تھے حتیٰ کہ آپ نے اس فوج کو اخراجات سے بے نیاز کر دیا، حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ ان کی کوئی ضرورت نہ تھی نہیں رہی حتیٰ کہ آپ نے ان کو ان کے شکیزوں کے منہ پر ہاتھ دے دے دھاگوں سے بھی انہیں بے نیاز کر دیا، بیان کیا جاتا ہے کہ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہنوں نے اس کے بعد جو کچھ کیا وہ اسے نقصان نہیں دے گا۔

۱۔ آپ کے حالات ہمارے کتاب غزوہ بدر میں دیئے ہیں۔

۲۔ سن ۱ ذی القعدہ ۱۱ جلد ۲ صفحہ ۱۱۱

اور بالآخر انہوں نے بھلائی اور نیک کے کام میں رغبت کی اور اسے قریب کا کام سمجھا اور
 ان کے سوا ان میں جو کچھ اور لوگ تھے ان کو قوت دی حتیٰ کہ ایک شخص ایک یا دو شخصوں کے
 ٹکڑے لے کر آکا اور کتا پر آؤٹ تھے دو دنوں کے لیے ہے تم باڑی باڑی اس پر سوار
 جاتا اور ایک شخص خرچہ لے کر آکا اور اسے جنگ پر جاسنے والے کسی شخص کو
 دیتا ہے

حج کو عطیات دینے میں عورتوں کی شمولیت

اور عورتوں میں بھی
 حج کی تیاری کی
 کے لیے عطیات دینے میں مردوں کے مقابلہ میں کوتاہی نہیں کی، ہر عورت نے
 حقاقت کے مطابق عطیہ دیا اور جس کے پاس دراجہ و دنیا تیر نہ تھے اس نے اپنی
 محنت کے بل بوتہ پر عطیہ دے دیے۔ واقعہ یہ ہے کہ عورتوں نے
 جو چیز پر قدرت پائی اس سے مدد کی۔ حضرت ام سلمہؓ نے بیان کیا ہے کہ
 اپنے حضرت عائشہؓ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک کپڑا
 بچا ہوا دیکھا جس میں ہاتھی دانت وغیرہ کے گنگن، بیاڑہ بندہ پاز جیسے، انبیاں
 ناگو ٹھیاں چڑی ہوئی تھیں جنہیں عورتوں نے مسلمانوں کی تیاری کے سلسلہ میں
 بچا اور لوگ شدید تنگی میں تھے

غزوی عناصہ کا مدینہ میں متحرک ہونا
 بلاشبہ جن حالات میں رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عظیم
 حج کو رو میوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے شمال کی طرف مارچ کرنے کے لیے جمع
 وہ بحث سے پہلوؤں سے مسلمان غازیوں کی فہمت سے مشکل حالات تھے اور
 مسلمان، شدید عسرت میں تھے حتیٰ کہ امام بخاریؒ نے اس غزوہ تبوک کو غزوہ ہماستر

کا نام دیا ہے

۱۱۔ عوام تنگی اور شدید محسوسات کے ساتھ وہ جو مسلمانوں کے شامل حال تھی وہ وقت گزری کا تھا اور کچھ یوں کہ پھیل چکے تھے اور ان حالات میں دل بیٹھا اپنے چکر پر کچھ دیکھ کر ان کے درمیان سیاروں سے تھمتھ ہونے کی طرف مائل تھے اور اسی سیر کے بیان کے مطابق لوگ — ان حالات میں — اپنے گھروں میں قیام کرنا پسند کرتے تھے اور اسی وقت جہاننا پسند نہ کرتے تھے اور اسی ان کے گریہ و زاری کو بکڑے ہوئے تھی۔

لیکن عالمادوں اور خوشحال صحابہ نے اپنے فیاضانہ عطیات سے اس مادی تنگی کو کم کیا لیکن شعلہ زن گرمی کی شدت نے اور دیرینہ سے پھلوں کے پکنے کے وقت نکلنے نے، جب کہ بہت سے لوگ انہیں توڑنا چاہتے تھے اور کچھ دیکھ کر درختوں پر ٹہنیوں کے سائے میں ان سے لطف اندوز ہونا چاہتے تھے، لوگوں کی یہ کیفیت گرمی کہ وہ چاہتے تھے کہ لاشی وہ اس موسم میں مدینہ کو نہ چھوڑتے لیکن یہ ایک کچھ تھا سالار رسول کی طرف سے فوجی حکم تھا اور حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نافذ ہو جائے تو کسی مسلمان کے لیے جہاننا نہیں کہ وہ اس کی مخالفت کرے خواہ اس کا دل اس کی طرف میلان نہ بھی رکھتا ہو۔

اور منافقین کے تخریبی عناصر نے، تخریب کاری اور جھوٹی خبروں کے پھیلانے اور فوج کی صفوں میں حواکم کو گمراہ کرنے کے لیے افواہیں اڑانے کے لیے فضا کو سازگار پایا، اسلام کی طرف منسوب ہونے والے اور مسلمانوں میں شمار ہونے والے ان منافق عناصر کو مسلمانوں کی حرارت قوت دیکھ کر محکمہ ہوا، جب کہ آفتاب اسلام طلوع ہوا تھا مسلمانوں کو ایسی قوت حاصل نہ تھی ان خبیث عناصر نے جو باوجود کافرتہ کالم تھے جن کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منافقین رکھا ہے مسلمان

کی صفوں میں تفریق کا دلائل ان کے کوشش کی جس کا اکلھ مکمل ہو چکا تھا اور یہ کہ کوشش
نے خبریں پھیلانے، ہمتوں کو فروغ دینے، اختلافات پر اکرنے اور مسلمانوں کی مختلف
جہوں کے درمیان تشویش و اضطراب پیدا کرنے کے ذریعے ہوئی تاکہ رسول کریم صلی اللہ
وہ وسلم معلومہ فوج جمع کرنے کے عاجز آجائیں اور جنگ نام کام ہو جائے۔

مگر ان منافقین کا نقشہ کام اپنی مردانہ وار کوششوں کے باوجود برسی طرح نام کام ہوا
مومنین عساکرین نے ان سے بیگانگی کا اظہار کیا اور ان کی جیشیانہ کوششوں کا مذاق
لیا اور بلا تردد داعی جہاد کی ہمت کو قبول کیا خواہ وہ شہر کے رہنے والے تھے یا
ہمت کے، پس اس پڑوغوغا فوج کا اکلھ مکمل ہو گیا جنس ہزار تک پہنچ گئی۔

اب سالہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی منافقین کی گھنٹوں کی کاروائیوں کو سمجھ گئے
کامپ نے ان کا خاکہ کر دیا اور ان کے خفیہ تحریکی وادی کی ٹوہ دکھا کر ان کو ظاہر کر
دیا کہ ان اٹروں کو حبابہ کر دیا جن میں بر غیبت باطنی مسلمانوں کی وصرت کے علامات
کی سازشوں کے جال بنتے تھے، جیسا کہ قرآن کریم ان منافقین کے عہد میں
ہوئے، انکی ہوا اور اس نے انہیں رسو کیا اور مومنین عساکرین ثابت

کام رہے اور مٹے شدہ منقلب کے مطابق اس پوری فوج نے مدینہ سے مارچ
کی حتیٰ کہ اس نے اکل طور پر اپنے مشن اور مقاصد کو پورا کیا باوجودیکہ نقشہ کام
منافقین، اگر جماعتیں اس میں شہس گئی تھیں اور اگرچہ یہ منافقین بعض یونٹوں
کو سرکشی پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور وہ فوج میں شامل ہونے کے
بعد اس سے باہر نکل آئیں لیکن ان یونٹوں کا نکلنا مسلمانوں کے مفاد میں ہو گیا
تو نہ کہ یہ بڑے عناصر باطن میں اسلام دشمن تھے اور یہ ظاہر مسلمانوں کی طرف
منسوب تھے۔

اور اگرچہ جسے اور غیبت عن صہر اپنی کثرت کے باوجود تجوک سے ایسی
مسلم اسلامی فوج کے اندر تھے تو اس مومن فوج کے اندر تھریب کاری اور فتنہ بازی
باعث ہوتے اور اسے شر و فساد میں پڑھا دیتے جیسا کہ قرآن کریم نے اس کی

طرف اشارہ کیا ہے :

تو خرچہ انیکم واللہ علیکم اظہار السین^۱

ترجمہ : اگر وہ تم میں شامل ہو کر نکلتے تو تمہیں مساوی میں بڑھا دیتے اور تمہارے
کی غرض سے تمہارے درمیان ٹھوسے دوڑاتے اور تم میں ان کی بات
ماننے والے بھی ہیں اور اللہ ظالموں کو جانسنے والا ہے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روح کے جمع کرنے اور اس کی تیار ہی میں
کا سیلاب ہو جانے کے بعد ایک فوجی سالار کی طرح اس کی مسلامتی کے خواہش مند
تھے اور آپ منافقین کی وسیع کاروباروں اور فوج پران کی مسلسل کوششوں کے
اثرات سے پوری طرح محنتا مستحضر ہیں خراج کے اجتماع و تیزی کی تکمیل کے لیے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے ان کے ساتھ نکلتے ہیں جلد ہی کی
اس طرح آپ نے فوج کو منافقین سے پاک کر لینے کے بعد ان کے ساتھ کالم
عن عمر سے الگ کر لیا، و اقری نے بیان کیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جلدی کرانے لگے اور آپ اپنی فوج
تثقیۃ الوداع میں (مدینہ سے) ابراہیم لے گئے اور لوگ بہت زیادہ تھے جنہیں
کوئی تحریر اکٹھا نہیں کر سکتی۔

منافقین کے تصرفات نمونے

مسلمانوں کے پوشیدہ طور پر عداوت رکھتے تھے اور اپنے مختلف ہتھیار
باطنی وسائل سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پریشانیوں کا سبب بنتے
و مسلمانوں سے اعلانیہ دشمنی کرتے تھے بلکہ بظاہر وہ مسلمانوں کی طرح نماز
جمع وغیرہ کے ظاہری شعار ان کے ساتھ ادا کرتے تھے لیکن باطن میں جو

خیر طور پر مسلمانوں کے متعلق سازشیں کرتے تھے۔

چونکہ یہ منافقین اسلامی محبت کے حامل تھے اور — بظاہر حلقہ مجوش اسلام ہونے کی وجہ سے — امتِ اسلام کے جو خیال کیے جاتے تھے اس لیے اسلامی قانون نے جس کے ذریعے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فیصلے کرتے تھے، ان قرآن و وحیِ رات کے باوجود جو — ان کے تصرفات کے درمیان سے — ان کے خبیث نیت اور پوشیدہ بغض اور اسلام اور مسلمانوں کے حقوق ان کی سازشوں کی طرف اشارہ کرتے تھے، انہیں کسی سزا کے دباؤ کے تحت نہیں رکھا کیونکہ اسلام قانونِ مروت اس جرم کے خلاف سزا کا فیصلہ صادر کرتا ہے جو اعلانِ نبیہ اور ثابت شدہ ہو اور اس پر گواہ موجود ہوں اس قانون کی اساس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان منافقین سے سلوک کرتے تھے اور ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھوثا بت نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف اس بات سے استناد کرتے ہوئے سزا کا فیصلہ دیا ہو کہ وہ دل میں مسلمانوں سے بغض رکھتا ہے اور ان کے متعلق سازشیں کرتا ہے اور انہیں ففضانِ پنیانے کی بڑی رجحیت رکھتا ہے۔

یہ منافقین اس اسلامی قانون کے سامنے ہیں — مسلمانوں سے پوشیدہ عداوت رکھنے کے باوجود — مسلم شہری کے حقوق سے متنفع ہوتے رہے اور اس حق سے بہرہ اندوز ہونے کو انہوں نے پردہ بنا لیا جس کے نیچے وہ اسلام کے خلاف سازشیں کرنے لگے اور خبیث طور پر مسلمانوں کی جہتی پر تسلط پانے کے لیے مفذور جبر کام کرنے لگے اور انہیں مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا جو موقع بھی ملا کسی بھی سطح پر، وہ اس سے فائدہ اٹھانے تاکہ وہ مسلمانوں کو ضرر پہنچائیں لیکن خبیث و احتیاط کی وجہ سے وہ قانون کی زد میں نہ آتے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی — ایسے معرذات صبر و دلدار

اور فرمایا کہ۔۔۔ ہمیشہ ان منافقین کے تعزیرات سے بیکانہی کا اظہار کرتے حتیٰ کہ۔۔۔ بعض اوقات۔۔۔ یہ نصیحت مسلمانوں کو دینے فقہان پہنچانے کی حد تک پہنچ گئے، جیسا کہ غزوہ اُحمد میں ہوا جب تین سو منافقین نے عبد اللہ بن ابی کی قیادت میں قزو اختیار کیا حالانکہ وہ اس نیری فوج میں شامل تھے جو قریش کے مقابلہ کے لیے اُحد کی طرف جانے والی تھی پس عبد اللہ بن ابی ان منافقین کے ساتھ مسلمانوں کے عزائم کو کمزور کرتے اور ان کی صفوں میں انتشار پیدا کرتے اور ان مشرکین کے حوران کو تقویت دینے کے بارے سے جو دیکھ رہے تھے کہ ان منافقین کے قزو سے کیا رونما ہوگا ہے۔ اُحد اور مدینہ کے راستہ کے درمیان سے واپس آگیا، اس کے باوجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منافقین کے خلاف کوئی تاویسی کارروائی نہیں کی۔۔۔ حالانکہ اس وقت آپ کے بعض اصحاب نے تجویز پیش کی تھی کہ قریش سے مدیترہ کرنے سے قبل ان منافقین سے فوج کو پاک کر لیا جائے۔

اور اس قسم کے غلبہ لگاتے دے موافق قبل ازین عنہ مر لفاق نے بار بار اختیار کیجے جیسا کہ ان کے سردار نے غزوہ بنی امیہ میں لفظ کو بھر کاٹنے کا کام کیا اور ام المومنین طاہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق جھوٹی اور بڑی افتواہ اڑائی جس کے بعد اس منافق کے نیک بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی نے آپ سے اپنے باپ کے قتل کے متعلق تحقیق اجازت طلب کی اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کر دیتے (تو اس کا قتل ضرور ہوتا) لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشکلات اور پریشانیوں کا جنہیں عبد اللہ بن ابی نے پیدا کیا تھا کا حل حکمت کے ساتھ علاج کیا اور اُن منافقین کے قتل کی اجازت نہ دی بلکہ اُن کے قتل کی حالت پر چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس کے خاندان کے لوگوں نے اس کی غیبت حقیقت کو ظاہر کر دیا اور وہ اس سے نفرت کرنے لگے اور اس کا اثر و رسوخ کمزور ہونے لگا۔

۱۔ منافقین کے اس قزو کی تفصیل بھائی دوسری کتاب غزوہ اُحد میں دیکھیے۔

حتیٰ کہ بلاخر ختم ہو گیا اور مسلمانوں نے دین کی موت سے سکون حاصل کیا اور یہ جزیرہ عرب کی تمام دور دورہ اضرار پر اسلام کے مکمل تسلط کی تکمیل کے بعد ہوا۔

عزیزہ بیگم میں ابن ابی اور الحید بن قیس کا موقف

اشہد رسولہ کے آہستہ آہستہ کم چڑھ جانے کے باوجود ان کا کچھ اثر وہاں کے جراثیم و عناصر میں تھا۔ رسول - عبد اللہ بن ابی زور المجاہد بن نفیس دو نولہ منہ نقین کے مسعود تھے اور اس وقت تک بقیہ حیات رجبہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رویوں کو حوضِ زہد کرنے کے لیے فوج کے ساتھ شمالی حدود کی طرف مابین کرنے کا عزم کیا۔

ان دونوں منافق سرداروں نے تشکیل کرنے والی افواہوں کی اشاعت کے مسئلوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے پوری کوشش کی اور ان افواہوں کا مقصد اس اسلامی فوج کی صفوں میں انارک اور پریشانی پیدا کرنا تھا جس کے متعلق طے ہو چکا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گمان میں عرب سے خوں کی طرف ماریج کرے۔

نہدی تھیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ مسلمانوں کے ایک مہم راہ کی طرح کہا کہ شاید وہ دینی نیت کو صاف کرے اور — اخلاص کے ساتھ تاریخی فرجی دستنویس شامل ہو جائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی غریب و فاق کی اصلاح سے مایوس نہیں ہوتے تھے اور آپ محبت و رحمت اور اصلاح کے پہل تھے اس لیے آپ نے (عبدالغنی) ادب کے ساتھ اس الحید بن قیس سے کہا: کیا آپ اس سال ہمارے ساتھ جا سکیں گے؟ آپ نے ایسی زبان میں بات کی جس میں کچھ خرابی تھی مگر آپ نے اسے کہا: شاید تو رومیوں کی سبوت

۱۰۷۔ اس فتنہ کی تلقین عین بہارتی میسر کی کتاب غرود احزاب میں دیکھیے۔

کو جمع کرے گا اور اسلام دشمنوں کی عورتوں کو قیدی بنائے اور انہیں ٹوٹری جالٹے کی عمارت
دیتا ہے اور یہ متاعیں کی ایک جہز کی کاروائی ہے جس سے کوئی چار انہیں اس سے کہ جب دشمن
مسلمانوں کی عورتوں کو قیدی بناتے ہیں تو انہیں ٹوٹریاں بنالیتے ہیں۔ احمد بن قیس نے
مناقبانہ و نجشیانہ اور فریب کارانہ زبان میں حضرت ابو کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا
کیا آپ مجھے اجازت دیں گے اور مجھے نقتے میں نہیں ڈالیں گے؟ قسم بخدا میری قوم کو
معلوم ہے کہ مجھ سے بڑا ہر عورتوں کو پسند کرنے والا کوئی نہیں اور مجھے خدا سے
کہا اگر میں نے وہ بیوی کی عورتوں کو دیکھ لیا تو میں ان کے بارے میں صبر نہیں کر سکتا۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیث کو جواب کو برا محسوس کیا، مگر آپ نے
چو کہ آپ بندہ اب پر قائم تھے۔۔۔ اس جواب کی بڑائی کو بیان نہ کیا
جو غیث و لفاق کے بہت سے معانی کا حامل تھا، آپ نے اس کی قیامت کو زیادہ
سے زیادہ و آماجی بیان کیا کہ آپ نے احمد بن قیس سے اعراض کیا اور اس متاع
سے اس حد تک بڑباری سے کام لیا کہ اسے فوج سے پیچھے رہنے کی اجازت
دے دی اور فرمایا میں نے تجھے اجازت دے دی ہے یہ

اور عقیدہ کے نقطہ ہائے افعال میں سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس متاع
الحد بن قیس کا ایک صالح بیٹا زید مستند مومن تھا اور وہ بدر میں مسلمانوں کے ساتھ
شام ہوا تھا اور وہ حضرت معاذ بن جبل کا مان جایا بھائی تھا جس کا نام عبداللہ
تھا جسے اس صبیح العقیقہ در صالح مومن فوجان کو جب اپنے باپ کی گفتگو کی اطلاع

ملے جنگ قیدی عورتوں کے بارے میں اسلام کے موقف کی تفصیل ہماری چوتھی کتاب
غزوہ بنی قریظہ میں دیکھیے اس میں دشمنان اسلام کے تمام شہداء کے بعد ان کا سامان جو
ہے۔۔۔ مغازی، مغازی جلد ۳ صفحہ ۱۰۰

سید عبداللہ بن الحد بن قیس اسد الغابہ میں ہے کہ آپ بنی سلمہ کے انصار میں سے تھے
اور جد و آحد میں شامی ہوئے تھے۔

میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معذرت کرنے والی نفی تو وہ اس کے پاس سے نصیحت کرنے گیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو بڑی بات کہی ہے اس سے اللہ کے حضور توبہ کر کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج میں شامل ہو کر جہاں آپ جانا چاہتے ہیں چلا جائے، خصوصاً اس لیے کہ وہ عربیہ کے مالداروں میں سے ایک مالدار اور خزرج کے محبوب سرداروں میں سے ایک سردار ہے اور ان میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ وہ رافضیوں کے ساتھ الجھٹ کرنے والی نبوی فوج کے سرداروں میں ہو۔

اس مومن حبیب اور جوان عبد اللہ نے اپنے باطنی منافق باپ اللہ بن حبیس سے انوائفیت کے انداز میں ویدائعت کرتے ہوئے — کہا، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ قسم بخدا نبی سلمہ میں آپ سے بڑا مالدار کوئی نہیں اور آپ خود جنت میں ہیں اور نہ کسی کو۔۔۔ رہیں آپ کسی محتاج کی بدلی مدد نہیں کرتے، گھوڑا اور اونٹ دیتے ہیں کہ وہ اس پر سوار ہو کر اس غزوہ میں شامل ہو، اللہ منافق نے اپنے راستباز مومن بیٹے سے کہا۔ اسے میرے بیٹے ہوا، اگر می اور تنگل میں لکھے ردیوں کی طرف جانے کی کیا ضرورت پڑی ہے؟

پھر وہ بڑی خبروں کی زبان میں ہمیں کرنے لگا اور ردیوں کی قوت سے فوراً نکلا کر لاپرواہ اپنے مومن بیٹے کے موافق پر اثر انداز ہو جائے مگر اس کی نصیحت باتوں کو ٹھنڈے والا اور ڈر کر ان کی مانند عداوتوں کے پاس بیٹھنے والا کون تھا اس نے — اپنے بیٹے سے گھٹ کر تے ہوئے — کہا۔ خدا کی قسم میں ردیوں سے مطمئن نہیں ہوں حالانکہ میں وہاں نے میں اپنے گھر میں موجود ہوں میں ان کے پاس جا کر ان سے جنگ کروں اسے میرے بیٹے قسم بخدا میں مصیبتوں کو جانتا ہوں۔

اس راست باز مومن توجران کے دل میں خدا اور اس کے رسول کے لیے نہ ہنگل کے غریبی کو نہ کرنے گئے اور اس نے عقیدہ و کئے اعتبار سے اوپر دکھا اور اس نے اپنے عقیدہ سے کہا وہ ہیں — ابونت کے جذبے کو نہ نہ دیا اور اس نے

اپنے باپ کو یہیں ہی طلب کیا جیسے خبیث مخرفین صالحین سے خطاب کیا جاتا ہے اس نے
دعا مست سے اُسے کہا کہ وہ منافق ہے اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پچھلے رہنے کے باعث دومیوں کا خوف نہیں ہے جیسا کہ اس کا خیال رہے بلکہ اُسے
اسلام کے خلاف سازشیں کرنے اور مسلمانوں کو جنگ سے باز رکھنے میں دلچسپی ہے
اس نے اُسے کہا یہ نفاق ہے، خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرے
بارے میں قرآن نامزد ہو گا اور وہ اُسے پڑھیں گے پس عظیم منافق اپنے بیٹے کی
بات سے ناراض ہو گیا پھر اس نے اس کے چہرے پر جو تار مارا اور اس کا بیٹا اس
حشر سلوک کرنے والا تھا، سو راستہ دہان میں بیٹے نے صبر کیا اور اپنے باپ کی
جلس سے واپس آ گیا اور اس سے کوئی بات نہ کی بلکہ

اور عظیم منافق کدو مناویں بڑھ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مسلسل
بڑی افواہیں اڑائے اور اللہ کے دین کے بارے میں لوگوں کو شک میں ڈالنے لگا اور
انہیں اپنے طویل اور پر مشقت غزوہ میں عنقریب شدید گرمی سے جو صوبہ تین مہینے
وہیں بڑھا چڑھا کر بیان کرنے لگا اور یہ سب کچھ شرطیں اور لالچوں
پر اتر پڑا اللہ کی خبیث رغبت کے باعث تھا کہ شاید وہ اس کی بڑی افواہوں سے
متاثر ہو کر، جہاں مشاورت کرنے سے پہلے نہی کریں اور جیش نبوی پر اگندہ گی اور
کدو دی کا شکار ہو جائے جس نے تبوک کی طرف مارچ کرنے کی تیاری میں اپنی
تجیز و تحشید کو مکمل کرنا شروع کر دیا تھا۔

اصحاب سیر و حدیث نے بیان کیا ہے کہ دس اجداد بن قیس منافق نے بنی توم
بنی سمر سے ایمل کی ادا ان کا پیشرو و مجتہد بن مضر تھا اور اس ایمل میں اس نے انہیں

۱۰۰۰ منادی عوامی جہاد ۹۹۹۹ ملے جہاں بن مضر بن عامر بن ضامہ بن سنان انصاری
شم نخود جی، آپ اسلام کے سابقوں الاولوں میں سے تھے و بیست عقبہ میں شامل ہوئے
اور جہاد و احمد اور تمام محرموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شمولیت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہنے کی ترغیب دی کیونکہ موسمِ گرما کا تھا اس نے جہاد میں سفر اور اپنی سُنہ کی ایک جماعت سے کہا اسے اپنی سُنہ اگر میسر نہ چلو وادہ ہو، نہ بیان کیا ہے کہ وہ جہاد سے بے رغبتی کرتے ہوئے اور حتیٰ میں شک کرتے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بڑی دغا میں ٹھٹھاتے ہوئے کہنے لگا اگر میسر نہ ہو تو نہ چلو۔

لیکن حقیقت اپنی مساعی میں ناکام ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآن مآز کی جس میں اس نے اُسے رسوا کیا۔ جیسا کہ اس کے مومن پیٹھ نے اُمید کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم منافق اور اس کے امثال کی پوزیشن کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

فَرِحَ الْخَافُونَ وَلَيْسَ كَذَلِكَ بِلَاكِنَّا الْيَكْبُوتِ ۝

ترجمہ: پیچھے چھوڑے گئے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنے پیچھے پیچھے رہنے سے خوش ہو گئے اور کہنے لگے اگر میسر نہ ہو تو نہ چلو۔ کہہ دیجئے جہنم کی آگ زیادہ گرم ہے کاش وہ بجھنے پس چاہیے کہ وہ تھوڑا خفیر اور زیادہ روئیں اسی چیز کے بارے میں جو وہ کہاتے ہیں۔

اور الحمد للہ جن قیس منافق نے جو بات دختر بن روم کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی اس میں ہے کہ

مکیا آپ مجھے اہلات میں گئے اور مجھے فتنہ میں نہیں ڈالیں گے ؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن مآز کیا جس میں تاکید کی کہ یہ منافق اور اس کے امثال بہت بڑے فتنہ میں پڑنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ وَإِنْ جِئْنَاهُمْ بِبَيِّنَاتٍ مِّنْ مَّا نُنزِّلُ

اور ترجمہ اور ان میں سے ایک کہتا ہے مجھے اجازت دیجیے اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیں۔ آگاہہ موجودہ فتنہ میں گر پڑے ہیں اور یقیناً جہنم کا فرد کا گھیراؤ کرنے والی ہے۔

اور جب یہ آیت کریمہ الجہد بن نہیں اور اس کے انشاء کی نصیحت کرتے ہوئے اور ان کے نفاق کو شہوت دیتے ہوئے تانہں بروی تو اس کا بیٹا عبد اللہ اس کے پاس گیا اور اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر برا سو تفوی اختیار کرنے کی وجہ سے دوبارہ علامت کرتے ہوئے لپکا لپکا کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ بلاشبہ تیرے بارے میں قرآن نازل ہوگا اور مسلمان اُسے پڑھیں گے؟

لیکن منافق باپ اپنی گراہی پر مصر رہا اور اس کے خبیث دل میں نفاق بڑھ گیا اور اس نے اپنے مومن بیٹے پر اس کے دوبارہ نصیحت کرنے کی وجہ سے شدید غضب کا اظہار کیا اور اس نے اعلان کیا کہ وہ اس سے عنقریب سب لفظاً قطع کر لے گا اس نے اُسے کہا اے کیسے خاموش رہ خدا کی قسم میں کبھی تجھے نفع نہ چیز سے فائدہ نہیں پہنچاؤں گا، قسم بخدا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی زیادہ سکت ہے یہ۔

عبداللہ بن ابی کا تخریبی کردار | اب رہا غرض کے سردار اور میں اللہ کے عبد اللہ بن ابی کا کردار تو اس نے اس فوج کی صفوں کے اندر جس کے متعلق طے پا چکا تھا کہ وہ رومیوں کے مقابلہ کے لیے مدینہ سے تبوک کی طرف ہجرت کرے گی۔ بڑی فوجیں روانہ ہوئیں اور تخریب کاری کرنے کی کوششیں میں سب سے بڑا کردار ادا کیا۔

دوسرے عظیم منافق الجہد بن نہیں کا کردار رومی فوج کے اجتماع اور ان کی توجہ شگفتگی سے خوفزدہ کر کے مسلمانوں کے عزائم کو کمزور کرنے

اور درگتہ اور اپنی قوم سے یہ اپس کرنے پر متفق تھا کہ وہ اس غزوہ میں رسول اللہ
عسی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ چلیں کیونکہ گرمی شدہ ہر سبے مگر عبد اللہ بن ابی بکر
کر دار و تخریب کاری اور اختلافات پیدا کرنے کے بعد ان میں بڑا خصم بزرگ
اور عظیم تھا۔

اس لیے کہ عبد اللہ بن ابی بکر نے پریشانی پیدا کرنے اور نہ کھنے والی کاروائیوں کرنا
اور زبان تو میں پر ہی اکتفا نہ کی بلکہ اس نے حبش نبوی کی تحریک تحشید کی تکمیل کے
بعد اس کے اندر زہر کی کاروائی کو کان کنی۔

پس عبد اللہ بن ابی اور اس کے باغیوں کا گروہ لفظ ہر اسلامی محبت
کے علیحدہ وار ہونے کے اقتدار سے اس وقت بہت بڑی تعداد میں حبش
نبوی میں شامی ہو گیا جب آپ نے عام لام ہندی کا اعلان کیا اور یہ بات سچ
کی مدد و تقویت کے لیے نہ تھی بلکہ اس کی صفوں کے اندر پراگندگی و پریشانی اور
گروہ بڑا پیدا کرنے کے ارادے سے تھی اور یہ کہ جب فوج اپنے ہدف کی طرف
مارچ کرے تو وہ اس فوج سے الگ ہو جائیں اور مدینہ کی طرف واپس
چلے جائیں۔

اور عبد اللہ بن ابی نے شمال کی طرف مارچ کرنے والی فوج کی نسبت مکمل خود یہ
اس تحریک کو دار کو فوج بھی دکھایا جو موکہ اُحد کے ساتھ اس نے اپنی جماعت کے ساتھ
مشترکین قریش سے جنگ کرنے کے لیے اُحد کی طرف مارچ کرنے والی فوج کے ساتھ
کیا یعنی وہ نصف راستے سے اپنے اپنے کے ساتھ مدینہ واپس آگیا اور وہ تقریباً
تھائی فوج کی نمائندگی کرتے تھے اس امر کا سوچنے کے دنوں پر بہت بڑا اثر پڑا بلکہ
قریب تھا کہ یہ امر حبش نبوی میں دو مرتبے خطرناک اور عظیم تر و تک پہنچا دیتا اور
قریب تھا کہ انصار کے دو قبیلے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھ کا فوج کے چلو بہ پہلو
چلتے اور اگر اللہ ان دو قبیلوں کو ثابت قدم نہ رکھتا تو یہ مدینہ واپس آجاتے
اور قریش کے ساتھ جنگ کرنے میں حسرت نہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

اشتراک کرنا چھوڑ دیتے ہیں وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے اور مکرر اُحد کے
 اختتام تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے میں مسلسل مصروف رہے۔
 اور غزوہ تبوک میں عبداللہ بن ابی اسفہ نے منافق اصحاب کی بہت بڑی فوج کے
 ساتھ نکلے کہ وہ بھی جیش نبوی کا ایک جزو ہے مگر جب جیش نبوی نے ثینۃ الوداع سے جہاں
 وہ چڑا دیکھے ہوئے تھا مارچ کا آغاز کیا یہ رئیس المنافقین قزو کے طور پر کھڑا ہو گیا اور ان
 میں انہوں کے بہت بڑے مجھوتے کے ساتھ دینہ واپس آ گیا جو جیش نبوی میں منسلک تھے۔
 اور جو لوگ رئیس المنافقین کے ساتھ واپس ہوئے وہ بھی رقیعہ، اسی طرح کے منافق تھے۔
 اور رئیس المنافقین کے اس تصرف کا وہ منع مقصد ایک یونٹ کو دوسری یونٹ جیسا
 کام کرنے کی ترغیب دے کر جیش نبوی کی وحدت کو پارا پارا کرنے کی کوشش کرنا تھا۔
 جب عبداللہ بن ابی اسفہ نے اپنے دوستوں کے ساتھ تہ و احتیاط کیا تو اس نے کچھ باتیں کہیں جی
 میں ان لوگوں کے لیے تحریک تھی جو فوج میں سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اور گرد و ثابت قدم رہے تھے اور فوج کی دوسری یونٹوں کو تہ و احتیاط کر کے حیرت
 واپس جانے کی ترغیب اور سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کام کو چھوڑنے
 کی باتیں بھی کہیں لیکن عظیم منافق کی کوششیں ناکام ہوئیں اور اس کے خاص دوست
 کے سوا فوج سے نکل کر دینہ واپس جاتے ہیں کسی نے اس کا متبلاع نہ کیا اور اس سے
 کے سب اقرار اسی کی مانند منافق تھے اور جیش نبوی نہایت قوت و عظمت کے ساتھ
 تھام سکا رہا اور وہ یوں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کان میں ہنرور جانا
 باقی رہ گئے اور آپ نے ان کے ساتھ ختمی کی طرف مارچ کیا اور جن منافق کے پیش نظر
 آپ نے ان کے ساتھ مارچ کیا تھا ان کو پورا کیا اور عبداللہ بن ابی اسفہ کے متعلق
 غمزدہ کو ناکامی اور خسارے کے سوا کچھ نہ ملا۔

الرحمہ اللہ بن ابی اسفہ خرابہ واد یوتش کے ساتھ اس فوج کی وحدت کو نقصان

۱۔ عبداللہ بن ابی اسفہ کی منافق قوم کے قزو کی تفصیل جاری دوسری کتاب غزوہ تبوک میں
 دی جائے گی۔

پہنچانے اور مسلمانوں کو سنا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ سے مستشرق ہو جانے کی توجہ دینے کے ارادے سے فوج سے علیحدہ ہوا تھا تاکہ آپ اپنے اس چہرے پر جو عین حق ہو جائیں پھر بھی حکیم اور حلیم رسول نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے متروک دوست کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان بڑے تعذبات کے مقابل جو منافقین مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور رسول حلیم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرنے کے لیے کونے تھے ہمیشہ بھی دستور تھا۔

واقعہ یہی، ہمیشہ جنوی کے جنوک کی طرف اہرج کرنے کے روز، عبد اللہ بن ابی اور اس کے منافقین اجتماع کے تسلط کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ۔۔۔ اور عبد اللہ بن ابی اپنی فوج کے ساتھ آیا اور اس نے اسے ذباب کے باغ مقابل خیتہ الوداع پر ٹھہرا دیا اور اس کے ساتھ اس کے پیرو اور منافقین حلیف بھی تھے جو اس کے پاس آگئے تھے اور اس کے کہا جاتا تھا کہ وہیں ان کی فوج مردوں کی فوجوں سے کم نہیں، پھر جب تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا اس نے بھی قیام کیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق کو فوج پر نائب مقرر کرتے تھے اور آپ لوگوں کو غازی پڑھاتے تھے، پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو ابن ابی بکر کے رہنے والے منافقین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا اور استہزاء کرتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینوں کے ساتھ تکلیف دہ حالت، اگر عی اور مردودہ علاقے میں جنگ کرتے ہیں حالانکہ آپ کو اس کی طاقت نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیال کرتے ہیں کہ مدینوں سے جنگ کرنا کھیل ہے؟ اور اس کے ہم روئے لوگوں نے بھی اس کے ساتھ یہی اظہار کیا۔

لے ذباب ذوال کی زیر کے ساتھ، مردودہ الاطلاق میں ہے کہ ذباب، مدینہ میں ایک پہاڑ ہے اور مدینہ ذباب، ذباب ایک دوسری جگہ ہے۔

پھر اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی فوج کی شکست کی تمنا کرتے ہوئے کہا۔۔۔ قسم بخدا اچھے آپ کے اصحاب کل دسیوں میں جکڑے ہوئے نظر آ رہے ہیں، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے متعلق یہ بات بڑی خبر کے طور پر اڑائی۔

جانشین پیش نبوی کے مخلص اور اچھے عناصر عبداللہ بن ابی کے بڑے تعریف سے ۵۷ھ ہوئے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے یار و مددگار چھوڑنا بجا لگا، پس وہ پیش نبوی کے اندر پر اگندگی اور پریشانی پیدا کرنے کے ارادے سے اپنی خاص فوجی کونٹ کے ساتھ واپس آگیا اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ بعض مخلص تاثیریں تھے اس بات میں بھی دلچسپی لی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ بن ابی اور اس کے مشرک گروہ کے جمالی صفایا کی اس طرح ذمہ داری لیں کہ ان سے جنگ کریں اور عینہ پھوڑنے اور ردیوں کے مقابلہ کے لیے مارچ کرنے سے قبل ان کا خاتمہ کر دیں اور اس میں ان مسلح منافقین کو آواز نہ ملے۔ جس طرح۔۔۔ مسلح نبوی افواج کو حذر رہنچانے کا مجنونانہ جذبہ دیکھتے تھے۔۔۔ اس فوج سے الگ ہونے تھا، درہن کا دستہ یہ اعلان کرتا ہوا مدینہ واپس آگیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب شمال کی طرف ردیوں کے مقابلہ کے لیے مارچ کرتے ہیں تو اپنے صحابہ کو اچھے کرتے ہیں تاکہ وہ بھی انہیں سبیلوں میں جکڑالیں، اس لیے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ردیوں کے حیاں کے مطابق (مدنی افواج کا صحیح اندازہ نہیں لگایا تھا)۔۔۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیال کرتے ہیں کہ ردیوں سے جنگ کو ناکھیل ہے؟ قسم بخدا اچھے آپ کے اصحاب کل دسیوں میں جکڑے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم — خداوند فرشتوں اور علم شمع شخص تھے کہ علم و بزرگوار
 ہر کوئی شخص آپ کے انتہاء کو نہ پہنچ سکتا تھا اور ایسے تجربہ کار تھے جو علم و اقدام سے
 قبل نتائج کا اندازہ کر لیتے تھے اور ان سب باتوں سے بڑھ کر آپ اپنے رب کے
 حکم سے بات کرتے تھے اس نے نہ چاہا کہ آپ عہد اللہ بن ابی ابراہیم بن قریظہ کے متعلق
 کوئی کاروائی کریں جنہوں نے فوج کو پہلے یا روم و گارچھوٹہ سے اور سلطانوں کی دعوت
 کو پورا پورا کرنے کا کوئی ذریعہ نہ چھوڑا، ایسے وقت میں جسے (موجودہ زمانہ) کے
 زبان میں، ایبر جنسی اور استثنائی حالات کا نام دیا جاسکتا ہے، عصری نظاموں
 ————— حتیٰ کہ جمہوری ممالک میں بھی ————— اس شخص کو جس کے متعلق ثابت
 ہو جائے کہ وہ مسلح افواج کو نقصان پہنچائے کہ اس سے اسے تھری ہی کاروائی کر
 رہا تھا، سخت ترین سزا دی جاتی ہے جو بعض اوقات موت تک پہنچتی ہے اور
 خصوصاً اس وقت جب وہ دشمن کے مقابلہ کے لیے تیار اور جنگ کے لیے جمع ہونے
 کی حالت میں ہوں اور عہد اللہ بن ابی ابراہیم کے دستے نے جس کے ساتھ اس نے
 فرمایا اور فوج سے اس کا جرد ہونے کے بعد اس کے الگ ہو گیا اس فوج کو
 نقصان پہنچانے کے لیے مکمل طور پر بھی کام کیا۔

لیکن رسول کریم نے رجب کو آپ حد و سب کے خطرے میں تھے، نفاق کے مترو
 افواج اور ان کے خبیث بیڑوں کی تادیب کے لیے کوئی کاروائی نہیں کی بلکہ اس وقت
 آپ کی زبان سے عہد اللہ بن ابی ابراہیم کی پاداش کے فعل پر کوئی مذمت کا کلمہ بھی
 نہیں سنایا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اور ان کے تصرفات سے
 تعاطف اختیار کیا اور مزاج کو لے کر سیدھے چلے گئے حتیٰ کہ تبرک پہنچ گئے اور اپنے
 مقاصد کو پورا کیا اور کامیاب و کامران واپس آئے اور بدعین المناقین اور ان
 کی پارٹی کے تصرفات آپ پر اثر انداز نہ ہو سکے۔

اور ان تعانات نے ثابت کر دیا کہ منافقین کے تصرفات اور ان میں سے فرج
 کی دلیلی اور حیش نبوی میں سپاہی اور سالار کے طور پر ان کی شمولیت کے بعد ان

کے علیحدہ ہونے پر، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت اختیار کرنا جس حکمت تھا اور وہ یوں کہ جیش نبوی سے ان منافقین کا ٹھکانہ خلیت جو انہم سے اس کے پاک ہونے کے قیام مقام تھا اور اگر وہ اس کی صفوں کے اندر داخل رہتے تو وہ عقیقہ مہم کے خطرناک نقصانات پہنچاتے اس لیے کہ وہ ہمیشہ ہی اس کے اندر ہتھ اندازہ بازی اور پریشانی پیدا کرنے کا باعث رہے ہیں۔

اور قرآن کریم نے اس حقیقت کو ثابت کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَوْ حُجِّجُوا فِيكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ

و ترجمہ اور اگر وہ تم میں شامل ہو کر ٹھکنے تو تمہیں فساد میں پڑھنا دیتے اور تمہارے درمیان فتنے کے ارادے سے گھوڑے دوڑاتے اور تم میں ان کی اطاعت کرنے والے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے۔

اور دہائی کچھ منافقین کے لیے عناصر بھی تھے جو عبد اللہ بن ابی اور الجدرین یس اور ان کی پارٹیوں کے اتفاق کا کم اظہار کرنے والے تھے۔ اور وہ جہانی اور اوجی طاقت سے۔ جو اوجی شمولیت اختیار کرنے کی قدرت رکھتے تھے اب عناصر مختلف جھوٹے عذرات کے ساتھ مذہب کرنے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپیل کرتے ہوئے کہ انہیں فوج میں شامل ہونے سے معافی دی جائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کوئی گفتگو نہیں کی احسان کے عذر کو قبول کر لیا اور انہیں جنگ میں شامل ہونے پر مجبور نہ کیا یہ خانی عناصر بہت پرشیدہ تھے جن کی تعداد انٹی پی ٹی آئی کیوں تک پہنچی تھی اور یہ ان عناصر کے علاوہ تھے جن کے ساتھ عبد اللہ بن ابی واپس لوٹ آیا تھا۔

منافقین کے سازشی افسانے کی تباہی | سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے

صحاب پر منافقین کا وہ پوشیدہ بغض و کینہ عقی نہ تھا جو وہ مسلمانوں سے رکھتے تھے ان کو مزہ پہنچانے کی رغبت اور امت اسلامیہ کو تباہ کرنے کی اندرونی کوششیں بھی ان کے پوشیدہ نہ تھیں حالانکہ یہ منافقین اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ وہ سلمان ہیں اور مسلمانوں کے مفاد کے حریف نہیں ہیں اور ان کے زعماء اور جیسے عبداللہ بن ابی بکر الخضر بن قیس، ان بدست مہی میٹنگوں میں شامل ہوتے تھے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کبار صحابہ کے ساتھ منعقد کرتے تھے، اس بات سے کہ منافقین کے یہ زعماء فقط ہر امت اسلامیہ کا جزو تھے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس علم کے کہ یہ منافقین ہیں ان کے ساتھ حرم برتاؤ کرتے تھے اور ان کے بہت سے تعزیرات سے درگزر کرتے تھے۔ جب تک وہ تعزیرات امن حد سے تجاوز نہ کرتے جو ان کے بیاد دل اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے بغض کے متعلق چھپائے ہوئے تھے اور جب تک امت اسلامیہ کے امن و سلامتی کو عملاً نقصان پہنچانے کے درجہ تک نہ پہنچتے پس جب منافقین اپنے تعزیرات ہیں اس درجہ تک پہنچ جاتے تو عیسیم اور داعا رسول ان کے خلاف کچھ کاروائیاں کرتے جو حسب اسلامیہ کے امن و سلامتی کی حفاظت کرتیں۔

اس لیے مسلمانوں کے جاسوس — جنہیں کجی کو نظام امن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ — ان منافقین کی نگرانی کرتے اور نظام امن کی ان منافقین کی شرابی کے نتیجہ میں ان گھناؤنی سرگرمیوں اور خفیہ میٹنگوں کا انکشاف کمال ہو گیا جنہیں یہ منافقین فوج کی سلامتی اور امت اسلامیہ کے امن پر تسلط پانے کے لیے منعقد کرتے تھے پس امن کے محققوں نے مدینہ میں سالار رسول کے پاس یہ خبر پہنچائی کہ وہ ان ایک اڈہ ہے جس میں اتفاق سے عمار غزوہ طبرہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور اس میں ان سازشوں کا حال ہوتے ہیں جو فوج کی سلامتی اور امت کے امن کے لیے خطرہ ہیں۔ درحقی طبرہ پر یہ اڈہ ایک یہودی کا گھر ہے جو باوجود مسلمانوں کی پناہ میں ہونے کے اس کا گھر ہونے سے قبل تخریب کار

اور اسلام اور مسلمانوں پر تسلط پانے والے عناصر کو ملاقات کی جگہ تھا اور اس یودی کا نام سولیم تھا۔

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ڈسے کی اور اس میں باقی ماندہ یودی کی مدد سے منافقین کی سازشوں کی کاروائیوں کی اطلاع ملی تو آپ نے مرید میں امن فوراً سرکھم دیا کہ وہ اس سازشی اڈے کو تباہ و برباد کر دیں اور وہ سولیم یودی کا گھر تھا۔ پس امن فوراً سرکھم نے سولیم یودی کے گھر کا محاصرہ کرنے میں سرگشت کا نام لیا جس میں اکثر طرز اس کے ساتھ ایک گھناؤنی مشینک کر رہے تھے پھر اسلامی امن فوراً سرکھم نے اکثر طرز سمیت اس گھر میں آگ لگا دی اور یہ آگ اس آگ (سولیم یودی کے گھر کو شریب کر گئی اور اگر اس میں جمع ہونے والے اکثر طرز کھڑکیوں سے پھلا لگیں لگا کر موت سے نجات نہ پاتے تو قریب تھا کہ وہ انہیں بھی شریب کر جاتی اور جس امن فوراً سرکھم نے آتش زنی اور سولیم یودی کے گھر کی تباہی کی کاروائی کا فائدہ کیا ان کی کٹان مشہور صحابی حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے کی۔

ابن ہشام نے ابن اسفخر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ کچھ منافقین سولیم یودی کے گھر میں جمع ہو رہے ہیں اور اس کا گھر ہا سو م کے پاس تھا وہ لوگوں کو غزوہ تبوک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہونے سے روکتے تھے پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو اپنے صاحب کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان سمیت سولیم کے گھر کو جلا دیں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے ایسے ہی کیا اور صحابہ بن علیہ نے گھر کی چھت سے حملہ کیا اور ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور آپ کے اصحاب بھی داخل ہو گئے اور وہ بھاگ گئے اور اس بار سولیم صحابہ نے کھاسے۔

بیت اللہ کی قسم قریب تھا کہ صحابہ اور ابن کبیر کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی آگ جو کہ کرستی اور وہ سویم کے گھر پہ بھاگئی اور میں اپنی ٹوٹی ہوئی
ٹانگ اور کستی پر بٹھرتا، تم پر سلاستی ہو میں دوبارہ اس قسم کا کام
نہیں کروں گا اور جس پر آگ جاری ہو جسے میں ڈرتا ہوں کدہ جلا
دے گی۔

اور ان ڈکٹیٹروں کے ساتھ جو کچھ ہوا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی
ڈکٹیٹروں کے اس اثبوت کو جلاسنے پر استفادہ کیا جس میں یہ عداوت کرتے تھے
اور وہ سویم یہودی کا گھر تھا اور آپ نے ان لوگوں میں سے جو سویم کے گھر میں
تھے جلا دیا آتش مرنے کے وقت کسی کو گر قتل کرنے کا حکم نہیں دیا حتیٰ کہ سویم یہودی
کے خلاف بھی آپ نے اس کے گھر کے جلاسنے کے سوا کوئی کاروائی نہیں کی۔

سب سے خطرناک اٹوہ | ڈکٹیٹر منافقین کی عداوت کے مقام، سویم یہودی
اس کے گھر کو اسلامی امن فورسز کے جلا دینے کے

باوجود یہ منافقین اپنے خفیہ اسباب سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کے اصحاب کے خلاف سازشیں کرتے رہے باوجود اس کے بلکہ نفاق میں داور
ملک چلے گئے اور اسلام اور اس کے شہداء جیسے نازیبا کا اظہار کرتے رہے اور اس
دورانی میں خفیہ طور پر اسلام اور اس کے نبی کے خلاف سازشیں کرتے رہے
اور انہوں نے اپنے بھراؤ اعمال اور اپنی خبیث سازشوں کے جال کے لیے
جنہیں وہ مختلف اسالیب سے اسلام کے خلاف کوشش و مشقت سے برابر
کھینچتے رہے، اس دین کی طرف اپنے اسباب کو پورہ ہٹائے رکھا۔

اور جب کہ مدینہ میں منافقین کا ایک ہی اٹوہ تھا جسے اسلامی امن فورسز
نے دریافت کر لیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ کے ساتھ
مدینہ کے مارچ کرنے سے قبل اسے تباہ کر دیا اور وہ سویم یہودی کا گھر تھا
بلاشبہ ان کا ایک اس سے بھی بڑا اور خطرناک اٹوہ تھا، جسے اسلامی امن تنظیم
نے مدینہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کے ساتھ جو کہ اسے ایسی کے

بعد ایاضت کیا پس آپ نے اس کے جلاسنے کا حکم دے دیا اور اس کی تباہی کا لام
کمل ہو گیا۔ اور وہ مسجد منار ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں آ رہا ہے۔

مناقیق نے مسجد کی ہر زیہ ایک اڈہ بنایا تاکہ وہ اسے اللہ اور اس کے رسول سے
جنگ کرنے اور سازشوں کے لیے طاقت کی جگہ بنائیں اور اس میں خزانے رکھنے والے
ہا سو سو سے مہتر۔ جس کی کوکہ وہ بظاہر مسجد اور فہ اس کے گھروں میں سے ایک گھر تھا
اور یہ منافقین کی ایک کاندائی تھی جو بہت خبیث اور خبیث تھی اور اس روم مسجد آگ
کو آگ سے جلاسنے کی کاروائی کمل ہو گئی جیسا کہ سوئم یہودی کے گھر کو جلا یا گیا اور
یہ تہوک سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد ہوا جیسا کہ اس کی تفصیل
اس بحث میں مختصر یہ بیان ہوگی۔ انشاء اللہ۔

فوج کے اجتماع کی تکمیل اور انتظامی تدابیر

کیا رمالہ اور صحابہ کے فیا منادۂ عطیات کے بعد مدینہ میں اسلامی فوج کے اجتماع کی تکمیل ہو گئی اور اس سے جن دستیاروں اور نقل و حمل کے لیے جن دنوں اور گھوڑوں کی ضرورت تھی ان کی تیاری بھی مکمل ہو گئی اور عطیات میں نوم کے مختلف گروہوں نے شرکت کی جن میں وہ عورتیں بھی تھیں جو اپنے گھر کے ایمان کے باعث — اپنے خاص زیورات سے فوج کی تیاری کے لیے عطیات اور صدقات دیتی تھیں۔۔۔۔۔ اس طرح فوج کے اجتماع کے مکمل اور تیار ہونے کے بعد اس کی تعداد — منافقین کے اس سے علاوہ ہو جانے کے بعد — پچیس ہزار چار سو تیرا دوں تک پہنچ گئی۔

رسول اعظم اور سالار اعلیٰ کی جانب سے مسلح افواج کے لیے حکم صادر ہوا کہ یہ فوج مدینہ سے شمال کی جانب مارچ کے لیے تیار ہو جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، فوج کے تمام عناصر و افراد اور سپاہیوں کو یہ اطلاع دے دی تھی کہ آپ ان کے ساتھ ان دو مہینوں سے جنگ کرتا چاہتے ہیں جن کے متعلق آپ کو اطلاع ملی ہے کہ وہ جریرہ عرب کی شمالی سرحد کے نزدیک منطقہ مسان میں جمع ہو رہے ہیں تاکہ وہ حصار نہ کھولیں اور قضاہیوں کے عرب عیسائیوں اور یحییٰ بن عیسیٰ کے مدد سے جو قسطنطنیہ کے بازنطینی تاج سے وابستہ تھے اس شاہ ہنری کو کثرت کوٹھنے کے لیے جریرہ عرب پر جنگ مسلط کر دیں جو کسریٰ پر دیر پر اپنی تباہ کن فزاعات کے نشہ میں زندگی بسر کر رہا تھا اسے اس

نے شکست دے کر اس سے تمام ہندوؤں کی تسکات چھین لیں جو ایرانیوں نے شام، ایران اور
کوچک دور افریقہ میں غصب کر لی تھیں۔

اور شاہ ہرقل مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے پر جوش و خروش تھا کیونکہ وہ اپنے
انجیل علم و اسرار کی بنا پر یقین رکھتا تھا کہ مسلمانوں سے جنگ کرنا ایک عظیم فعل
ہے کیونکہ محمد بن عبد اللہ ﷺ کے تائید یافتہ رسول میں جیسا کہ وہ اپنے ان
تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے تھے اور جیسا کہ شاہ ہرقل کو اس حقیقت کا یقین
ان کی بڑے سے پوپ نے دیا تھا اس وقت وہ لایا تھا جب شہنشاہ ہرقل نے اس کے
پاس پیغام بھیجا تھا کہ وہ اس کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے متعلق بیان
کرے اور اس سے یقین حاصل کرنے کے لیے مدد یافتہ کیا کہ کیا وہ منظر ہرقل میں ہے
جس کی صفات اور نمود کی ضرورت کا ذکر تورات و انجیل میں پایا جاتا ہے۔

اور میں معلوم ہے کہ اس شاہ ہرقل نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ
خط وصول کیا جس میں آپ نے اسے اور اس کی قوم کو کشتہ میں اسلام میں داخل
ہونے کی دعوت دی تھی تو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض حضرت
رحمہ کبھی کو تھا یا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ نبی منظر میں ہے وہ اپنے ان انجیل میں
لکھا ہوا پاتے ہیں اور اس نے حضرت رحیمہ کا مدد و رجاء احترام کیا اور اس نے رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی احترام کیا اور اس نے اپنی شہنشاہیت کے دینی لیڈروں اور کبار
تائیدین کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ سب کے سب اسلام میں داخل ہو جائیں کیونکہ
آپ کا دین عنقریب اپنے سب مخالفین پر غالب آ جائے گا اور آپ کی قوم ہر اس
قوم و فرس پر غالب آ جائے گی جو ان کی راہ میں روکا دے گی خواہ وہ کوئی بھی ہو
لیکن بڑے بڑے پادریوں اور ایسوں اور فرجی حضروں نے شہنشاہ ہرقل کے مشورے
کو کینہ سے دیکھ کر دبا دبا کر اس کے اس مشورے پر تامل حاصل ہو گئے اور اس کی غیبت کے
لیے اس کے خلاف انصاف برپا کرنے کی کوشش کرنے لگے لیکن وہ اپنی دانشمندی
سے ان کو ہر سکون کرنے میں کامیاب ہو گیا اور وہ ہر سکون ہو گئے اور وہ شہنشاہیت

کے تحت پر تانہ نہ دھنی کہ اس نے اور انہوں نے اس بادشاہ کی ان توفیق و کرم کو اس وقت تک کیا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی افواج رومی شہنشاہیت کی ان تمام شکست پر تانہ ہو گئیں جو محمد و اس سے پار شام، مصر اور شامی افریقہ میں تھیں اور شاہ برقی نے انہیں شہر میں بنایا تھا کہ جب وہ اس کے مشورے کو نہیں مانیں گے اور اسلام میں داخل نہ ہوں گے تو یہ بانٹ ہنقریب دو نما ہوگی۔

جیسا کہ معلوم ہوتا ہے شاہ ہرقل جیش نبوی کے ساتھ کسی فوجی مقابلے میں قتل ہوئے کہ یہ پڑجوش نہ تھا کیونکہ جسے علم تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مؤید من اللہ ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے سیاستدانوں، پادریوں، شہنشاہیت کی فوج کے فوجی افسروں نے شہنشاہ پر دباؤ ڈال دیا کہ وہ جزیرہ عرب کی حدود پر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادے سے اپنی افواج کو جمع کرے کہ اس نے باول خواستہ اور اس فوج کی کامیابی کا قائل ہوئے بغیر ایسا کیا اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جب اس بادشاہ کو جیش نبوی کے ہرک پہنچنے کی اطلاع ملی تو وہ و شام پر نزدیک ہے تو اس نے اپنی افواج کو مستقر کر دیا اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے خیال سے اجھڑا کر دیا اور پہلی کو ایک نرم اور جذباتی حکم کر دیا جس میں ذاتی طور پر تسلیم کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ مسلمانوں میں جن کا ذکر انجیل میں بیان ہوا ہے جیسا کہ اس کتاب میں اس کی تفصیل ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتقاء ہی طور پر اسل
مریتہ کا نائب امیر یہ دستور تھا کہ آپ جب کبھی جنگ یا کسی اور کام کے لیے دین کو چھوڑنے کا ارادہ کرتے تو دار الخلافہ میں اپنے اصحاب میں سے کسی شخص کو اس کے امور کے انتظام کے لیے اپنی نیابت میں حاکم بنا کر چھوڑتے

۱۔ شاہ ہرقل کے واقعہ کی تفصیل ہماری ساتویں کتاب غزوہ سورہ میں دیکھیے۔

حتیٰ کہ آپ اس کی طرف واپس آجائے اور اس وفد آپ رضی اللہ عنہ وسلم نے مرینہ اور اس کے نواح پر حضرت سباع بن عرفطہ غفاریؓ کو حکم فرمایا کیا۔

پس آپ نے مرینہ سے قریح کے ساتھ مارچ کرتے سے قبل ایک اربابی فرمان جاری کیا جس کے مطابق آپ نے حضرت سباع کو مرینہ کا امیر مقرر کیا اور حضرت سباع مرینہ کے باشندے سے نہ نئے بلکہ غلام اسکے بدوی کستانی قبیلے سے تھے جس کے دیر خالٹا کر اور مرینہ کے درمیان بدوی کی خواہش تھی اور بلکہ شہید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تعصبت میں اسلام کی لائی ہوئی مساوات کا خلاصہ پایا جاتا ہے اور اس کے ذریعے آپ نے عنصرت اور جاہلی خباثت تعصبات کا خاتمہ کر دیا اور آپ نے اپنی غیر جانبداری میں اہل مرینہ پر ان میں سے کوئی امیر مقرر نہ کیا بلکہ ان پر ایک بدوی کو امیر مقرر کیا جس کی سابقہ اسلام نے اسے اس نالائق بنایا کہ وہ انصار و عجمین کے درالخللہ کا امیر ہو۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عزیز اور حضرت علی بن ابی طالب کو مرینہ میں بھیجے چھوڑا اور آپ نے انہیں امیرین کر نہیں چھوڑا آپ نے انہیں صرف اس لیے بھیجے چھوڑا کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص کاموں میں مصروف رہیں اور وہ آپ کے اہل عمار کے کاموں کی دیکھ بھال تھی اور منافقین نے حضرت علیؓ کے متعلق — جیسا کہ فتنہ اور پریشانی پیدا کرنے کے واسطے ہیں ان کا طریق تھا — الزام ڈرا دیا اور کہنے لگے محمد رسول اللہ علیہ وسلم ہمارے انہیں بوجھ غموس کرتے ہوئے اور ان سے ہٹا ہونے کے لیے بھیجے چھوڑا ہے منافقین کے اس خبیث قول نے امیر المؤمنین حضرت علیؓ آپ کے حالات میں سلسلہ کی شدت کتب میں دیکھیے۔

حق تعالیٰ نے اہل بیت علیہم السلام کو ایسا ہی کرنا چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے — اور آپ اہل بیت سے نہیں مل کے غاصلے پر پڑاؤ لگے ہوئے تھے — اور منافقین نے مدینہ میں جو بڑی اور تکلیف دہ بات مشہور کی ہوئی تھی اس کی آپ کو اطلاع دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نبی اللہ منافقین کا خیال ہے کہ آپ نے مجھے بوجہ محسوس کیا ہے اور آپ مجھ سے چلے ہوئے ہیں۔ سو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اطمینان دلایا کہ یہ قول محض افتراء ہے اور آپ سے انتقام کی کوئی پروا نہ کریں اور مدینہ واپس چلے جائیں تاکہ موعودہ طویل ہو جائے ان کے سپرد کی ہے اس سے مسلسل ادا کرتے رہیں، آپ نے انہیں فرمایا انہوں نے جھوٹ بولا ہے، میں نے تو آپ کو ان کے لیے نیچے چھوڑا ہے جو میں اپنے نیچے چھوڑ آیا ہوں، واپس چلے جائیے اور میرے اور اپنے اہل میں میری جانشینی کیجیے اسے علی کیا آپ پسند نہیں کرتے کہ آپ کو مجھ سے وہی مقام حاصل ہو جو حضرت ابراہیم کو حضرت مرسلے سے تھا یاں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس آگئے اور منافقین کی افراہوں سے تباہی اختیار کیا اور مدینہ میں رہ کر اپنے اہل اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل کے امور کی نگرانی کرتے رہے حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تنوک سے واپس آگئے۔

جیش نبوی کے اجتماع و تیاری کے دوران دو گریہ کنناں مومنین کا حال

کے کچھ ایسے عناصر بھی تھے جو جسمانی اور مادی طور پر اس عظیم فوج میں عربی مشاکمت کی قدرت دیکھتے تھے جن کے متعلق طے ہو چکا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ دمیوں سے جنگ کرنے کے لیے مایوس کریں گے لیکن یہ عناصر پیچھے رہے اور انہوں نے مختلف بناوٹ اور جھوٹے عذرات کی بدولت

جنگ میں شمولیت نہ کی اور یہ عناصر مرزا علی قلی تھے۔

اور دوسری جانب اپنے گمراہ اور کوس عناصر جو نمایاں ہوئے جو قدرت رکھتے
 واسطے اور پیچھے رہتے واسطے منافقین کے کھلاٹ تھے یہ عناصر رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شمولیت کے لیے شوق سے سوختے تھے اور اس کے
 آرزو مند تھے اور یہ نہ جی اور عسجدی لحاظ سے مشارکت پر قدرت رکھتے تھے لیکن
 اپنی تھا جی کہ وجہ سے مادی قوم پر قدرت نہ رکھتے تھے ان کے پاس نہ ذلک نہ مال نہ
 کاسمان تھا اور نہ ظرائف و ریشہ خانی جس کے ساتھ وہ اس جنگ میں شامی ہو سکتے
 جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو بلایا تھا۔

پس یہ عناصرز اور یہ مہات جہان تھے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے کہ شاید وہ آپ کے پاس وہ چیز پائیں جس سے وہ جنگ میں شریں ہو سکیں لیکن حضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے — جو صدق و سچدوقی تھے — انہیں بتایا کہ آپ کے پاس ان کی خواہش کو پورا کرنے کا کوئی سہارا نہیں، اقو وہ جسار فی سبیل اللہ کے شرف کے کھولے پر حسرت سے روتے ہوئے واپس آگئے۔

ابھی اچھی نے بیان کیا ہے — پھر کچھ مسلمان فوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ گریہ کرنے والے تھے اور وہ انصار وغیرہم کے ساتھ آدمی تھے اور وہ بنی نضیر بن حوث کے تھے۔

حضرت سالم بن عبد اللہؓ، بنی حارثہ کے بھائی حضرت عجلہ بن زیدؓ، حضرت ابوسلمہؓ

[illegible]

حضرت ہرمی بن عبد اللہ، حضرت عرار بن ساریہ، فزاعی، پسر، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی اور یہ لوگ ضرورت مند تھے آپ نے فرمایا میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱)

اور ابن اثیر نے اس حدیث میں بیان کیا ہے کہ یہی بات صحیح ہے اور اس کے سوا جو کچھ بیان ہو رہا ہے اس کا کچھ اجماع نہیں ہے۔

سے عبد اللہ بن مغفل بن عبد بن عقیق اللہ بعض نے عبد شمس بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ جبر بنی اہل بنی ہاشم سے تھے اور آپ کی کنیت ابو سعید تھی، حدیث میں حاضر ہوئے تھے آپ اصحاب الشجرہ میں سے تھے اور مزنیہ کے جنگل کے باشندے تھے اور مزنیہ ایک بہادر اور مبارک قبیلہ ہے جس کے اسلام میں شاندار اور بزرگ کا رشتہ ہے اس قبیلہ نے نعمان بن مقرن کی مدد سے اور خلیفہ صدیق کی ممان میں مدینہ کو حبس و تحریر و طبع بن خویلد اور عقیق بن حصن اور ان دونوں کی قوم ہاشمیہ سے بچانے کے لیے فعال مشارکت کی..... حضرت عبد اللہ بن مغفل نے مدینہ میں سکونت اختیار کی پھر بعد از انتقال ہو گئے اور جب مسلمانوں نے ایران کو فتح کیا تو آپ دستر شہر کے دروازے میں داخل ہوئے اسے پہلے شخص تھے اور آپ روادۃ حدیث میں سے تھے.....

آپ سے حضرت حسن بصری، ابو العالیہ، اور عبد اللہ بن الشخیر کے دونوں بیٹوں مطرف اور یزید، اور عقیق بن مہمان، ابو الواضع، معاویہ بن قمرہ اور حمید بن جلال وغیرہم نے روایت کی ہے..... آپ نے مشورہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے سترہ میں عید اللہ بن ریا کی امارت کے زمانہ میں بصرہ میں وفات پائی ہے۔

عاشیہ صفحہ ۲۱

۲۲

سے ہرمی بن عبد اللہ بن ریانہ، الدوسی، الانصاری، الواقفی، آپ اسلام کے صحابہ

(باقی حاشیہ صفحہ ۲۱)

تھمادی سواری کے لیے کچھ نہیں پتا تو وہ واپس چلے گئے اور اس غم کے باعث کہ ان کے پاس
تقریب کرنے کو کچھ نہیں ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان پاکیزہ جوانوں کو معزز و مقرر دیا اور قرآن میں ان کی تعریف
کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

وَلَا عَلَى الَّذِينَ فَمَعْلُومٌ

(ترجمہ) اور نہ ان لوگوں پر کوئی الزام ہے کہ جب وہ آپ سے سواری کیجئے
آئے تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس تھمادی سواری کے لیے کچھ نہیں تو
وہ واپس چلے گئے اور غم کے باعث ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

میں سے تھے اور جنوک کے سوا تمام معرکوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ شافی ہوئے۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتے تھے، بہت سے تابعین نے آپ
سے روایت کی ہے اور آپ ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مشہور
حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں مؤثر نصیحت کی
جس سے آنکھیں رواں ہو گئیں اور ان خوفزدہ ہو گئے اور ایک شخص نے کہا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت ہے آپ ہمیں کیا نصیحت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا
میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے اور سچ و اطاعت کرتے کہ نصیحت کرتا ہوں
خود جیٹھی غلام کی سچ و اطاعت کرنی پڑے اور تم میں سے جو شخص زندہ رہا وہ
حقیر بہت سے اہل غلات کو دیکھے گا۔ بہت سے اجنباب اختیار کرو بلاشبہ
وہ غلات ہیں اور تم میں سے جس شخص نے وہ نشانہ پایا اس پر میری سنت اور عفتاً
ناشرین حدیث کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا لازم ہے۔

حضرت عرباضہ نے مشہور میں بوقت پائے۔

رحمہ اللہ (مؤخرہ) ص ۹۲ - ۹۳

کہ اس کے پاس خرچ کر کے کو کچھ نہیں، الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو
 عالم ہوتے ہوئے آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں۔ انھوں نے عورتوں
 کے ساتھ دہنا پسند کیا اور اللہ نے ان کے دلوں پر عسکر لگا دیا اور انہیں
 علم نہیں ہے۔

فصل سوم

- جیش نبوی کا شمال کی طرف مابرج کرنا۔
- ان گرتہ کنان بوگوں کا حال، جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوز و غم قرار دیا۔
- جیش نبوی سے پیچھے چھوڑے گئے تین آدمیوں کا حال۔
- فوج کے ائمہ منافقین کے بڑے اعمال۔
- فوج کے ربابہ عمرو سے گذرنا اور ان میں داخل ہونے سے روکنا۔
- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فوج کے ساتھ تبوک پہنچنا۔
- حدودِ مدینہ کی کوئی نشان نہ ہونا۔
- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجۃ الوداع کے خطبہ کی طرح خطبہ دینا۔
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب خصوصاً آپ شمال کو جا چلتے تو اس وقت فوج کو دینے کے شمال میں الجرف میں بڑا ڈاکرے کا ٹکڑا دیتے اور آپ نے الجرف میں اپنی چھاؤنی قائم کی حتیٰ کہ فوج کی تحشید و تحجیر مکمل ہو گئی اور وہ منافقین کے نقشہ کام کے علاوہ ہر جہانے کے لیے تیس ہزار تھی، اس میں کچھ منافق عناصر بھی تھے جو فوج میں انوار میں اثرانے کے دروے سے باقی رہ گئے تھے بلکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت قتل کرنے کی کوشش کی جب آپ فاتح بن کر حبکہ سے واپس آ رہے تھے جیسا کہ اس کتاب میں اپنے مقام پر ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

انجرت میں فوج کے اجتماع کی تکمیل کے بعد آپ نے اس کے سالار اور علمبردار معزز کیے اور علمبرداروں میں سے چار سالار بیعت نمایاں تھے۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بڑا جھنڈا آپ کو عطا فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوج میں اعلیٰ عہدہ کے حامل تھے۔

۲۔ حضرت زبیر بن العوام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بڑا جھنڈا آپ کو عطا فرمایا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت زبیرؓ، حضرت ابو بکرؓ کے بعد دوسرے فوجی عہدے پر آتے تھے کیونکہ لوگوں کو ایسا سے بڑا ہونا ہے۔

۳۔ اسی وقت دونوں کے بعد حضرت مسیب بن عمیر کا فوجی عہدہ آتا ہے جنہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جھنڈا دیا تھا۔

۴۔ حضرت ابو وجہہؓ، سماک بن خنسلہؓ، اُحد کے مشہور ہیرو، آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خنسلہ کا جھنڈا عطا فرمایا اور خنسلہ ہمیشہ تمہاد میں اوس سے

ملنے کوئی صاحب اس امر سے پریشان خاطر نہ ہوں کہ حضرت ابو بکرؓ کو بھی آپ نے بڑا جھنڈا عطا فرمایا اور حضرت زبیرؓ بن العوامؓ کو بھی اپنا بڑا جھنڈا دیا۔ اس بات سے کہ عربی زبان میں بھٹنے کے لیے کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں آپ نے حضرت ابو بکرؓ کو جو جھنڈا دیا اس کا نام عربی زبان میں تو اس سے اور جو جھنڈا مسیبؓ نے حضرت زبیرؓ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا اس کا نام دایقہ ہے۔ متفقہ رائے کہ جھنڈا دایقہ سے بڑا ہوتا ہے۔ چاروی زبان میں چونکہ اتنی وسعت نہیں کہ وہ عربی زبان کے ہر لفظ کے صحیح مفہوم کو ادا کر سکے اس لیے جسے ترجمہ میں دونوں کا ترجمہ جھنڈا ہی کیا ہے اور اس نوٹ کے ذریعے اصل حقیقت کی توضیح کر دی ہے۔

واللہ اعلم

رازدہ ہوتے تھے۔

۴۔ حضرت زبیر بن ثابتؓ — آپ زحران تھے — رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غزوہ کے بعد بنی مالک بن النجار کا جھنڈا عطا فرمایا اسی سے اس جھنڈے کی نسبت سے جسے حضرت ابو دجانہؓ اٹھا لے جوئے تھے دوسرا جھنڈا اخیل کیا جاتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نجار کا جھنڈا حضرت عمارہؓ بن حزم کو عطا فرمایا پھر اسے ان سے لے کر حضرت زبیر بن ثابتؓ کو دے دیا، حضرت عمارہؓ کو کھایا یا رسول اللہؐ شاید آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں، آپ نے فرمایا قسم بخدا ہمیں، لیکن قرآن کو مقدم کرو اور زبیرؓ تجھ سے قرآن کے ذریعہ اخذ کرنے والے ہیں اور قرآن مقدم کرتا ہے خواہ کٹھا غلام ہی ہو۔

اور کسی مورخ نے دستوں کے امراء اور صحابہ میں انصار اور قبائل کے فریق جھنڈوں کے حاملین کی پوری تفصیل بیان نہیں کیں جیسا کہ انھوں نے فتح مکہ کے متعلق بیان کی ہیں۔

۵۔ ان مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کی بھرتی کے وقت — تقریباً دس طرح اختیار کیا جو آپؐ نے قدیم میں فوج کی بھرتی کے وقت اختیار کیا تھا اور وہ فوج مکہ کی طرف جاتے ہوئے اپنے راستے میں تھی۔

ان مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے — فوج کی بھرتی اور اپنی افواج کی تنظیم کے وقت — انصار کے تمام بچوں کو حکم دیا کہ وہ نواح اور راقۃ بنا لیں اور عرب قبائل میں بھی دایات اور لویجے بھی لے لیں اور آپؐ نے اس اور فوج کو حکم دیا کہ وہ ان کے علمبردار رہیں جو فوج کو زیادہ آگے کرنے والے ہوں اور حضرت ابو زبیرؓ، بنی عمرو بن عوفؓ کے علمبردار تھے اور حضرت عمارہؓ بن حزمؓ بنی سلمہ کے علمبردار تھے۔

۶۔ وہ آپ کے حالات ہمارے کتاب غزوہ حنین میں دیکھیں گے معاذی الواقری جلد ۱۰ ص ۱۰۹

فوج میں گھڑ سوار فوج | اس زمانے میں گھڑ سوار فوج، طاقتور فوج تھی جس پر سپاہی اور خصوصاً عربی اعتماد کرنے کے لیے کرکٹ

اس جنگ کے لیے اہم وسیلہ تھے جب دہائی عربی طرح لڑ سکتے تھے کیونکہ انہوں نے انہی جنگوں میں پرورش پائی تھی اور ان کے وسیع صحرائی علاقے انھوں نے تربیت کرنے اور ان کی فٹنس پر جنگ جنگ کی مہارت حاصل کرنے کے لیے مناسب جگہ تھے اور اس دور کی گھڑ سوار فوج کی اہمیت کو اس زمانے میں بکتر بند گاڑیوں سے تشبیہ دی جا سکتی ہے کیونکہ اس زمانے میں سپاہی ہمیشہ ہی ہڑال میں گھڑ سوار فوج سے کام لیتے تھے جیسے آج بکتر بند گاڑیوں سے کیا جاتا ہے۔

اور اس فوج کی اہمیت کے پیش نظر جس کی منقریب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذمہ داری لینے والے تھے اور اس وجہ سے کہ آپ شنشائیت کی افواج سے مقابلے کا عزم کیے ہوئے تھے جو مختلف سطحوں پر بہت سی فوجی طاقتوں کی مالک تھیں آپ کی خواہش تھی کہ آپ کی فوج میں گھڑ سوار فوج ایک طاقتور قوت ہو اور آپ کی یہ خواہش پوری ہوئی، فوج کا پیسل حبیبہ گھڑ سواروں کا تھا اور یقیناً اونٹ سوار تھے اور جنگ میں اونٹوں کی اپنی اہمیت ہے اور رمی اور پراپی اور کسی چیز سے نہیں ڈرتے، ہاں گھوڑوں کے بعد اونٹ دوسرے درجے پر آتے ہیں اور جب ہم اس بات کا استغناء کریں کہ گھوڑے سرعت حرکت اور خنہ قوت کے پھلا گئے اور جنگ کے دوران ٹیلوں پر چڑھنے اور اترنے میں اونٹوں پر اہمیت رکھتے ہیں تو یہ اونٹ جنگ میں اور مفاہمیت کے لحاظ سے ٹینک کی بہ نسبت نصف مجزرہ سے مشابہت رکھتے ہیں اور جس فوج کا تھائی حبیبہ گھڑ سوار ہو وہ مسلمانوں کی نسبت سے جو غرہ ندران صحرا تھے انہوں نے فوج کی ہتھیار بند ہی کے عظیم انقلاب پر دلالت کرتا ہے، ابھی آپ نے — تنوک کی طرح مارچ کے وقت — روم و ایران کی فوجوں کے میدان جنگ میں دکھایا تھا۔

اور جب ہم گھوڑا پیچھے کی طرف رج کریں تو ہم مسلمانوں کو اپنے سوا میں ابو موسیٰ
تھا اور ہجرت کے دوسرے سال ہوا تھا ایسا باتے ہیں کہ ان کے پاس ایک گھوڑے
تھے گھوڑوں کے سوا کچھ نہیں تھا اور اسی طرح گھڑ سوار قوت میں سے جنگ ابھڑ
میں ہیں ان کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا۔

اور عبداللہ بن ابی بکر نے گھڑ سوار قوت کی جو سب سے بڑی فتح — تبوک سے قبل
تھی وہ فتح مکہ اور غزوہ حنین میں تھی اور وہ دو ہزار چار سو اسی سوار تھے
غزوہ بدر کا واقعہ ہے جو شبہ جیش نبوی میں گھڑ سوار قوت کا انقلاب جلو آیا۔
ابو شامیہ اس بات کی طرف راجع ہو کر بہت سے صحابی لوگ اسلام میں داخل ہو گئے
جو گھوڑوں کے صحیح کرنے کی مانند کوئی رغبت نہ رکھتے — اور ایک سال سے
بھی کم عرصے کے بعد جیش نبوی میں گھڑ سوار قوت دو ہزار چار سو اسی سے بڑھ کر
دس ہزار سوار تک پہنچ گئی جب کہ فتح مکہ اور غزوہ حنین شدہ میں ہوا تھا
غزوہ تبوک شدہ میں ہوا۔

واقعی نے اپنے معاذی کی جلد ۳ کے مکتبہ پر بیان کیا ہے کہ مودعین نے
بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین ہزار فوج تھی اور دس ہزار
گھوڑے تھے۔

اور غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ سوار قوت سے بہت
استفادہ کیا اور آپ نے جنگ میں جو دُور دوازا مسافتوں کے طے کرنے کا تھا
کئی ہے اس سرایح الحریک قوت سے کام لیا اور جب آپ تبوک میں تھے ابو عقیل
فتح کے اپنے خاصہ پورے کو لینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسافر خالد بن ولید کو چار سو جانبا زدن کے ساتھ جو سب کے سب گھڑ سوار تھے
دو مہر الجندل کی ملکیت کو تارے بنانے کے لیے بھیجا اور وہ دو مہر الجندل کے بلاتلہ
اکابر کی افواج پر شعلہ برہگئے اور انھوں نے اس بادشاہ کو قیدی بنا لیا
کہ اس کی تفصیل مختصر یہ اپنے موقع پر بیان ہوگی۔

اور فوج کے جو کہ کسی طرف ہاجہ کرنے سے قبل رسول اللہ علیہ وسلم نے ایک حکم صادر فرمایا جس کے بموجب آپ کے ہر اس انسان کو اس تاریکی غز وادی میں اپنے ساتھ شامل ہونے سے روک دیا جب تک وہ جنگ کے ضروری سامان گھڑان اور ہتھیار یعنی گھوڑے اور اونٹ سے مکمل طور پر تیار نہ ہو اور آپ کے یہ حکم بعد مسافت اور گرمی کی شدت کی وجہ سے دیا اور اصحاب میر و معاذی نے یہاں کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ — ہم سے ساتھ صرف صاحب قوت ہی نکلے — یعنی ایک شخص ایک سرکش اونٹ پر نکلے تو اس نے اسے گرا دیا اور لوگ کہنے لگے شہید، شہید، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ — جنت میں صرف مومن داخل ہوگا — یا افسس مومن داخل ہوگا — اور منافقان جنت میں داخل ہوگا اور اس شخص کو اس کے اونٹ سے سویرا دیں گرا دیا تھا اور یوں ماورجہ میں رسول اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ چالیس ہزار ہاتھیوں تک پہنچی ہوئی تھی انہوں کی طرف روانہ ہوئے اور منافقین کی وہ تمام کوششیں بیکار ہو گئیں جو انہوں نے اس فوج کی واعدت کو پورا پورا کرنے اور اختلاف پیدا کرنے کے لیے کی تھیں تاکہ وہ جنگ بیکار ہو جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کثرت تعداد کے لحاظ سے اور ان مقاصد کی اہمیت کے لحاظ سے جنہیں اس جنگ نے پورا کیا تھا اس سے بڑی عسکری کاروائی تھی اور وہ اس وادی شنشاہت کو غور نہ کرنا تھا جو اس وقت — ایرانی شنشاہت پر فتح پانے کے بعد — دنیا کی سب سے بڑی تھی تھی اور یہ شنشاہت بھی اپنی عظیم فوجی و فنی و جہیں اس نے بزرگ عرب کی حدود پر جمع کر دیا تھا انہوں کے پاس نے آئی اور یہ کام اس سے صرف اس علم کے ہونے پر کیا کہ عیسیٰ نبوی جو کہ پہنچ گیا ہے —

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہنے والے چار مومنین اور ان کے

حصہ دین میں سے چارہ اشخاص کے سوا جو سب کے سب انصاری تھے، کوئی شخص کسی عذر کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں دیا اور یہ چاروں بھی کسی مسئلہ اور نیابت کی بنا پر کچھ نہیں رہے، صرف انہیں بشری کمزوری سننے آ لیا اور وہ رسول کی نسبت ان پر زیادہ اثر ڈالا اور یہ اشخاص حضرت کعب بن لکھ، حضرت بلال بن اُمیہ، حضرت مراد بن الریح، اور حضرت ابو نعیمہ تھے۔

حضرت ابو نعیمہ نے تدلیک خواہشات و مرغیبات کے آگے اپنی بشری کمزوری پر متغلب ہو گئے اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملنے میں سرعت کام لیا اور دوسرے تین اشخاص ہم پیش میں کھینچے رہے اور بشری کمزوری نے انہیں روک لیا وہ ہر روز کہتے ہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا نہیں گئے حتیٰ کہ ترک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ختم ہو گیا اور آپ مدینہ واپس آ گئے اور آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ان کی تادیب کے لیے ان کا مقاطعہ کر دیں کیونکہ انہوں نے فوج سے تخلف اختیار کیا ہے اور اس میں بھرتی لازمی تھی اور مسلمان ان تینوں سے بات نہ کرتے حتیٰ کہ انہیں تنباہ کن تعبیاتی عذاب نے آ لیا جسے اللہ ہی جانتا ہے اور یہ ان کی صفائی کے لیے تھا اور وہ پچاس سے کچھ اوپر رہیں اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ قرآن ان کی توبہ کا اعلان کرتے ہوئے نازل ہوا اکیسویں دن کوئی ایسا شاہد نہ تھا جو ان کے ایمان و اسلام میں کسی جانب

ملے آپ کے حالات ہماری کتاب غزوہ بدر میں دیکھیے۔

تھے بلال بن امیر بن عامر بن قیس بن عبد اللہ بن عبد الوسی الانصاری آپ بدر و احد میں شامل ہوئے آپ قدیم الاسلام تھے اور آپ بنی واقف کے اصحاب کو قتل کرتے تھے اور فتح مکہ کے روز ان کا جھنڈا بھی آپ کے پاس تھا۔

مسک مراد بن الریح بن ربیع بن عدی بن زید الانصاری آپ بدر میں قتل ہوئے۔

میں آمیزش کرتا، لیکن انسان عطا کا پتلا ہے اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ان میں پیچھے رہنے والے بندگان کا واقعہ ہم اس کتاب کی آئندہ فصول میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

حضرت ابو خثیمہ جنہوں نے اپنے نفسِ امارہ کو شکست دتی اور اپنی بشری کمزوری کی مقامِ موت کو کچل ڈالا، ہم انہیں کہتے ہیں کہ وہ اپنے دلچسپ واقعہ کو ہم سے بیان کریں، جس میں بہت سی جہتیں ہیں اور اس میں یہ بھی ہے کہ شیطان ہر شان کی حقیقت کو صحابہ کے بہترین اشخاص کی بھی نگاہ میں نہ کرے۔ پکڑا لیتا ہے لیکن اہم بات یہ ہے کہ مومن اپنی نگاہ کو اس کے پکڑا لینے کے بعد شیطان سے کیسے چھڑاتا ہے جیسا کہ حضرت ابو خثیمہ نے کیا جس کے اسلامی وجدان کی قوت ان کی بشری کمزوری پر غلبہ ہو گئی اور آپ نے شیطان کو — اس کے کامیاب ہو جانے کے بعد — غصے سے بچتے ہوئے چھوڑ دیا۔

حضرت ابو خثیمہ مومن تھے جن کے اسلام کے متعلق شک نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی آپ پر عیب لگایا جاسکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی کسے دس دن بعد آپ واپس آئے اور ایک گرم دن میں اپنی دو بیویوں کے پاس آئے اور آپ نے ان دونوں کو اپنے اپنے چھپڑوں پر پایا اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے چھپڑ پر چھڑکا ڈالا اور اس میں آپ کے لیے پانی ٹھنڈا کیا اور آپ کے لیے کھانا تیار کیا، پس جب آپ ان دونوں کے پاس پہنچے تو آپ نے دونوں چھپڑوں پر کھڑے ہو کر کہا — سبحان اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے پیچھے تصورِ معاف کر دیے گئے ہیں وہ دھوپ، ہوا اور گرتی میٹھی گردن پر اپنے تنہا اٹھائے ہوئے ہوں اور ابو خثیمہ عقیقہ سے سالیوں تیار کھانوں اور دو خوبصورت بیویوں کے ساتھ اپنے دل میں تعظیم جو ایہ کوئی انصاف نہیں ہے پھر کہنے لگے خدا کی قسم میں تم دونوں میں سے کسی کے چھپڑ میں داخل نہ ہوں گا حتیٰ کہ نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جانوں واپس آپ سے اپنے تعلق

کو بٹھایا اور اس پر اس کا پالان کسا اور زاد و نالہ لیا اور دعائے ہو گئے اور آپ کی دونوں
جہیزیاں آپ سے باتیں کرتے گئیں اور آپ ان سے بات نہ کرتے تھے حتیٰ کہ آپ نے
داودی القرنی میں حضرت حمیر بن دحب الجعفی کو پایا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس جانا چاہتے تھے آپ نے انہیں ساتھ لیا اور دونوں ایک دوسرے کے
ساتھ بن گئے اور جب وہ تبوک کے نزدیک آئے تو حضرت ابو خثیمہؓ نے کہا اے
حمیر! میرے کچھ گناہ ہیں اور آپ کا کوئی گناہ نہیں ہے اور آپ کے مجھ سے
کچھ نہ جتنے میں کوئی حرج نہیں ہے تاکہ میں آپ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس جاؤں، حضرت حمیر نے ایسے ہی کیا اور حضرت ابو خثیمہؓ روانہ ہو گئے
اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نزدیک ہوئے — آپ تبوک میں
اتومے ہوئے تھے — تو لوگوں نے کہنا یہ مسافر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ابو خثیمہ ہو گا، تو تبوک کہنے لگے یا رسول اللہ! ابو خثیمہ ہیں اور جب
آپ آگے تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اسے ابو خثیمہ تھو پر انہوں نے پھر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اصل حالات بتائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا بہت اچھا
اور آپ کے لیے ڈھانپ فرمائی۔

اور غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ جتنے والوں اور آپ
سے جاملنے والوں میں حضرت ابوذر غفاریؓ بھی تھے آپ اپنی سواری کے اونٹ کی
کو درہی کی وجہ سے کچھ رو گئے جو — اپنی لاغری کے باعث چلنے سے عاجز
تھا پس آپ نے اُسے چھوڑ دیا اور پیادہ پا چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے جا ملے۔

واقعی نے بیان کیا ہے: حضرت ابوذرؓ فرمایا کرتے تھے: میں نے غزوہ

ملے آپ کے حالات ہماری کتاب صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھ لیے۔

تبوک میں اپنے اونٹ کی وجہ سے تاخیر کی جو کمزور اور لاغر تھا، میں نے کہا میں اسے
چند دن چارہ ڈالتا ہوں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں گا۔ سو
میں نے اسے چند دن چارہ ڈالا پھر میں نکلا اور حسیب میں ذوالحرفہ میں پہنچا تو وہ چلنے
سے عاجز ہو گیا میں نے چند دن اس کا انتظار کیا اور میں نے اس میں کوئی حرکت
نہ دیکھی تو میں نے اپنا سامان اپنی پشت پر اٹھا لیا اور شدید گرمی میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیدل روانہ ہو گیا اور لوگ متفرق ہو گئے اور میں نے
مسلمانوں میں سے کوئی شخص اپنے سے ملتے نہ دیکھا اور میں نصف لٹھار کے
وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مجھے سخت پیاس لگی تھی ایک
دیکھنے والے سے کہتا ہوں کہ دیکھا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ یہ شخص اکیلا ہی رہا
پرچل رہا ہے اور سوا کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، ابوذر ہو گا، میں جب
لوگوں نے مجھے غور سے دیکھا تو کہنے لگے، یا رسول اللہ! یہ ابوذر ہیں، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ میں آپ کے نزدیک آگیا تو آپ نے فرمایا
ابوذر کو خوش آمدید، جو اکیلا ہی چلتا ہے اور اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھا یا
جلنے کا آپ نے فرمایا اے ابوذر! آپ کو کس باعث نے پیچھے رکھا؟ تو آپ نے
حضور علیہ السلام کو اپنے اونٹ کا واقعہ بتایا پھر آپ نے فرمایا میرے اہل میں
آپ کا کچھ رہنا مجھے بہت گراں تھا اے ابوذر، اللہ نے ہر قدم کے بعد تیرا
ایک گناہ بخش دیا ہے یہاں تک کہ تو میرے پاس پہنچ گیا ہے، اور آپ نے
اپنا سامان اپنی پشت سے اتارنا پھر پانی طلب کیا تو پانی کا ایک برتن لایا گیا
اور آپ نے اسے پیا۔

۱۔ ذوالحرفہ، وادی القریٰ میں ایک مشہور بستی ہے۔

۲۔ مخاضی الولدی جلد ۳ ص ۱۰۰

جس راستے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو روانہ ہوئے [تبوک جو

صلی اللہ علیہ وسلم کے مارچ کا ہدف تھا۔۔۔ مدینہ کے شمال میں واقع ہے اور جزیرہ عرب کے شمال مغربی گوشے میں ہے اور شام کی جزیرہ حدود پر ہے اور آج کل وہ اردن کی اٹلی مملکت کے جنوب مغرب میں واقع ہے اور تبوک، مدینہ سے تقریباً چھ سو میں دور ہے یعنی تقریباً نو سو کیلو میٹر ہے۔

اور یہ ایک جریس بات ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ مدینہ کے شمال سے چلے اور آپ نے الجوف میں پڑاؤ کیا جو مدینہ کے شمال میں تین میل کے فاصلے پر آمد کے مغرب میں واقع ہے اور ان سے آپ نے اپنی فوج کے ساتھ مارچ کا آغاز کیا۔

آپ اپنی فوج کے ساتھ۔۔۔ الجوف کے بعد۔۔۔ جس پہلے منزل پر آئے اس کا نام ذو خشب ہے، معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس سفر میں رات کو چلتے تھے اور ان کو آرام کرتے تھے اور یہ بات حماقت آداب کی شدت کی طرف واضح ہے اور مورخین نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلے مارچ میں صبح ذو خشب میں کی اور یہ ایک جگہ ہے جیسا کہ یا قوت نے اپنے ہجرت میں بیان کیا ہے۔۔۔۔۔ جو مدینہ سے ایک رات کی مسافت کے فاصلے پر ہے۔

اور جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذو خشب میں آئے اسے آپ اپنی فرودگاہ میں غمر و عفر کو جمع کرتے رہے۔ آپ غمر کو منحرف کرتے حتیٰ کہ وہ ٹھنڈی

طہ ذو خشب، یا قوت نے بیان کیا ہے یہ مدینہ سے ایک رات کے سفر پر ایک راہی سے اور ایسے ہی اغشب پیام کی ایک بلندہ راہی ہے اور وہ پہاڑوں کی وجہ سے سخت اور کھردری ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں چڑھنا نہیں جاسکتا۔

ہو جاتی اور عصر کو جہ پڑھتے پھر دو نوی کو اکٹھا کر دیتے اور آپ ایسا ہی کرتے رہے
حتیٰ کہ توبک سے واپس آ گئے۔

اور مؤرخین نے ان منازل کی ترتیب و تفصیل بیان نہیں کیا جن میں آخر کر آپ نے
رات گزار دی یا توبک کے واسطے میں ان میں مقتدر تک حاصل کیا، ہاں ان مساجد
کے ناموں کی معرفت سے جنہیں مؤرخین نے تذکرہ کیا ہے اور جن میں رسول کریم صلی اللہ
عیدہ وسلم نے نماز پڑھی ہے اور انہیں آپ کی طرف منسوب کیا ہے اور انہیں
گنا ہے وہ چند مساجد ہیں ان سے منازل کے ناموں کا پتہ چل سکتا ہے جن میں
آپ نے استراحت فرمائی یا آپ نے ان میں رات بسر کی صحابہ میر نے بیان
کیا ہے کہ آپ کے سفر توبک میں آپ کی مساجد مشہور ہیں جو یہ ہیں :-

۱۔ وہ مسجد جس میں آپ نے وہ خشب میں ایک بڑے درخت کے نیچے نماز
پڑھی۔

۲۔ آپ کی وہ مسجد جو الغیفاء میں ہے۔

۳۔ المرقۃ کی مسجد

۴۔ السقیاء کی مسجد

۵۔ وادی القرئی کی مسجد

۱۔ الغیفاء، وادی الغیفاء کے قریب میں ایک جگہ ہے اور الغیفاء متعدد جگہوں کا نام ہے
مکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ المرقۃ وادی القرئی کی ایک بستی ہے۔

۲۔ یا قوت نے بیان کیا ہے کہ السقیاء، المرقۃ کی عمارت میں ایک بڑی بستی ہے
جو مجوز سے ۹ میل پر ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ کہ اور مدینہ کے درمیان جنوب
میں واقع ہے، اور السقیاء مذکورہ بلاشبہ مدینہ کے شمال میں ہے اور صحابہ
مجاہد میں سے میں نے کسی کو اس کی حد بندی بیان کو نہ نہیں دیکھا۔

۳۔ وادی القرئی کی وسیع تفصیل ہمدانی کتاب مغزوہ خبر میں دیکھیے۔

- ۷۔ الحج کی مسجد
 - ۸۔ ذی شہادۃ کی مسجد
 - ۹۔ زاد البیتہ کی مسجد
 - ۱۰۔ شہنشاہ کی مسجد، جو جوہر کے پاس ہے۔
 - ۱۱۔ ذی الشہادۃ کی مسجد
 - ۱۲۔ سمیتہ کی مسجد
 - ۱۳۔ الاقصیٰ کی مسجد
 - ۱۴۔ ذی الشہادۃ کی مسجد
 - ۱۵۔ المدینہ کی مسجد
 - ۱۶۔ بنوک کی مسجد
- اور بنوک کی طرف تاج کے ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ

ملہ ابھر — کمال اعظمی — وادی المقرنی میں ایک جگہ ہے۔
 ملہ اصحابِ معجم میں سے ہیں کسی کو اس کی جگہ کی حد بندی بیان کرتے نہیں دیکھا
 ملہ یا قوت نے بیان کیا ہے، اب بنوک اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے اور اس
 نے اس سے مزید کچھ بیان نہیں کیا۔

ملہ میں سے اصحابِ معجم میں سے کسی کو اس کی جگہ کی حد بندی بیان کرتے
 نہیں دیکھا۔

ملہ ذی الشہادۃ یا قوت نے بیان کیا ہے کہ اس جگہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی ایک مسجد ہے اور اس نے اس کی جگہ کی حد بندی نہیں کی۔
 ملہ عتہ یا قوت نے بیان کیا ہے کہ یہ مدینہ اور شام کے درمیان ایک پانی ہے۔
 ملہ کسی پیشینہ نے اس کی جگہ کی حد بندی کو بیان نہیں کیا۔
 ملہ پیشینہوں نے اس کی جگہ کی حد بندی کو بیان نہیں کیا۔

تصرّات اور کچھ بیانات ظاہر ہوئے جو دونوں ہی گئے جنہیں فقہائے سنت نے عمل کرنے کے لیے اپنی تالیفات میں مدون کیا۔

۱۔ شدید گرمی کے اوقات میں نماز ظہر کی تاخیر کا جواب دہی کہ فصاحتی ہو جائے اور یہ امر جائز ہے اور سفت بھی ہے اور شافعیہ (میرے خیال میں) اسے سنت خیانی کرتے ہیں۔ اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دسم (جیسا کہ غزوہ تبوک میں ہوا) ظہر کو ٹھنڈا ہونے تک نہ پڑھتے تھے۔ اور عصر کو بعد پڑھتے تھے پھر دونوں کو اکٹھا کر دیتے تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی سنت ہے کہ آپ جب سفر پر ہوتے تھے تو ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کیا کرتے تھے۔ مجمع تعظیم اس وقت جب آپ کو فرودکش ہونے کی حالت میں ظہر یا مغرب کا وقت آجاتا اور جب اپنے سفر میں روانگی کے بعد ان دونوں میں سے کسی کا وقت آجاتا تو آپ ظہر اور مغرب کو مؤخر کرتے پھر ظہر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشاء کے ساتھ جمع کرتے یہ جمع تاخیر ہے۔

۲۔ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر میں فوج کے ایک ٹوٹ کے پاس سے گزرے۔ جسے اس کے مالک نے لاغری اور کمزوری کے باعث چھوڑ دیا تھا، پس ایک گزرنے والا اس کے پاس سے گزرا اور اس کے پاس بٹھ کر اسے کئی دن چار اٹھالا پھر وہ اسے اپنی فروگاہ کی طرف لے گیا اور اونٹ ٹھیک ہو گیا اور اس نے اس پر سفر کیا تو اس کے پیچھے مالک نے آئے دیکھ لیا تو وہ دونوں جھگڑتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اونٹ یا گھوڑے کو مالک کی جگہ سے زیادہ کیا وہ وہی کا ہے۔

مناقیق فوج میں مدینہ پہنچنے سے قبل فوج سے عبد اللہ بن ابی ادر

کرنے اور تحریب کاری کرنے اور فرج کی مختلف برائوں کے درمیان افراد ہیں اور ان سے
اور یہ یثاقی پیدا کرنے کے ارادے سے نکلے بلکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
دھوکے سے قتل کرنے کے ارادے سے نکلے اور انھوں نے ملا بھی دھوکے سے
آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی جیسا کہ اس کتاب میں ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔
واقعی نے بیان کیا ہے کہ — جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثنیۃ الوداع
سے چلتے ہوئے گزرتے تو لوگ آپ سے چھپے رہنے لگے اور کہنے لگے یا رسول اللہ
فلاں چھپے رہ گیا ہے تو آپ فرماتے اے چھوڑ دو، اگر اس میں کوئی بھلائی ہے تو
عنقریب آئے اللہ تم سے ملا دے گا اور اگر اس کے سوا کچھ اور ہے تو اللہ نے
قیس اس سے راحت دی ہے، پس آپ کے ساتھ بیعت سے متانقین نکلے
اور وہ صرف غنیمت کی امید سے نکلے تھے لہذا

اور صحابہ مغازی و میر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت ابو نعیم غفاری سے اعراب کی اس جماعت کے متعلق پوچھا جو کہا کہ ہم اعراب
لام بندی کی دعوت کے تھے اور جنگ کی قدرت رکھنے کے باوجود اپنے جنگل میں
غزوہ تبوک سے پکچھے رہ گئے تھے، واقعی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو نعیم
غفاری نے حدیبیہ میں درخت تلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت
کی، حضرت ابو نعیم غفاری نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ملہ مغازی الواقعی جلد ۳ صفحہ

۱۱۱ حضرت ابو نعیم کا نام کنوین بن حصین تھا اور آپ غزائین سے تعلق رکھتے تھے
اور مشہور صحابہ میں سے تھے لیکن آپ ہر دو ائمہ میں شامل نہیں ہوئے اور آپ
حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی غیر جانبداری میں دو مرتبہ آپ کو مدینہ کا امیر مقرر کیا ایک دفعہ
خمرۃ القضاء میں اور دوسری دفعہ یثرب کے سال اور آپ مدینہ میں سکونت رکھتے تھے۔

کے ساتھ تبوک کی جنگ کی آپ نے بیان کیا کہ میں ایک شب آپ کے ساتھ چلا اور ہم
 مختصر مقام پر تھے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تھا اور مجھے
 دو گھنٹہ آگئی اور میں بیدار رہتا تھا اور میری اونٹنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی
 کے نزدیک ہو گئی اور مجھے اس کا آپ کے قریب ہونا اس خوف سے ڈرانے لگا کہ
 میں رکاب میں آپ کے پاؤں کو گزند پہنچاؤں گا پس میں اپنی اونٹنی کو دیکھنے لگا
 اور راستے کے دوران مجھے نیند آگئی اور ہم راست کے ایک حصے میں تھے اور میری
 اونٹنی آپ کی اونٹنی سے ٹکرا گئی اور آپ کا پاؤں رکاب میں تھا اور میں آپ
 کے قول "حق سے بیدار ہو گیا" وحس کا لفظ عرب تکلیف کے وقت بولتے
 ہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ میرے لیے استغفار کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا: چلیے، اور آپ مجھ سے ان لوگوں کے متعلق پوچھنے لگے جو
 بنی غفار میں سے پیچھے رہ گئے تھے اور میں آپ کو ان کے متعلق بتانے لگا اور
 آپ مجھ سے پوچھنے لگے، شروع اور طویل قامت لوگوں نے کیا کیا ہے اور میں
 آپ کو ان کے پیچھے رہنے کے متعلق بتانے لگا، آپ نے پوچھا، ان سیاہ و
 سرخ قلم اور چھوٹے قد اور گھٹنگریاں بالوں والوں نے کیا کیا ہے، میں نے
 کہا یا رسول اللہ قسم بخدا میں ان لوگوں کو نہیں جانتا آپ نے فرمایا بہت اچھا وہ
 لوگ جو شبکہ شریخ میں رہتے ہیں، حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں میں نے بنی
 غفار میں انہیں یاد کیا اور وہ مجھے یاد نہ آئے اور مجھے یاد آیا کہ وہ اسلام کے کچھ لوگ
 تھے جو ہم میں رہتے تھے اور وہ شبکہ شریخ میں اتر کر رہتے تھے اور ان کے پاس
 بہت سے اونٹن تھے، میں نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ اسلام قبیلہ سے تعلق
 رکھتے ہیں بعد ہماؤ سے حلیف ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا—
 کس پیچھے رہنے والے نے ان لوگوں کو اس بات کے متنبہ نہیں کیا کہ وہ اپنے

سہلہ شبکہ شریخ، ایک جگہ کا نام ہے اور قبیلہ میں شبکہ شریخ ہے۔

اور نوا میں سے ایک اور نوا پر ایک شخص کو جو راہ خدا میں جیتی سے کام لینے والا ہے اور
 ہمارے ساتھ نکلنے والا ہے، وہاں کہ اوپر سے نکلنے والے کی مانند ثواب ملے گا
 جو دوسرے آدمی میں سے قریش میں سے ہمارے عزیز و انصار اور بھائی اور مسلم کا بچے، ہمارے
 بھائی پر گراں ہے۔

یہ بہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
لوگوں سے ملو، وہ چل چکے ہیں جو خواہش سے کام نہیں کرتے اس وقت
 قرآنی جب منافقین کی باتوں کی اطلاع آپ کو ملے اور فوج تبوک کی طرف فارغ کر رہی تھی
 اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، عبداللہ بن ابی بکر پارٹی کے منافقین عناصر ہمیشہ
 جو ہی میں شامل تھے اور یہ عناصر فوج میں ہمیشہ موجود رہے اور انہیں اس کی پوشیدگی
 میں شہادت دینا تھا حتیٰ کہ فوج تبوک سے واپس آگئی۔

یہ پوچھنا اور گھنٹاؤں سے عناصر فوج کی مختلف جگہوں کے درمیان موجود تھے
 اور وہ — جب کہ فوج تبوک کے راستے میں تھی — مسلمانوں کے قافلہ میں اور
 قضاہ و معاصرین و انصار سے ملتی کر رہے تھے اور فوج کی صفوں کے درمیان
 درمی فوج کی قوت و عظمت کے متعلق نہ بانی خبریں نشر کر رہے تھے اور انھوں نے
 اپنے اعتقادات میں اس درمی فوج کے متعلق تصور دیا کہ گویا وہ مغلوب نہ ہونے
 والی فوج سے حتیٰ کہ وہ ظاہر ہو اور اسی طرح نہ منافقین عناصر خفیہ تحقیقاتی نظام تھا
 جس کی درمی مکان کی طرف درمی فوج کی عظمت کی اشاعت کرنے پر ڈھکی چھپی تھی
 اور اسی طرح یہ پوچھنا عنصر انھوں کے اڑانے سے اسلام فوج کے اعتماد
 کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ کام میں اعتماد کے مقام پر جس سے
 اسلامی فوج ہمیشہ ممتاز رہتی ہے شکست کی روح کو اتارنے کے ارادے سے کیا
 جاری تھا۔

صحابہ حدیث و معاذی سے اس کا ذکر کرتے بیان کیا ہے کہ حنا نقیقین کی ایک پاونٹی بنو نضیر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی ان میں دو ایسے بنو نضیر بھی تھا جو بنی عمرو بن عوف کا ایک شخص تھا اور جلیلہ بن مسعود بن عاصمہ اور بنی سل کا حلیف بنی عجمہ اشجعی اور ثعلبہ بن حاطب بھی تھے اس نے سب تم مل کر سبے جنگ کرتے کی طرح خیال کرتے ہوئے خدا کی قسم ہم تم کو کل رسیوں میں جکڑا ہوا پاتے ہیں۔ — اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق (افواہ) اٹھاتے ہوئے اور رسول ان کو گواہاتے ہوئے یہ بات کہی اور دو ایسے بنو نضیر تھے۔ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو نضیر کے مخالف سے مذاق کرتے ہوئے کہا — مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اپنے ان قادیوں کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے جہاد کے پیچھے کو چھوڑ کر دیا ہے اور نہ ان لوگوں سے ہمیں جھگڑنا ہے اور نہ جھگڑنے کے وقت ہمیں جہاد میں جہاد کرنا ہے اور الجلیلہ بن مسعود نے کہا اور یہ ام حلیہ کا خاوند تھا اور اس کا بیٹا عجمہ بن مسعود کی گود میں پلیم تھا۔ — یہ جو دے سردانت وراثت اور اشراف ہیں اور ہم سے نفیست و اعلیٰ ہیں، خدا کی قسم اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کہیں تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں اور قسم بخدا میں چاہتا ہوں کہ میں اس بات پر مصیبت کروں کہ ہم جس سے ہر شخص کو سو کر لے دے اسے جائیں اور ہمارا اس بات سے جھگڑنا اور سو جانے کہ ہماری باتوں کی وجہ سے ہمارے پاس سے یہ قرآن نازل ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر سے فرمایا، لوگوں سے ملو، وہ چل چکے ہیں اور جو باتیں انہوں نے کہی ہیں ان کے متعلق ان سے پوچھو اور اگر وہ انکار کریں تو کہو، ہاں تم نے ایسے ایسے بات کی ہے، سو حضرت عمار ان کے پاس گئے اور ان سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خدا کو کہتے ہوئے جاؤ اور ایسے بنو نضیر نے کہا۔ — اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات پر سو رہے تھے۔ — اور اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کا نعل بکڑ لیا اور اس کے دونوں پاؤں پتھروں کو گڑا رہے تھے اور وہ کہہ رہے

لے پھیریں تو اللہ تعالیٰ انہیں اور حضرت میں انہیں درود تاک عذاب دے گا اور زمین میں ان کا کوئی رد مست اور مددگار نہ ہوگا۔

اور جب طبیعت میں اپنی قوم کے بعض افراد کے ذمے الجلاس کی دیت تھی ہاں وہ محتاج تھا پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مکہ کے تو آپ نے اس دیت کو دیا اور وہ اس سے مستغنی ہو گیا۔

مختش بن حمیر کی توبہ مختش بن حمیر نے کہا یا رسول اللہ قسم مجھ ابھی میرے نام اور میرے باپ کے نام سے ہٹا پا اور اس دیت میں مختش بن حمیر کو صاف کر دیا گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عہد الرحمن رکھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ شہید ہو کر میرے اور اس کی جگہ بھی سلوٹ نہ ہو پس وہ جنگ براء میں قتل ہوا اور اس کا کوئی نشان نہ پایا گیا۔

اور الجلاس بن سوید کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ غزوہ تبوک میں پکھے رہنے والے منافقین میں شامل تھا اور وہ لوگوں کو خدوچ سے دوکنا تھا اور کم حمیر اس کے ماتحت تھے اور حمیر اس کی گرد میں تبیم تھا اور اس کے پاس کوئی مال نہ تھا اور وہ اس کی کفالت کرتا تھا اور اس سے حسن سلوک کرتا تھا اور وہ کستا تھا۔ خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے میں توبہ کر کے سے بھی بدتر ہیں، حمیر نے اسے کہا اسے جلاس انور مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور یہ سے نزدیک ان سے زیادہ محترم تھا اور مجھے ان کی نسبت یہ بات زیادہ گراں گزرتی تھی کہ وہ کسی ایسی چیز سے دوچار ہو جسے ہم ناپسند کرتے ہیں، تو نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ اگر میں نے اس کا ذکر کیا تو وہ مجھے نہ سوا کر دے گی اور اگر میں نے اسے چھپایا تو میں مذک جو جاؤں گا اور ان دونوں باتوں میں سے ایک دوسری کی نسبت مجھ پر آسان ہے ایس اس نے الجلاس کی بات کا ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ملبوس کو اس کی عزادت کے لیے حد فز سے مال دیا تھا اور وہ محتاج آدمی تھا،
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الجلاس کی طرف آدمی بھیجا اور غیر نے جو بات کہی تھی
 اس کے متعلق اس سے دریافت کیا تو اس نے خدا کی قسم اٹھائی کہ اس نے یہ بات
 بالکل نہیں کہی اور یہ کہ غیر کا ذہب ہے۔ اور وہ غیر بن سید تھا۔ اور
 بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا وہ کھڑا ہو کر کہنے لگا۔
 اے اللہ میں نے جو بات تیرے رسول سے بیان کی ہے اس کی وصاحت اپنے
 نبی پر اتار کر اللہ نے یہ آیت اتاری۔

يَخْلُقُونَ بِاللَّهِ صَافًا تَوَاسُخًا اَلْیٰ قَوْلٌ ... اِنْتَاهُ وَرَافَعُهُ رَسُوْلُهُ

یہ اس قدر کہ متعلق ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا،
 ملبوس نے کہا میں شکا ہوں کہ اللہ نے مجھ پر تو یہ کوئی شے کیا ہے خدا کی قسم
 غیر نے جو بات کی ہے وہ میں نے کہی ہے اور جب اس نے اپنے گناہ کا احتساب
 کیا اور اچھی طرح توبہ کی اور غیر بن سید سے وہ جو بھلائی کرتا تھا اس سے نہ
 اتار اس بات سے اس کی توبہ مشہور ہو گئی تھی

و یاء ثمود سے گزرا اور ان کے کنوئیں سے پانی پینے سے ہو گیا **الحیاء**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدانش مندانہ سیاست تھی آپ نے رکاوٹ
 پیدا کرنے اور کفر و استغراق کے کمالات لانے کے باعث منافق نفاق کے غلاف
 کوئی کارروائی نہ کی حالانکہ قرآن کریم نے ان کے انکار کے بعد انہیں اس کی وجہ
 سے رسوا کیا ہے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ کی طرف مسلسل ماریج کرتے رہے
 اور ماریج کے دوران آپ صمدی القریٰ سے گزرتے جو مشہور کھیتوں والی لاد

سیرت ابن ہشام جلد ۳ ص ۱۱۱، مغازی الوافذی جلد ۳ ص ۱۱۱-۱۱۲
 سیرت حلبیہ جلد ۳ جری جلد ۳ ص ۱۱۱

قیام کی خوبصورت جگہ ہے اور اس کے شعلے ایک شاعر نے کہا ہے ۔
 کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا میں وادی القرئی میں ایک شب گزاروں گا
 تب قوم خوش بخت ہوں گا ۔

اور اسی طرح آپ ویاہر ثمود ر صالح علیہ السلام کی قوم میں سے تھے کہ یہی
 سے گرد سے تو دہائی بھی آپ نے فوج کے ہر شخص کو اس کنوئیں سے جس سے ثمود
 پانی لیتے تھے اپانی پیئے اور دھنوکرنے سے منع کر دیا ۔
 اور ثمود، سرکش انسانوں کا ایک گروہ تھا جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور

اللہ چڑر کی زیر اور بچ کے سکون کے ساتھ یا قوت نے اپنے بھرم میں بیان کیا
 ہے کہ وادی القرئی میں مدینہ اور خمام کے درمیان دیا ر ثمود کا نام ہے اور اصغر کی
 نے بیان کیا ہے کہ بھر ایک چھوٹی بستی ہے جس کے باشندے ثمود سے ہیں اور وہ
 پہاڑوں کے درمیان وادی القرئی سے ایک سو دن کی مسافت پر واقع ہے ۔
 اور وہیں ثمود کی منازل تھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روتختون من الجبال حیوٹا
 فارھین، اور اس نے بیان کیا ہے کہ میں نے وہاں پہاڑوں کے درمیان اپنے
 گھروں کی مانند گھر دیکھے ہیں اور ان پہاڑوں کا نام الانثالٹ ہے اور وہ اپنے
 پہاڑ میں کہ جب دیکھنے والا انہیں گور سے دیکھتا ہے تو انہیں جڑے ہوئے
 خیال کرتا ہے اور جب ان کے درمیان بیٹھتا ہے تو ان کے ہر گڑے کو الگ
 الگ دیکھتا ہے اچکر لگانے والان کے ہر گڑے کے درمیان چکر لگاتا ہے اور
 ان کے ارد گرد بیت ہے جو اوپر نہیں چڑھ سکتی ، ان میں سے ہر گڑہ اپنے تمام
 ہے اور ان پر کوئی شدید مشقت سے ہی چڑھ سکتا ہے اور وہیں ثمود کا وہ کوئی
 ہے جس کے بارے میں اور تاقہ کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ لھا
 شرب و لکھ شرب یوم معلوم اس کے لیے اور تھار سے یہ پانی کا ایک
 دن مقرر ہے ۔

اس کے رسول حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کے بعد ان سے دشمنی کی اور ان کے واقعہ اور ان کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کی نافرمانی کے واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے اور انہوں نے نافرمانی کرتے ہوئے اور امرائی کی پہنچ کر نئے ہوئے نئے نافرمانی کو نہیں کاٹ دی تھیں پس ان پر عذاب آیا اور انہوں نے اس کو نزلہ سے تباہ و برباد کر دیا۔

اور کتب تاریخ و سیر میں بیان ہوا ہے کہ دیا برفہود میں حجر مقدس پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی تو آپ نے فرمایا بلاشبہ آج شب شدید ہمارے گلہ میں سے جو شخص کھڑا ہو وہ اپنے ساتھی کے ساتھ کھڑا ہو اور جس کے پاس اونٹ ہے وہ اس کی رسی کو منہ میں سے باندھ دے اور جس بات سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو ڈرایا تھا وہ رونما ہوئی اور شدید تیز ہوا چلی در سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیانات کے مطابق انصار بنی ساعدہ کے دو آدمیوں کے سوا، جو شخص بھی کھڑا ہوا اپنے ساتھی کے ساتھ کھڑا ہوا ان دونوں میں سے ایک اپنی حاجت کے لیے اکیلے باہر گیا اور دوسرا اکیلے ہی اپنے اونٹ کی تلاش میں باہر چلا گیا۔

جو شخص اپنی حاجت کے لیے باہر گیا وہ شدید کھانسی کی وجہ سے دو چار ہوا اور جو اپنے اونٹ کی تلاش میں گیا ہوا نے اسے اٹھا کر چلنے کے دو پہاڑوں میں پھینک دیں اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی گئی جو دونوں آدمیوں کو پیش آیا تو آپ نے فرمایا کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے ساتھی کے ساتھ باہر نکلے پھر آپ نے اس شخص کے پیچھے ڈھانکے جسے کھانسی کی تکذیب اپنی تھی تو جو تکذیب اسے لاحق ہوئی تھی اس سے اسے شفا حاصل ہوئی اور دوسرا شخص جو چلنے کے دو پہاڑوں میں گر گیا تھا اسے ملنے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس وقت واپس کر دیا جب آپ بنو نضیر کے حریف واپس آئے تو آپ نے فرمایا:

سَلِّحُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ يَؤْتُوا دَحْشَةَ بَنِي نَضِيرَ يَوْمَ ذِي الْقَعْدَةِ ۚ فَنَنْصِرُكُمُ أَوْ نَكُودُ ۚ (آیہ ۱۲۵)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حجر کے پاس سے گزرتے تو لوگوں نے اس کے کنوئیں سے پانی لیا اور آگوندہ حال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا۔ اس کا پانی خربو اور نہ من نہ کے لیے دشمنوں کو اور ہم آگوندہ حال ہے۔ اسے اونٹوں کو خوال دہ حضرت سہیل بن سعد بیان کرتے ہیں: میں اپنے اصحاب سے چھوٹا تھا۔ اور میں تبوک میں ان کا معائنہ نواز تھا میں جب ہم آتے تو یعنی حجر تک جو دیا ر شور میں سے ہے، تو میں نے ان کے لیے آگوندہ حال پھر میں نے غمزدہ ہوئے آئے کچھ وقت انتظار کیا اور میں اپنے صحت تلاش کرنے چلا گیا تو اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ منادی اعلان کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ ان کے کنوئیں کا پانی نہ پیو، پس لوگ اس کا پانی کو گرہ لگے جو ان کے شیکرول میں تھا، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آگوندہ حال ہے آپ نے فرمایا اُسے اونٹوں کو

راقبہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۴۸: مخاریق: قدی جلد ۱، سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۱۰۰ (حاشیہ صفحہ ۱۴۸) سہیل بن سعد بن الکعب بن خالد بن ثعلبہ خزرجی انصاری آپ کا نام حزن تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام سہیل رکھا اور ہر نئے بیان کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت سہیل خیرہ سال کے تھے اور حضرت سہیل نے حجاج کی حکومت کا رماثر پایا اور حضرت سہیل نے ۱۰۰ بعین کے اور حضرت سعید بن المسیب نے ہری ابو حارم اور آپ کے بیٹے عباس بن سہیل وغیرہ نے روایت کی ہے حضرت سہیل نے سترہ میں ایک سو سال کی عمر میں وفات پائی، بیان کیا جاتا ہے کہ آپ مدینہ میں اصحاب انبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی نہ پئے والوں میں سے آخری صحابی تھے اور آپ اپنی دھڑھی کو سیدہ دہلجہ کے رنگتے تھے۔ اگر میں مر گیا تو تم کسی سے یہ نہ سنو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ظاہر اور — حضرت سہیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے جراثیم کو نہ مٹا تھا اسے لیا اور اسے دو کروزہ اذشون کو ڈال دیا۔ ورہ ووزن بھروسے اونٹوں میں سے زیادہ کمزور تھے۔ راری کا بیان ہے کہ ہم حضرت صالح علیہ السلام کے کنوئیں کی طرف گئے اور ہم سے ٹھیکڑوں سے پانی لیا اور ان سے غسل کرنے لگے پھر ہم میراب ہو گئے اور ہم اس روز شام کو واپس آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — اپنے نبی سے کیا بات (سمجھنا) نہ مانگو یہ لوگ حضرت صالح کی قوم تھے انہوں نے اپنے نبی سے معجزہ مانگا اور تم اس راستے سے ان کے پاس آتی تھی اور انہیں اس روز اپنا اور پلائی تھی جس روز پانی پیئے آتی تھی پس انہوں نے اس کی کوئی چیز کاٹ دی تو انہیں تین بار وعدہ نہ دیا گیا اور اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا سو عذاب نے انہیں پکڑ لیا اور ان میں سے ایک شخص کے سوا جو حرم میں تھا سب لوگ جو آسمان کے نیچے تھے ہلک ہو گئے، اسے حرم نے عذاب الہی سے بچا لیا، صحابہ نے دریافت کیا یا نبی اللہ وہ کون تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ذر خال ابو ثقیف، انہوں نے پوچھا اگر کی جانب سے اس کا کیا واسطہ تھا؟ آپ نے فرمایا حضرت صالح نے اسے زکوٰۃ جمع کرنے کے لیے بھیجا تو وہ ایک شخص کے پاس پہنچا جس کے پاس ایک سو بکریاں تھیں جن کا دودھ بیعت کم تھا یا ختم ہو چکا تھا اور اس کے پاس بچے والی بکری بھی تھی اور ایک بچہ بھی تھا جس کی ماں گڑبشتہ کی کو مڑی تھی اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ترسے پاس بھیجا ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید ملے لو۔ سو اس نے ایک آدمی بکری سے لی تو اس نے کہا یہ اس بچے کی ماں کے لیے اس کی ماں ہے، اس کی بیعت کم دس بکرہاں سے لو، اس نے کہا، نہیں، اس نے کہا میں نے لو، اس نے کہا نہیں، اس نے کہا پچاس ملے لو، اس نے کہا نہیں، اس نے کہا اس بکری کے سوا سب بکریاں ملے لو، اس نے کہا نہیں اس نے کہا اگر تو دودھ کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اسے پسند کرتا ہوں پھر اس نے اپنا ترگٹھ بکیر دیا اور کہنے لگا اسے اللہ گواہ رہ پھر اس نے

اپنے تیر کو سونا لٹکایا اور اسے قتل کر دیا اور کہنے لگا کہ مجھ سے پہلے یہ خبر افشاء کے
 ہوئی کہ کوئی پہنچائے ہیں اس نے اگر حضرت صالح کو وہ قہر کی اطلاع دی تو حضرت
 صالح نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار کہا اے اللہ البور تعالیٰ پر عنایت کر شیخ
 ثمود کی رہائش گاہوں میں داخل ہونے سے روکنا اس کی کتب میں بیان

ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کو آپ حجر میں تھے فرمایا ان
 عذاب یا نہ لوگوں۔ یعنی حضرت صالح کی قوم کے پاس رہتے ہوئے
 جاؤ کہ تمہیں بھی ان کی طرح عذاب نہ پہنچے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے
 فرمایا۔ جب کو آپ حجر میں تھے۔ ان لوگوں کی رہائش گاہوں میں
 داخل نہ ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ تمہیں بھی ان کی طرح عذاب نہ
 پہنچے اس وقت ہوتے ہوئے جاؤ پھر آپ نے اپنا سر جھٹک لیا اور نیزی سے چل کر
 وادی سے گزر گئے۔

اور منادی الودعی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 تم ان عذاب یا فتنہ لوگوں کے پاس رہتے ہوئے جاؤ پس اگر تم روتے رہو
 نہیں قرآن کے پاس مست جانا تمہیں بھی وہ عذاب پہنچے گا جو انہیں پہنچا ہے کہ
 حضرت ابو سعید خدری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو حضرت
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک انگوٹھی لایا جو اسے حجر میں سند میں کے
 گھروں کے اٹھو، راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اس سے اعراض کیا اور
 اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو چھپایا کہ اس پر نظر نہ پڑ جائے اور فرمایا اے
 چھپک دو، سو اس نے اسے چھپک دیا اور مجھے اس وقت تک معلوم نہیں

کہ وہ گناہ گری ہے، اور حضرت ابن عمر فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب ان مند بین کے بال مقابل آئے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا یہ وادی القفر ہے اور وہ اس میں اپنی سوا لہو لہو و دولا آئے تھے یعنی تیز چلنے کے لیے انہیں اک آئے تھے حتیٰ کہ وہ اس سے باہر نکل گئے تھے۔

اس بحث میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ **نوح کے اندر تشکیک اور بڑے عقائد** کہ جو کہ اس کی طرف باہر چل کر نہ والی تھی نوح کے عقائد و فتنہ کلمہ کی کئی باتوں کو اپنے اندر لیے ہوئے تھے ان کا اسلام سے کوئی واسطہ نہ تھا اور صرف بغاوت اسلام کی جھٹ کے حال تھے اور وہ منافقین تھے، جن پر وہ باطنیوں کا لفظ منطبق ہوتا ہے کیونکہ وہ اسلام کا اظہار کرتے تھے اور کفر کو چھپاتے تھے۔

اور قرآن کریم نے ان آیات میں جو کتاب پر نازل ہوئیں، انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر واضح کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ ان کے رسول اور آپ کے اصحاب سے استغناء و شیعے کی بڑی باتیں کہیں اور انہوں نے اس وقت اپنے بڑے سنوک کا انکار نہ کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جواب طلبی کی لیکن ان سے جواب نہ سرزد ہو سکی تھی اس پر انہوں نے معذرتیں کی اور اس کا باعث فقط بحث اور کھیل تھا لیکن قرآن کریم نے کفر سے انہیں رسوا کیا اور فرمایا تم حدیث نہ کرو تم نے کفر کیا ہے اور ان میں سے بعض نے توبہ کی اور بعض پہلے یا بعد کفر پر قائم رہے۔

اگرچہ قرآن کریم نے کفر و اظہار سے انہیں رسوا کیا ہے پھر بھی رسول حکیم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نوح سے نکالا اور نہ ان کے خلاف کوئی مادی

کارروائی کی حالت تک۔۔۔ موجودہ زمانے کی تعبیرات کے مطابق۔۔۔ آپا نامہ ہندی اور ایمر جنسی کی حاجت میں تھے اور جنگ کے لیے نابرجہ کرنے والی جبری فوج کے اندر ان کا مسلسل آزارانہ ظہور پر موجود ہنسنا س فوج کے لیے اور خصوصاً اس کے سالار یعنی کے لیے پریشانیوں کا باعث بن سکتا تھا۔

اور عملاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نیک اصحاب جو اس فوج کے
افراد تھے مسلسل منافقین کی جانب سے بہت سی پریشانیوں کا برداشت
کرتے رہے اور یہ خبیث عناصر جو بہا علی کا فرار اور بغاوت پر مسلمان تھے، ان کے
مرعضوں میں کہتے اور جس کی نشان اہل رہی تھیں اور اس نے ان کی فوج بگاڑ
کہ سخت گریہ اور ان کے دلوں کو پھڑپھڑایا کہ اس عداوتہ جنگ میں جس کی نظیر جزیرہ
عرب نے بہ تمام دنیا نے اپنی تاریخ میں نہیں دیکھی، مسلمانوں کی وحدت قائم ہو
اور منافق کے ان خبیث عزت سرکوبہ ست بڑی لگی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے مرزومہ
سے خوفزدہ اور پھب کر کھلے تھے اور آپ کے خون کو آپ کے اہل اور خاندان نے
سبح کر دیا تھا اور آپ کے ساتھ آپ کے وفادار اور دوست صدیق اکبر کے سوا
کوئی نہ تھا..... ان منافق حن عمر کو یہ بات خبری لگی کہ یہ عظیم فوجیں قوت —
جو میں ہزار جاہلانہ تھے — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سربراہ
نعمیل کرے کہ اس کی کوئی نظیر نہ ہو..... اس نوع میں اس اور غرض کی بڑی
اکثریت تھی، جو ان منافقین میں سے ایک شخص کے رعیت بننے کی تیار رہی کہ جسے
تھے جس کے اصحاب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل شرب پر اس کی شاہانہ
تاج پوشی کے اختطافات کر رہے تھے اور وہ غرض کی کامروار عبد اللہ بن ابی بن ابی
سلولی تھا۔

یہ حنائیقین جن کا سر خجس عید اللہ بن ابی تھا اپنے حبیبیت و ولوں کی گہرائیوں سے
 دیکھنے سمجھنے کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور اس کے باشندے
 کا اسلام میں داخل ہونا سفید انقلاب کہے تو کم مقام ہے اگر یہ تعبیر درست ہو

تھی جس نے ان جاہلی اوضاع کو الٹ پلٹ دیا جن میں رئیس المنافقین شراب کا تاج و تہا
 پہنے کو تھا اور حبیب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، مدینہ آئے اس وقت اس باغی کی قوم
 اس کے لیے قیمتی چھروں کا تاج بنا رہی تھی تاکہ اسے اس کے سر پہ رکھیں۔
 اس لیے رئیس المنافقین اور اس کے دوست خدا صر مکتھے تھے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب میں اپنے اسلام کے پھیلائے سے ان کے زہیم
 عید اللہ بنی الی سے وہ بادشاہت چھین لے ہے جس کے تخت پر بیٹھنے کی وہ اسے
 میل کباد و سحر رہے تھے یہاں سے یہ منافقین مسلمانوں کی وحدت کو پارا پارا
 کرنے اور ان کی جمعیت کو پریشان کرنے کے لیے اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے متعلق سازشیں کرنے لگے تھے اور یہ تھا کہ ان کی وحدت کو
 جیسے اسلام نے قائم کیا تھا۔ وہ بادشاہت توڑ دیتی جس کا عید اللہ بنی اولاد
 تھا۔

اور منافقین۔۔۔ جب سے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے مدینہ
 مشرف ہوا تھا۔۔۔ اس جدید پوزیشن کے خلاف جسے اسلام نے قائم کیا تھا
 کام کر رہے تھے ایسے وہ ہر مناسب موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 خلاف سازشوں کے جال بناتے تھے لیکن غزوہ تبوک میں انہوں نے اپنی تحریشی
 کاروائیوں کو وسعت دے دی اور حصوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف
 خطرناک کام کیے جو دھوکے سے آپ کے قتل کرنے کی کوشش تک پہنچے اور
 وہ ایسے کام تھے جن کی مانند کاموں کی منافقین نے ماضی میں جرات نہ کی تھی۔
 اور ان کے تحریشی تشکیکی کاموں میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے قریشی عناصر
 کے درمیان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے صدق کے متعلق

صلہ عبد اللہ بن ابی کاوا تھ اور اس کی تاج پوشی کی کوشش کا حال ہماری پہلی کتاب
 غزوہ بدر میں دیکھیے۔

شک و شبہ پیدا نہ کی کہ شمش کی اور ایک واقعہ یہ ہوا کہ عیش نبوی نے ایسے علاقے میں بڑا دیکھا جہاں پانی نہ تھا اور وہ تبوک کی طرف جاتے ہوئے اپنے راستے میں تھا اور عیش کو — جو تیس ہزار تھا — شد یہ پیاس لگی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عالیٰ کی بیعت کی اطلاع دی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف دعا کرنے کے لیے متوجہ ہوئے تو اس نے آپ کو معجزہ سے سرفراز فرمایا اور وہ بولے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارش نازل کر دی اور فوج پانی سے سیراب ہو گئی اور انہوں نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو پانی چلایا اور ان کے دل پر سکون ہو گئے اور فوج میں موجود عناصر لڑائی کے اسکان میں تھا کہ وہ اس معجزہ پر خور کرتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے صدق پر اس سے ایک دلیل کے طور پر نصیحت حاصل کرتے لیکن وہ اپنے کفر و عناد پر مصر رہے اور کہنے لگے یہ باطل افغان ہوئی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے — جب کہ آپ تبوک کے راستے میں تھے — ایک روز صبح کی تو فوج کے پاس کوئی پانی نہ تھا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس امر کی شکایت کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پانی والی جگہ پہنچے تھے — یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی فوج کنوؤں اور پانی کے چشموں والی زمین میں نہ تھے — حضرت عبداللہ بن ابی حدردہ بیان کرتے ہیں کہ — میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بغیلہ ہو کر دھاگے اور تھیم بچدایں نے آسمان پر کوئی پادل نہ دیکھا — اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیسل دھاگے رہے حتیٰ کہ میں بدلوں کو دیکھنے لگا کہ وہ ہر جانب سے لکڑے ہوئے ہیں اور ابھی آپ نے اپنی قیام گاہ کا قصد کیا تھا کہ پادل نے ہم پر

لے آپ کے حالات جہادی کتاب غزوہ تبوک میں دیکھیے۔

پانی برسا دیا اور گویا میں بادشہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبیر مٹی رہا ہوں
 بھڑکی وقت اللہ تعالیٰ نے ہم پر مطلع جفا کر دیا اور میں ایک دو سو سے میں
 پانی پہنچانے والے تالاب پہنچ گئی پتہ پس اس نے لوگوں کو پانی پلایا اور وہ سب
 کے سب سیراب ہو گئے اور ضرورت کے مطابق انہوں نے پانی اٹھا لیا اور میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سن رہا تھا کہ — میں گواہی دیتا ہوں کہ
 میں اللہ کا رسول ہوں۔

اور حضرت فاروقی عمر بن الخطابؓ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا
 کہ — ہم شدید گرمی میں تھے اور ایک منزل پر آتے جس میں ہمیں پیاس
 نے تکلیف دی حتیٰ کہ ایک شخص اپنے اونٹ کو ذبح کرنا اور اس کے گوشت
 کو پھونڈ کر پی جاتا اور باتیں اندہ کو پینے جگہ پر رکھ لیتا، پس انہوں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس امر کی شکایت کی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض
 کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعائے غیر کا عادی بنایا ہے ہمارے لیے
 اللہ سے دعا کیجیے آپ نے فرمایا کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں، حضرت
 ابو بکرؓ نے عرض کیا ہاں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دے کر فرمائی اور اپنے
 دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان دونوں کو اس وقت تک داپس نہ لائے حتیٰ کہ اللہ
 تعالیٰ نے بادل بھیجا اور وہ برسا یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے۔

حضرت عبد اللہ بن ابی حدرد نے بیان کیا ہے کہ میں نے منافقین کے ایک شخص
 سے کہا تو ہلاک ہو جئے کیا اس کے بعد بھی کوئی بات رہ گئی ہے یا اس نے کہا۔
 گزرنے والا بادل تھا، اور وہ دوسری دفعہ اٹھا۔

اور یونس بن عمر نے یعقوب بن عمر بن قتادہ سے بحوالہ محمود بن لبید بیان

کیا ہے کہ اس نے اس سے پوچھا کہ کیا لوگ اپنے میں سے منافقین کو جانتے تھے؟
 اس نے کہا: ہاں خدا کی قسم جانتے تھے اور ایک شخص اس کے باپ، بھائی اور
 عزاؤں کو جانتا تھا، میں نے تیسے وادۂ قتادہ بن النعمان کو بیان کرتے سنا
 —————
 ہمارے گھر میں منافقین نے ہمارا دیکھا کیا پھر بعد ازاں میں نے حضرت
 زید بن ثابت کو بنی النجار کے متعلق بیان کرتے سنا — اللہ اسے برکت دے کہ
 پوچھا جاتا اسے اللہ مسجد کے؟ اور وہ کہتے: سعد بن زمارہ کو —————
 شخص فاضل صحابی حضرت سعد بن زمارہ کے علاوہ ہے۔۔۔۔۔ اور تیس بن فہر
 پھر حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں اور میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں دیکھا ہے کہ جب کبھی پانی کا معاملہ پیش آتا جو نبی
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھاکا اللہ نے بادل بھیج دیا اور اس نے بارش
 برسا دی حتیٰ کہ لوگ بیہوش ہو گئے، ہم نے کہا اسے تو ہلاک ہو جائے کیا اس
 کے بعد بھی کوئی بات رہ گئی ہے؟ اس نے کہا: گزرتے والا بادل تھا اور اسے
 محمود بن لبید خدا کی قسم آپ کی اس سے قرابت داری ہے؟ محمود نے بیان کیا
 میں اسے جانتا ہوں۔

اور حبش نبوی کے تبوک کی طرف ہجرت کرنے کے دوران منافقین اپنی خبیث
 کوششوں میں مسلسل مصروف رہے تاکہ مسلمانوں کے اعتماد کو اپنے نبی کے صدق
 کے بارے میں متزلزل نہ دیں پس انہیں اپنے خشکی مقاصد کے پورا کرنے کے
 لیے جو موقع بھی ملتا وہ اس سے فائدہ اٹھاتے اور اس بات کی بالکل پروا نہ
 کرتے کہ وہ اپنے عیب دار حکمران حضرت سے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو
 اذیت دے رہے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم کی وسعت اور
 آپ ان پر رحم کر رہے ہیں اس سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔

اور اتفاقاً ایک واقعہ دیکھا جو اس سے پہلے مومنین کے ایمان میں اضافہ ہو گیا اور یہ بڑے متناقض فکروں کو مٹا دینے والا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق تشکیک پیدا کرنے والا نہیں پھیلائے جس بڑے حد تک۔

مومنین نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے آپ کو بادشاہ کے واقعہ سے سرفراز فرمائے کے بعد کوچ کیا تو ایک مقام پر آئے جسے اور رات گزار دی اور جب صبح ہوئی تو آپ کی عاتقہ قصویٰ گم ہو گئی اور آپ کے بعض اصحاب اس کی تلاش میں نکلے اور اس فوج میں جو بڑے عناصر تھے انہوں نے اس واقعہ سے غائبہ اور انہوں نے اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حقائق کے متعلق دھوکے میں ڈالنے کی کوشش کی۔ آپ کو اس کے لیے راستہ بنا دیا جانا حضرت عمارہ بن حرم نے بیان کیا ہے — آپ ہر دی تھے اور جنگ بھار میں شہید ہو گئے۔ کہ

ایک متناقض مسردہ رقیہ بن العقیصہ جو بنو قریظہ کے یہودیوں میں سے تھا اور ظاہر مسلمان تھا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیہ یا نہ بعض دیکھتا تھا یہ متناقض کا سردار ابن العقیصہ، حضرت عمارہ بن حرم کے کہا دے میں تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاتقہ قصویٰ گم ہو گئی اور آپ کے بعض اصحاب اسے تلاش کرنے گئے تو رقیہ بن العقیصہ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیال نہیں کرتے کہ وہ

نبی ہیں اور تم کو آسمانی خبر دی جاتی ہے اور انہیں معلوم ہی نہیں کہ ان کی عاتقہ کہاں ہے؟ یہ عجیب بات بعض عداوت کی نالی ہے جو شک و شبہ سے پھوٹی ہے اس متناقض نے چاہا کہ اسے پھیلا دے ممکن ہے کہ اس کے ٹکڑے فوج میں بعض موجود خوشدلوں کو نشانہ بنائیں اور وہ بھی اس بات میں طوٹ ہو جائیں جس میں یہ متناقض اور اس کی عجیب پانڈی طوٹ تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس متناقض کو ذلیل و رسوا کیا اور شک و شبہ سے پیدا ہونے والے اثرات کو باطل کر دیا جس سے اس نے فوج کے کانوں پر تیر اندازی کی تھی۔

اس متناقض نے فوج کی موجودگی میں جو بات کہی تھی اس کی اطلاع سالار رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمایا کہ وہ بشر میں اور
غیب نہیں جانتے لیکن اس وقت آپ نے یہ بھی تاکید کی کہ آپ نبی مرسل ہیں اور نبی
_____ اپنے علم و تربیت کے باوجود جو تمام مراتب سے بالا ہوتا ہے۔۔۔ اور
غیب میں سے صرف وہی کچھ جانتا ہے جس کی اللہ اسے خبر دیتا ہے اور وہی کو یہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کی موجودگی میں اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی
ہے کہ ایک منافق نکلتا ہے کہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم خیال کرتے ہیں کہ وہ نبی ہیں
اور وہ تمہیں آسمانی خبریں دیتے ہیں اور انہیں مغموم نہیں کہ ان کی نافرمانی ہے
اور قسم بخدا میں صرف وہی بات جانتا ہوں جو اللہ مجھے سکھاتا ہے اور اس نے
مجھے اس کے متعلق بتا دیا ہے اور وہ وردی میں غلامِ خدا ہے جس سے میں ہے۔
آپ نے انہیں وہ درہ بھی بنایا۔۔۔ اسے ایک درخت سے جس کی مدار
سمیت روک رکھا ہے، عباد اور اس سے آؤ اپنا وہ گئے اور اس سے مل گئے
اور حضرت حماد بن حزام بھی موجود تھے اور انہیں معلوم نہ تھا کہ ابن ابی العقیق
ابن یہ خبیث بات کہنے والا ہے اپنی جب حضرت حمادہ اپنے کھاد سے میں
آئے تو آپ نے اپنے ساتھیوں کے کناروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عجیب
بات بیان کی ہے وہ کہیں کہنے والے کن بات کے متعلق ہے جس کے متعلق اللہ نے
آپ کو خبر دے دی ہے۔ میں نے ایسے ایسے کہا ہے۔۔۔ یعنی جو بات زید نے
کہی تھی۔۔۔ ردی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے جو عمارت کے کچلے میں
تھا، کہا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر نہ ہوا تھا، خدا کی قسم
آپ کے آنے سے قبل زید اس بات کا کہنے والا ہے، اور وہی کہتا ہے کہ حضرت حمادہ
زید بن ابی العقیق کی گردن پر ہاتھ ہوئے آئے اور کہنے لگے خدا کی قسم میرے کھاد
میں بڑی مصیبت ہے اور مجھے معلوم ہی نہیں اسے دشمنِ خدا میرے کھاد سے
باز رکھ لیا۔

اور جس شخص نے عمارت کو زید کے متعلق بتا دیا وہ آپ کا بھائی عمرو بن حزام تھا

اور کھاد سے میں سب کے اصحاب کی ایک جماعت تھی اور جو شخص جاکر دسے سے ناکہ کو
 ٹوڑا وہ جہنم میں فرست دیا تھا آپ نے اسے کبھی تو اس کی نصرت و رخصت سے
 کبھی کوئی نصرت کی، واقعہ یہ ہے کہ زبیر بن العقیل نے کہا کہ گویا میں ہی روز
 مسلمان ہوا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شک کرتا تھا اور اس میں
 آپ کے بارے میں صاحبِ بیعت ہوں اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ
 کے رسول ہیں پس لوگوں نے خیال کیا کہ اس نے زبیر کو گواہی دی ہے لیکن خود زبیر نے
 اس بات سے انکار ہی ہے کہ ابن العقیل نے تو یہ کہی ہے اور خدا جہاد کرتے
 تھے کہ زبیر بن العقیل ہمیشہ ہی بے حرمت رہا حتیٰ کہ مر گیا ہے

عربوں میں اونٹوں کے پہلے حدی خوان | واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم جب راوی الحقیق
 میں گئے تو آپ نے نصف شب کو ایک حدی خوان کو مشغول کر دیا اور آپ نے فرمایا یہیں
 جلد سے چلو ہم اسے طبع نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا حدی
 خوان کن میں سے ہے تم میں سے ہے یا تمہارے دوسروں میں سے ہے؟ انہوں
 نے کہا ہاں ہمارے دوسروں میں سے ہے، راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بنی ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدالمطلب کے حلیف موسیٰ بن عقبہ نے
 بیان کیا ہے کہ آپ بہ اہل تہذیب و تمدن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شمال
 ہوئے اور حضرت علیؓ کی خدمت میں نشستہ ہیں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل سے صلۃ اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل سے صلۃ اللہ علیہ وسلم
 صلۃ اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل سے صلۃ اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل سے صلۃ اللہ علیہ وسلم
 میں سے ایک ہیں جنہوں نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ پایا اور مدینہ میں فوت ہوئے
 صلۃ اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل سے صلۃ اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل سے صلۃ اللہ علیہ وسلم
 ہے دونوں افراد جلد ۲ ص ۱۴۱ میں ہی بیان ہو چکے۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے جلتے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جن امت سے آپ نے پوچھا نہیں وہ لوگ
یہ کہے ہو: انہوں نے مہاجرین کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہیں یہی
شعر کے ہوں پس آپ نے نسب بیان کیا حتیٰ کہ حضرت تکبیر پہنچ گئے، لوگوں نے کہا
جمہ و نطوں کے چلنے ڈھکنے والے ہیں اور سوچ کر یہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ یہ بات
کیسے ہے؟ انہوں نے کہا اہل جاہلیت میں ایک اور بڑے پر غلامت گری کرتے تھے
پس ان میں سے ایک شخص پر غلامت گری کو گنہ اور اس کے ساتھ جس کا غلام بھی تھا
سوا اس کے کو نشت پر گنہ، جو گنہ اس نے لپٹا غلام کو، نہیں اٹھانے کا حکم دیا
تو اس نے کہا میں نہیں کر سکتا تو اس نے اس کے ڈھکے پر غلام، آزاد اور غلام کے
مابین میں ڈھکے ہمارے ہیں، وہ رشتہ آٹھتے جو سے لگے اور اس کا رشتہ
کہتے لگا اور انہوں کو ایسے ہی کہو، اور حضرت نو کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے

اہل یمن کی نصرتِ اسلام
اصحابِ بیرونِ مغازی نے بیان کیا ہے کہ۔
راستے میں اپنے اصحاب کو بلا رقت دی کہ علقہ شب مشہ نھانی سہ نور کو ایران و
روم پر غلبہ اور فتح اور ان کی حکومتوں پر قبضہ دے گا اور اہل یمن ایک مذہب و سنت
قومیت و رجھا و مکے و مدینہ و اسلام کی مدد کرے جس میں بڑے فعال اثر و دل سے ہوں گے
اور درالیت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا
----- اور وہ نبوک کی طرف روانہ تھے۔ کہیں میں تم لوگوں کو بشارت
دیں، اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا،
ایران، روم، علقہ قرآن سے ہیں وراہوں میں جو لینے ہو کہ میرے گھر سے مدد دی ہے

وہ دلو خدا میں جہاد کرتے ہیں اور اللہ کی فیضیت کو کھاتے ہیں۔

اور یہ نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد واقعات نے اسلام کی روشن تاریخ کے درانے میں — اور خصوصاً شام اور افریقہ کی فتح میں ثابت کر دیا ہے کہ اعلیٰ میں احلائے کلمۃ اللہ کے لیے خالص قوت تھے اور خلیفہ صدیق کے ارمانے میں جب آپ کی افواج جہاد کے لیے حدود شام و عراق سے گزریں تو ان کی امداد استغیثم تھیں اور شام میں چاروں افواج کا ایک سالار یعنی تھا یعنی حضرت شریک بن حسنہ اور حمیر کا ایک بادشاہ ذوالکھرج حمیری ان جنگوں میں نمایاں ہونے والی افواج کا سالار تھا جو عین سے آئی تھیں اور جنگوں پر مرکب ہی نمایاں تھیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ایک صحابی کے پیچھے مقتدری بن کر غارت پر پڑھنا

تبوک کی طرف مایہ
کے دوران اور عین
طور پر پھر اور تبوک

کے دوران حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے غارت پر پڑھنا دیکھا ہے جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کسی دوسرے مسلمان کے پیچھے غارت پر پڑھنا سب سے اول تاریخ کے محصلہ میں بیان ہوا ہے کہ فوج نے غارت پر پڑھنے کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا اور آپ اپنے کسی کام کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور فوج کو خوف پیدا ہوا کہ ان کے صبح کی غارت پر پڑھنے سے قبل سورج طلوع ہو جائے گا تو رسول نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے اپیل کی کہ وہ ان کی امانت کریں تاکہ وہ غارت پر پڑھ لیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور ابھی انہوں نے پہلی رکعت کا شروع نہیں کیا تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگئے پس مسلمانوں نے حضرت

عبدالرحمن بن عوف کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے آگاہ کیا اور یہ اچھا ہی تسبیح کے طریق سے ہوا تاکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے امانت کی جگہ سے دیکھ سکتے ہو جائیں تو آپ نے ویسے ہی کیا اور وہ لوگوں کو ایک صعب آواز کی طرح لگنے لگا تو پہلے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی خانہ میں امام بیہ قرار رہیں تو انہوں نے حکم کی بجا آوری کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کچے ہاتھ پکڑے کہ تم نے یہ کرنا شروع کیا اور جب حضرت بلالؓ نے ان کو حوت سے سلام پھیرا تو لوگ انھیں پکڑے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قیدی رکھتے اور ان کے ساتھ اور اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف اُمت کے صالحین میں سے ہیں اور آپ نے خدا سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا — تم نے اچھا کیا کسی نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک اس کی اُمت کے صالح شخص نہ ہو اس کی امانت نہیں کی جائے

قانونی پوائنٹ جیسا کہ ہمیشہ ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قانونی و اخلاقی قوانین ہوتے ہیں جن پر مسلمان عمل کرتے ہیں جو شہادہ قول جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ وہ تبوک کی طرف روانہ تھے اس نزاع کے بارے میں فرمایا جو آپ کے اصحاب میں سے دو آدمیوں کے درمیان پیدا ہوا اور یہ قول ایک قانون بن گیا جس پر فقہاء نے جنایاں حسینہ عمل کیا، اصحاب میر نے بیان کیا ہے کہ میں بنی تمیمہ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لائے جو آپ کا مزدور تھا اس نے نوج کے ایک شخص سے جھگڑا کیا اور اس شخص نے اس کو دانوں سے لانا اور مزدور نے اپنا لایہ کاٹنے والے سے چھڑایا تو اس کے لگے دانٹ نکل گئے پس لائے والا

زخمی اس سے چھٹ گیا اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنا جھنڈا لے گیا اور وہ سدا جھنڈا خواہش مند تھا، یعنی لے گیا کیا ہے کہ میں بھی اپنے مردہ و سکے ساتھ کھڑا ہو گیا تاکہ وہ بکھوں کہ وہ کیا کرتا ہے۔ پس ان دونوں کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا اتم میں سے ایک شخص قعدہ کرتا ہے اور اپنے بھائی کو منہ لڑکی طرح دانتوں سے کاٹتا ہے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دانتوں کو جو تکلیف پہنچی تھی اس سے باہل قرار دے دیا کچھ دانتوں سے کاٹنے والا زیادتی کر لے والا تھا اور اس کے دانت اس کی زیادتی کے نتیجے میں نکلے تھے یہ

دسویں کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً چار سو میل کا سفر کرنے کے بعد تبوک پہنچا۔ تبوک پہنچ گئے اور وہاں صرف تھوڑا سا پانی تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نئے مسجد کے یوں سر فراز فرمایا کہ آپ کے لیے یہ چشمہ بہت سے پانی سے چھوٹ پڑا حتیٰ کہ فرج سیراب ہو گئی، ایسے ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب کو خبر دی تھی کہ تبوک — پانی کی اس کمی کے بعد — منقریب خوبصورت باغات والا موضع ہے گا اور عملاً یہ بات رونما ہوئی جیسا کہ آجکل دیکھا جاتا ہے اور یہ عرصہ کا ایک نشان ہے۔

اور مخالفین میں بیان ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کل قوم چشمہ تبوک پر آؤ گے اور تم آگے دن کے چرواہے بننے کے وقت پاؤ گے پس جو شخص اس کے پاس آئے وہ میرے آئے ملک اس کے بانی کو نہ چھوئے، حضرت معاذ بن جبل کا بیان ہے کہ ہم آئے تو وہ آدمی اس کی طرف سبقت کر چکے تھے اور چشمہ لال کی طرح تھوڑا تھوڑا بہہ رہا تھا، آپ نے ان دونوں

سے دریا قنٹ کیا ایک قم و دونوں نے اس کے پانی کو چھوا ہے ۴ انھوں نے کہا ہوں
 پس آپ نے ان دونوں کو وہ بات کہی جو اللہ جاننا تھا کہ انہیں کہیں پھر
 انھوں نے اپنے ہاتھوں سے تھڑے چلو بھرے حتیٰ کہ وہ مشیز سے ہیں
 جمع ہو گیا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنا چہرہ اور دونوں
 ہاتھ دھوئے پھر اسے دوبارہ اس میں ڈال دیا تو حشے میں بہت پانی آگیا
 اور لوگوں نے پانی پیا پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —
 معاذ آخر جری زندگانی ہوئی تو توحید میں اس جگہ کو باغات سے بھرا
 دیکھے گا یہ

اور حقیقی اور ابوعبید نے حضرت غزوہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک اترے تو وہ ایسا وقت تھا جس میں اس کا پانی
 کم ہو گیا تھا پس آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کے پانی سے ایک چٹوہا اور
 اس سے اپنا منہ دھو لیا پھر اس میں تھو کا تو اس کا چٹوہا چھوٹ پڑا حتیٰ کہ وہ
 بھر گیا اور وہ اس وقت تک ایسے ہی ہے اور ابن اسحق نے بھی یہی
 بیان کیا ہے اور اس میں ہے کہ — کہ اس کا پانی گھل گیا حتیٰ کہ اس کے
 منہ سے کہتے تھے کہ اس کی آواز اگرچہ کہ آواز کی طرح تھی اور پانی آہی کل
 تبوک کا قرارہ ہے

غزوہ کا سال راہی ہونے کے عادت سے رسول کریم
تبوک میں نبوی محافظین
 صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ آپ اپنے
 محافظین کو اس کے ساتھ لے کر نکلتے تھے کہ ان کی حفاظت کریں کبھی آپ دشمن کے

سے انحصار نص کفری جلد ۱ ص ۱۰۰ — حقیقی ۱۰۰ محمد عبید ہر اس اور مسلم نے
 اس حدیث کو حضرت معاذ ہی جہل سے روایت کیا ہے اور واقعہ میں ہے اسے
 (معاذی جلد ۲ ص ۱۰۰) پر بیان کیا ہے — کہ انحصار نص کفری ۱۰۰ محمد عبید

علوئے میں جوتے تھے اور جنگ کی حالت میں جوتے تھے اور صحابہ میں سے وہ آدمیوں
 لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت کی ذمہ داری لینے میں شہرت پائی اور
 وہ حضرت عباد بن بشر اور حضرت محمد بن مسلمہ تھے اور دونوں انصار ہیں سے تھے۔
 اور تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جس روز سے آپ تبوک
 آئے حتیٰ کہ وہاں سے کوچ کر گئے۔ حضرت عباد بن بشر کو اپنی محافظت
 پر مقرر کیا اور حضرت عبد بن مسعود کو اپنی محافظت پر مقرر کیا اور انہوں
 اور فوج میں آپ کے امویہ کے گرد بھی چند لگائے تھے ایک روز آپ صبح سویرے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور کہنے لگے یا رسول اللہ مجھ پر کچھ
 مسلسل عیسائی آواز سننے میں حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے کیا آپ سے ہم میں سے
 کسی کو محافظوں پر چکر لگانے کے لیے مقرر کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں نے ایسا نہیں کیا لیکن ہو سکتا ہے کہ بعض مسلمان ہمارے گھوڑوں
 پر مقرر ہوں، حضرت سلمان بن مسعود نے کہا یا رسول اللہ میں ومن مسلمانوں
 کے ساتھ اپنے گھوڑوں پر نکلا اور ہم محافظوں کی حفاظت کرتے تھے،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ راہ خدا میں محافظت کرنے
 والے محافظین کے محافظین پر رحم فرمائے کہ انہوں نے جن سب آدمیوں یا
 چوپایوں کی حفاظت کی ہے ان میں سے ہر ایک کے بدلے میں تمہارے
 لیے قیراع کا اجر ہے۔

اور غزوہ تبوک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ
 پر ایک اور معجزہ ظاہر کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے مومنین کے ایمان میں اضافہ
 کر دیا، اقدی نے جلد ۳ ص ۳۵۱ پر بیان کیا ہے کہ نبی سعد بن عجم کی ایک عمت
 حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور وہ کہنے لگے یا رسول اللہ
 ہم آپ کے پاس آئے ہیں اور اپنے اہل کو اپنے ایک کنوئیں پر چھوڑ آئے ہیں
 جس کا پانی کم ہے، اور یہ سخت گرمی کا موسم ہے اور ہمیں خدا شہ ہے کہ ہم پر گشت

ہو جائیں گے اور ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے کیونکہ اسلام ابھی تک سہ ماہی نہ ہو گیا
 نہیں پھیلا، آپؐ ہمارے کنوئیں کے بنی کے پاس ہیں ہمارے پیسے دیکھیے اور اگر
 ہم اس سے جبر ہو گئے تو کوئی قوم ہم سے عاقبتہ ورنہ ہوگی اور ہمارے دین کا کوئی نقص
 ہمارے پاس سے نہ گزر سکے گا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سنگریز سے
 دو ایسے تھے یمن سنگریز سے ملے کہ انہیں آپؐ کو دے دیا تو آپؐ نے اپنے ہاتھ سے
 انہیں دھوا پھر فرمایا ان سنگریزوں کو اپنے کنوئیں کے پاس سے جاؤ اور انہیں ایک
 ایک کر کے پھینکو اور اللہ کا نام لو، پس وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے
 واپس آ گئے اور انہوں نے ایسے ہی کیا تو اس سے بقی کے خوش آمد اور جو مشکین
 ان کے نزدیک آئے انہوں نے ان کو بھگے دیا اور زکوٰۃ دیا اور انہی رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم پر دیا پس یہیں آئے تھے کہ ان کے ارد گرد کے لوگوں نے ان سے نواہت
 کر لی اور دین اسلام کو قبول کر لیا۔

اور حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ تبوک کی جنگ کی اور ہم خیر و فروعیت کرتے تھے اور رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم ہمیں دیکھتے تھے اور ہمیں مسخ نہیں کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ بن غنیکہ نے بیان کیا ہے کہ ہم نے نبوکہ میں قیام کیا اللہ ہمارا توفیق
 ختم ہو گیا اور ہمیں گوشت کی شدید خواہش ہوئی اور وہ ہمیں ملتا نہ تھا، جس نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا یہ رسول اللہؐ گوشت یہاں ہے اور میں نے اپنی شہر
 سے شکار لے کر متعلق ذریعہ منت کیا ہے اور انہوں نے منہ نہ کھولا جتا یا ہے کہ شکار نزدیک
 ہی ہے۔ اور انہوں نے مغرب کی جانب اشارہ کیا ہے پس میں
 جاؤں اور اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ شکار کروں، رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا اگر آپؐ جائیں تو اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ
 جائیں اور گھوڑوں پر سوار ہوں۔

تم فوج سے الگ ہو جاؤ گے، ارادہ کی کامیابی ہے کہ میں اپنے دس افسار اصحاب کے ساتھ گیا جن میں حضرت ابو قتادہ بھی تھے وہ نیزے سے لگنے والے تھے اور میں نیزہ اڑاؤ تھا ہم نے شکار کا شکار کیا اور ہم نے شکار حاصل کیا، حضرت ابو قتادہ لگے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا پھر ہم عشا کے وقت فوج کے پاس واپس آگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بارہ سے میں دریافت کر رہے تھے کہ وہ ابھی تک نہیں آئے، آپ ہم آئے اور ہم نے آپ کے سامنے یہ شکار ڈال دیا آپ نے فرمایا آگے اپنے اصحاب میں تقسیم کر دو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس آدمی کو اس کا حکم دیں آپ نے حضرت رافع بن خدیج کو حکم دیا آپ کا بیان ہے کہ میں سارے قبیلے کو ایک ایک گورخوار ایک ایک ہرن دینے لگا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بڑا بوج ہرن دے گیا پس آپ کے حکم سے مجھے پکایا گیا اور جب وہ پک گیا تو آپ نے اسے مشکوایا۔ اور آپ کے پاس معین بھی تھے۔ انہوں نے کھایا اور آپ نے ہمیں واپسی کے لیے منع کر دیا اور فرمایا میں بے خوف نہیں ہوں یا فرمایا میں تمہارے بارہ سے میں غور و خور ہوں۔

تشیید فی سبیل اللہ کون ہے؟ غزوہ تبوک میں جو نبوی عربیہ میں ہم فوجی واقعہ ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی موجودگی میں اعلان فرمایا کہ تشیید فقط وہی نہیں جو معرکہ میں شہید ہو جائے اور نیزے سے قتل ہو جاتا ہے بلکہ تشیید کامر تو یہ ہر وہ شخص حاصل کرنا ہے جو جنگ کی حالت میں زندگی کو خیر یاد کرتا ہے، خواہ اس کی وفات کا سبب کوئی بھی ہو۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ دو ایما دین المراتی۔ قبل از یہی آپ کے اسلام کا واقعہ میں بحث میں بیان ہو چکا ہے۔ نے کہا یا رسول اللہ میرے لیے شہادت کی کو حافریا ہے آپ نے فرمایا مجھے لیکر کی چھال دو پس اس نے لیکر کی چھال آپ کو پہنچا دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کے بازو پر ہاتھ

دیا اور فرمایا میں اس کے خون کو کفار پر حرام کرتا ہوں، اس نے کہا یا رسول اللہ میرا مقصد یہ نہ تھا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جب راہِ خدا میں جنگ کرتا ہوا نکلے گا تو مجھے بخار ہوگا اور وہ تجھے روئے گا تو کوشش نہ کر کہ وہ تیرے پاس جب وہ ہوگا میں اترے اور وہاں کوئی روز تک قیام کیا تو حضرت عبداللہ ذوالجواہرین فوت ہو گئے اور حضرت بلال بن الحارث بیان کیا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور حضرت بلال مؤذن کے پاس آگ کا ایک شعلہ تھا اور آپ اس کے ساتھ قبر کے پاس کھڑے تھے ایسا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں ہیں اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اسے حضرت ابی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جا رہے ہیں اور آپ فرما رہے ہیں، اپنے بھائی کو میرے قریب کر لیں جب آپ نے اسے اچھی طرح پہنوں گے لی درست کر دیا تو فرمایا اے اللہ میں شام کو اس سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو جائیگا اور وہی کا بیان ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کاش میں صاحبِ قبر ہوتا۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ عبداللہ ذوالجواہرین امیرِ نبیلہ سے تھے اور یہیم تھے ان کے پاس کوئی مان نہ تھا کہ آپ کا باپ فوت ہو گیا تو اس نے آپ کو کسی چیز کا وارث نہ بنایا اور آپ کا چچا، اللہ ار تھا اس نے آپ کو لے لیا اور آپ کی کفالت کی حتیٰ کہ آپ آسودہ ہو گئے اور آپ کے پاس اڈنٹ، بکریاں اور غنم تھے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرتے آئے تو آپ کا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور آپ اپنے چچا کی وجہ سے اسے قبول کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے حتیٰ کہ کئی سال اور تب معمر کے گئے اور حضرت ابی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے مدینہ واپس لوٹے تو عبداللہ نے اپنے چچا سے کہا اے میرے چچا! میں نے

علیہ وسلم کے پاس آپ کے سفر کے دوران آئے تو آپ حضرت سہیلؓ سے بیعت کر کے اپنے پیچھے بٹھائے ہوئے تھے، حضرت سہیل کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر آواز سے فرمایا اے سہیل! ہر بار حضرت سہیل کہتے یا ایک، آپ نے تین بار کہا حتیٰ کہ لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد وہ ہیں، پس جو لوگ آپ کے آگے تھے وہ آپ کی طرف مڑ گئے اور جو پیچھے تھے وہ آپ سے آگے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ واحد لا شریک ہے اللہ اسے دوزخ پر حرام کر دے گا۔

سانپ کی شکل میں متشکل ہونے والے جن کا واقعہ | ابو نعیم نے جلیل میں بحوالہ آدمی روایت

کی ہے کہ اس نے بیان کیا ہے کہ لوگ غزوہ تبوک میں تھے تو ایک عظیم الجثہ سانپ نے سفر میں ان کی مقادمت کی تو لوگ اس سے ایک طرف ہٹ گئے پس وہ سانپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ اپنی اونٹنی پر دراز تھے اور لوگ اس سانپ کو دیکھ رہے تھے پھر وہ مڑ گیا حتیٰ کہ اس نے راستہ چھوڑ دیا اور کھڑا ہو گیا، لوگ آگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا۔ اللہ اور

لہ سہیل بن بیضا، بیضا، آپ کی والدہ ہیں، اور آپ کے باپ کا نام دھبہ بن دہیر بن عمرو بن عامر الغفری الغفری ہے آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں سے واپس آ گئے پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہ ہجرتوں کے جاس ہوئے آپ انما صل سالقون الاولون میں سے تھے۔ ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ آپ بدر اور دھبہ کے معرکوں میں شامل ہوئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کسب میں مدینہ میں فوت ہوئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا — یہ ان آٹھ جنوں کے گرد ہیں
سب ایک ہے جو میرے پاس قرآن سننے آئے تھے پس اس نے اپنے پر واجب
حاجات — جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے شہر میں گزرتے — کہ
وہ آپ کو سلام کے اور دیکھو وہ تمہیں سلام کر رہا ہے پس تم بھی اسے سلام کرو
پس سب لوگوں نے اعلیٰہ السلام ورحمۃ اللہ کہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں اللہ کے بندوں کو جواب دو خواہ وہ کوئی بھی ہوں

مؤرخین اور اصحاب حدیث بیان
کرتے ہیں کہ جو تک پہنچنے سے ایک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
طلوع آفتاب کے بعد صبح کی نماز پڑھنا

علیہ وسلم اور فجر رات کو سو گئے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا اور آپ نے مسلمانوں
کو نیزہ برسر سورج بلند ہونے پر نماز پڑھانی۔ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت
کی گئی ہے آپ نے بیان کیا ہے کہ — ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تبوک کی طرف گئے حتیٰ کہ جب ہم اس سے ایک رات کے فاصلے پر
تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور اس وقت بیدار ہوئے جب سورج
نیزہ سے برابر بلند ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — اسے بلال

صلی اللہ علیہ وسلم کی جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ شیخ محمد علی برکات
نے اس واقعہ کے بارے میں احقر اذنی کیا ہے اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے
کہ یہ بھولتا واقعہ ہے اور میں ذاتی طور پر اس واقعہ کی اصلیت کے لحاظ سے اس پر
احقر اذنی کا کوئی حوالہ نہیں دیتا کیونکہ یہ ممکن بات ہے اور غزوہ خندق میں، تبوک
نہ نہ واقعہ ہوا ہے، پیچھے کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے اپنے گھر کی چھت
میں سانپ کو مار دیا اور مارنے والا اسی وقت عربیہ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو بتایا مرنے والا سانپ تھی تھا۔

کہا میں نے آپ کو نہیں کہ تھا کہ مدت کو ہماری حفاظت کرنا یہ حضرت بنو خزیمہ
 غرض کیا مجھے غم نہ لگے، مجھے بھی وہی چیز ملے گی جو آپ کو ملے گی، وہی کام
 بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے نزدیک ہی کوچ کر گئے پھر
 فجر سے قبل دو رکعتیں پڑھیں پھر فجر کی نماز پڑھی پھر عقیقہ دن اور مدت تیز چلی
 چلتے رہے اور تبوک میں صبح کی بنیاد

حجۃ الوداع کے خطبہ کی مانند خطبہ | جس صبح کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ

نے فوج کے غنائم کو اکٹھا کیا۔۔۔ ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔۔۔ زمان میں ایک
 واسع حصہ دیا جو ایک حد تک حجۃ الوداع کے مشہور خطبہ کی مانند تھا اور تبوک کا
 یہ خطبہ اپنے اندر سلام اور اخلاقی تربیت کے بہت سے قانون رکھتا ہے۔

حضرت عقیقہ غار سے روایت کی گئی ہے کہ آپ بیعت عقیقہ اور بدر میں
 شامل ہونے والوں میں سے تھے، اگر آپ نے فرمایا ہے کہ جب حضرت نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں صلح کی تو لوگوں کو جمع کیا اور اللہ کی حمد و ثناء کی
 پھر فرمایا اے لوگو! یہ کسب سب سے بھیجی بات کہ سید اللہ ہے اور مغیوہ طائر
 کروا، تعویذ کی بات ہے اور بہترین ملت، حضرت براہیم علیہ السلام کی موت کے
 اور بہترین سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور سب سے بلند تر بات
 ذکر الہی ہے اور بہترین قصہ یہ قرار ہے اور بہترین امور ان کے انجام میں اور
 بدر موران کی بدلت ہیں اور بہترین بدلت انبیاء کی بدلت ہے اور بہترین موت
 شہداء کی موت ہے اور زیادہ اندھی عقل اللہ وہ ہے کہ ہر ایت کے بعد جو اور
 بہترین عمل وہ ہے جو نفع دے اور بہترین بدلت وہ ہے جس کی (غیر) کی جائز
 اور یہ قرین اندھا بین دل کا اندھا بین ہے اور گور پر وہ ۷۰ تھ نچلے انھ سے

بہتر ہے اور جو چیز کم کفایت کرنے والی ہے وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور غافل کرنے والی ہو اور مرگ کے وقت معذرت کرنا بدترین بات ہے اور جو تریق تداومت، تیاامت کے روز کی تداومت ہے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو عجب میں کم آتے ہیں اور ان میں سے بعض امیہ کو غش کلامی سے یاد کرتے ہیں اور سب سے بڑی غلط جھوٹی زبان ہے اور بہترین تو مگر ہی نفس کی تو مگر ہی ہے اور بہترین زاد تقویٰ ہے اور حکمت کی چوٹی، خوف الہی ہے اور دل میں جو ڈالا جائے اس کی بہترین چیز یقین ہے۔ شک کفر سے ہے اور نوح کرنا جاہلیت کا عمل ہے اور خیانت جہنم کا انکار ہے اور نشہ و زور سے ہے اور شعر الیس سے ہے اور شراب، گناہوں کی جامع ہے اور عذاب میں شیطان کا جال ہیں، جوانی، جنون کا ایک حصہ ہے اس سے بڑی کمی سود کی کمائی ہے اور سب سے بڑا کھانا تقیم کا ال کھانا ہے اور سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت و سن کرے اور بد بخت وہ ہے جو ان کے پیٹ میں بد بخت ہے اور تم میں سے ہر شخص چار ڈھکے بڑ کی طرف جانے والا ہے، کام وہ ہے جو آخر تک ہو اور عمل کا دار و مدار اس کے انجام پر ہے اور سود، جھوٹ کا مود ہے اور جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہے، مومن کو دشنام دینا فسق ہے اور مومن کو قتل کرنا کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا معصیت الہی ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے اور جو اللہ کے خلاف فیصلہ دے وہ اس کا کذاب ہے اور جو معاف کرے وہ اسے معاف کرتا ہے، درجہ نیچے کوئی جائے اللہ کے اجر دے گا اور جو معصیت پر جبر کرے گا اللہ اسے بدلہ دے گا اور جو سزا کے پیچھے بڑے گا اللہ اسے سزا کر دے گا اور جبر کرے گا اللہ اسے ڈگنا دے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اسے عذاب دے گا اسے اللہ بھیے اور میری امت کو بخش دے گا میں اپنے پیچھے اور تمہارے لیے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں

سنو مخازن الوائدی جلد ۱ ص ۱۱۱ اس شاندار خطبے کے بہت سے فقرات حدیث

راقی نے میدان کیا ہے کہ جی عذرہ کا ایک شخص تھا جسے عذی کہ جاد تھا وہ یہاں
 کرتا ہے کہ میں جو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ من آو اور میں نے آپ کو مشورہ
 ملا کہ یہ سو اور دیکھ آپ لوگوں کے گرد گھوم کر فرما رہے تھے — اے لوگو! دیکھو
 والے کے ہاتھ کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے اور دیکھو اے کا ہاتھ ہے اور دیکھو
 کا ہاتھ ہے بحرین ہے اور چشمہ دیا گیا ہے اس کا ہاتھ بچلہ ہے — اے لوگو! تم صحت کرو
 خواہ کردلوں کا تھا ہو، اسے اللہ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے آپ نے یہ بات میں
 باد کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دو عمر میں باہم لڑا کریں میں نے خیر دار جو ایک کے
 جانگ اور وہ مر گئی۔ — جیسا کہ عرب کہتے ہیں رحی فی جہنم اللہ صحت نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی رہت سے گاؤ۔ اس کا وارث قرہ ہو گا۔

ایمان یمن والوں کا ہے | مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت میں اپنے مسجد کو جگہ پر بیٹھے اور انہیں مخاطب کیا اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ایمان یمن والوں کا ہے اور مشرق کی طرف دیکھا و چونکہ کعبہ کی نسبت سے عراق ہے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: اکثر یمن اور شامی بہت عیالاتے دونوں میں سے

تجدید و مشیر معزیز گزشتہ:

کی صحیح سسٹم کی کتابوں مثلاً پنچامی اور مسلم اور انجیل کتابوں میں آئے ہیں۔ یہ عقیدہ، تربیت اور تعمیر زندگی کے چار چیلن کے اصولوں کی تشکیل کے لیے جامع اور عمدہ گہر عقیدہ کے جو سداوت داریں کا متکلف ہے، مسلمانوں پر واجب ہے کہ جو کچھ اس عقیدہ میں بیان ہوا ہے اسے یاد رکھیں بلکہ اسے حفظ کریں کیونکہ یہ اخلاقی اور جان چلن کے دستور کے قیام میں مفید ہے۔

وہ باقی لوگ مشرق کی جانب سے ہیں جن سے شیطان اپنا سیدنا نکالے گا۔

گھوڑوں کی تفصیلات کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیسہ کا ٹکڑا لایا گیا۔ وہ صحابہ کئے تھے اور ان کے پاس

یہ لکھا تھا: ایرانی تیار کر رہے ہیں اور ہمیں خبر ہے کہ اس میں مردار ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں بھڑی دھواں اور اللہ کا نام لو۔

وہ قطعہ اس کے ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گھوڑا تحفہ دیا تو آپ نے اسے ایک انصاری کو دے دیا۔ عدائے حکم دیا کہ وہ اس کی ہڈیاں ہٹ

سے ہٹا دے۔ اس نے اسے بچے سے ملنے لایا۔ اس نے مسلسل ایسے ہی کیا حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو گھوڑے کی ہڈیاں ہٹ ختم ہو

گئی۔ آپ نے اس کے دھم سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کر دیے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برا مشرک

قیامت کے دن تک گھوڑوں کی ہڈیاں نبیوں میں بھلائی ہے۔ اس کی نسل تیار کرو اور مشرکین پر ان کی ہڈیاں ہٹ سے نکل کر وہ ان کی زبان ان کو گم کر کے دال ہے

اور ان کی زمین ان کی جنوں یاں ہیں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ قیامت کے روز شہداء اپنے کندھوں پر اپنی تلواریں رکھے ہوں گے۔ ان کے

اور وہ جس نبی کے پاس سے گزریں گے وہ ان سے ایک طرف ہٹ جائے گا حتیٰ کہ وہ حضرت ابراہیم خلیل کے پاس سے گزریں گے تو وہ ان کے لیے ایک

طرف ہٹ جائیں گے حتیٰ کہ وہ نور کے منابر پر بیٹھ جائیں گے۔ لوگ کہیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رب العالمین کے لیے اپنے خون بہائے ہیں۔

پس یہی کیفیت ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلے کرے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا غریب نام تھا آپ اس کے پاس آئے اور آپ تبوک میں تھے پس آپ نے اس پر اپنے کپڑے ٹکائے اور اپنی چادر سے اس کی پشت پر بچھنے لگے اور یافت کیا گیا یا رسول اللہ آپ اس کی پشت کو اپنی چادر سے بچھتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ اور قصیب کہ چتر؟ شاید جبریل نے مجھے اس کا حکم دیا ہو حالانکہ میں نے رات بسر کی ہے اور فرشتے مجھ سے گھوڑوں کے منہ بھی ٹوسنے اور ان پر ہاتھ پھیرنے کے واسطے جس گفتگو کرتے ہیں اور آپ نے فرمایا میرے دوست جبریل سے مجھے بتایا ہے کہ وہ میرے لیے ہر شے کے بدلے جیسے میں نے اس سے پارسے طور پر کیا ہے نیکی کھتا ہے اور میرا بپاس کے ذریعے میری ایک بڑائی کو رد کرتا ہے اور مسل نواد میں سے جو شخص خدا کی راہ میں گھوڑا بانہ دھتا ہے اور اسے اس کا پورا چارہ دیتا ہے جس سے وہ قوت حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر دالے کے بدلے میں اس کے لیے نیکی کھتا ہے اور ہر دالے کے بدلے میں اس سے بڑائی کو رد کرتا ہے لہذا یافت کیا گیا یا رسول اللہ کوئی گھوڑا اچھا ہے؟ آپ نے فرمایا سپاہ جس کے ہاتھ پر سفید نشان ہو اور جس کی ناک اور بالائی ہونٹ پر سفید داغ ہو جس کا تہائی حصہ سفید ہو جس کا دایاں پاؤں سفید ہو اور اگر سیاہ نہ ہو تو کیت اس صفت کا ہو۔

ترجمہ نبوی کا ایک واقعہ | تبوک میں قیام کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب چھان بین کرنے والوں کو تعریف کی اور اچھے پن اور حکم پن سے منع فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ — ایک شب تبوک میں لوگ خوفزدہ ہو گئے اور میں تنہا رہتا تھا کہ باہر نکلا حتیٰ کہ میں حضرت سالم مونیٰ بنی حذیفہ کے پاس جا بیٹھا وہ بھی تنہا رہتا تھا۔ میں نے کہا میں اس صالح شخص کی ضرورت اقتدا کروں گا جو اہل بدر ہی سے ہے پس میں ان کے پہلو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسے کے پاس بیٹھ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تارا منگل کی حالت میں ہمارے

پاس آئے اور فرمایا اسے لوگو یہ اوجھاپن اور یہ ہکاپن کلمے؟ کیا تم نے وہ کام نہیں کیا جو ان دو صلح اشخاص میں نے کیا ہے؟ آپ کی مراد مجھ سے اور عالم مولیٰ ابی حذیفہ سے تھی۔

اور جب آپ تبوک پہنچے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے مسجد تبوک کے قبیلہ کا پتھر رکھا اور ساتھ والا پتھر بھی رکھا پھر آپ نے لوگوں کو ظہر کی نادر پڑھائی پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا نہ یہاں خرام ہے اور نہ یہاں من ہے بلکہ
اور حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے — ہم تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ رات کو نماز پڑھنے کے لیے اٹھے اور آپ رات کو بکثرت تہجد پڑھتے تھے اور اٹھ کر مسواک کرتے تھے اور جب آپ نماز پڑھنے کو بکھڑے ہوتے تو اپنے پیچھے کے من میں پڑھتے اور کچھ مسلمان اٹھ کر آپ کی حفاظت کرتے، ان راتوں میں سے ایک رات کو آپ نے نماز پڑھی اور جب فارغ ہوئے تو جو لوگ آپ کے پاس تھے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا —
مجھے پانچ باتیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں، مجھے سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، نبی کو صوف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور نہ میں میرے لیے مسجد اور پاک بنائی گئی ہے کہ جہاں بھی مجھے ناز کا وقت آجائے میں گیم کروں اور نماز پڑھ لوں اور میرے لیے غنم کو حلال کیا گیا ہے میں انہیں کھانے والا ہوں اور مجھ سے پہلے تھے وہ انہیں حرام قرار دیتے تھے اور پانچویں وہ ہے جو ہے اور ہے جو ہے اور ہے جو ہے، صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا مجھ سے پوچھا گیا، مانگ، ہرنی نے اٹک ہے اور وہ تھا ہے لیے اور اس شخص کے لیے ہے جو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

حدودِ دیگر رومیوں کا کوئی نشان نہ تھا | مہی کے کھادلوں اور صحابہ پر

کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدہ فوجِ زمیں ہزار ہا کے ساتھ اس شہرِ گرم موسم میں عشرت اور شہیدانِ جنگ کے باوجود جو آپ کے عام اصحاب کو لاحق تھی۔ ہمیشہ سے ان معلومات کے حامل ہونے کے بعد ماہِ ربیع الاول کی بادِ نوازیہ کرتی تھیں کہ شام میں رومی ماں فوجوں کو جمع کر رہی ہے، اور ان فوجوں پر چالیس ہزار تھیں، کے ہر اول دستے، بعد از پہنچنے میں جو جزیرہ عرب کی حد کے نزدیک ہے پس آپ ان خبروں سے سخت غمگین ہوئے اور آپ نے یہ عقیدہ فوج تیار کی تاکہ رومیوں کو عملی بہت دین اور انہیں کھانسی کو آپ فوجی لوازم سے جزیرہ عرب کی حد کو زینہ دہی سے بچانے کی قدرت رکھتے ہیں جس پر عمل کرنے کا منصوبہ رومیوں نے اپنی زبردست عظیم خبر کا اور بہترین نیار فوجوں پر اختیار کر کے کیا ہے۔

لیکن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی فوج کے ساتھ جو کہ پہنچے تو آپ نے وہاں سے اپنے ہر اول اور فوج کے انجیل جنس کے دستے بھیجے اور انہوں نے کسی رومی اور عرب عیسائی فوجوں کا نشانہ بنایا جو جزیرہ شام کی حدود پر ان کی دوست تھیں۔

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رومی فوج جزیرہ عرب کی حدود پر کیوں موجود تھیں عیسائیوں کی اطلاعات میں ہے جو عرب میں آپ کو پہنچی تھیں اور ان کے بعد آپ نے ان حالات میں ماہِ ربیع الاول کا نام اس موسم میں گرمی کی شدت اور عام مسلمانوں کی مانگی پر نظر کرنے ہوئے استثنائی حالات رکھنا جاسکتا ہے۔ کیا رومی اس جنگ سے پہلے بہت گھٹے گھٹے جس کے لیے وہ تیار کی کر رہے

تھے اور کیا یہ سپلائی اس بات کا نتیجہ تھی کہ رومیوں کو اسلام کی عظیم افواج کے ہاراج کی عظمت کا یقین ہو گیا تھا یا رومی افواج کے اکٹھے کی اطلاع و درست نہ تھیں اور رومیوں نے صرف اپنے دست و حربہ ہا سوسوں کو اشد کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے اور ان کی حرفی قوت اور جنگی طاقت کا اندازہ لگانے کے لیے ان کی اشاعت کریں اور یس ؟

ہی برہان الدین کا بیان اس آخری دوائے کی طرف ہے وہ سیرت حلبیہ میں بیان کرتے ہیں اور اس کی (یعنی رومی فوج کی) کوئی حقیقت نہ تھی اور یہ بات اس شخص سے کہی گئی جو اسے مسلمانوں تک افواج کا پیچھا دے اور یہ بات اس وقت ہوئی جب لوگ جنگ میں تھے اور ملک میں فساد تھا یہ

اور ایسے ہی دائری نے بھی اس طرف اشارہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اس وقت جزیرہ عرب کی حدود پر رومی افواج کے اکٹھے کی افواہیں درست نہ تھیں آپ اپنے معاذی میں بیان کرتے ہیں کہ سابط — یعنی انباط — جاہلیت میں اور اسلام کی آمد کے بعد مدینہ میں آٹا اور تیل لایا کرتے تھے اور شام کی غیر مسلمہ مسلمانوں کے ہاں انباط ہی کثرت لایا کرتے تھے میں ایک ہزار لی آیا اور انہوں نے بتایا کہ رومیوں نے بہت افواج جمع کی ہیں اور ہر قتل جانے اپنے اصحاب کو ایک سال کی رسد دے دی ہے اور حجم، جہاد، عثمان اور خالد بھی

ساتھ جمع ہو گئے ہیں اور انہوں نے پیشقدمی کی ہے اور اپنے ہزاروں کو بلانے کے نزدیک کر دیا ہے انہوں نے وہاں پڑاؤ کر لیا ہے اور ہر قتل خاص میں بھیجے رہ گیا ہے پھر واقعہ یہ بیان کرتا ہے اور یہ کوئی بات نہ تھی صرف یہ بات بیان کی گئی ہے اور مسلمانوں کے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی چیز قابل خوف نہ تھی اور یہ خوف اس وقت پیدا ہوا جب انہوں نے ان کی

تعداد ہزاروں اور کھوڑوں کو دیکھا ملتا

بہر حال جو درمیان مسئلوں اور ردیوں کے درمیان فوجی مقابلہ ہو گا اس وجہ سے نہ ہوا کہ ردی جنگ کی تیاری کرنے کے بعد اس سے پیچھے ہٹ گئے ہوں یا اصلاً انہوں نے اس کی تیاری ہی نہ کی ہو، برابر راستہ ہے انہوں نے یہ بڑی ہمت لوگوں کو بھڑکانے اور غارت کرنے کے لیے مشہور کی پس وہ عظیم فوج جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوک سے لے گئے، اس نے اسرم، درملہ انور کے لیے عظیم فوج کو جمع کیا۔

جہاں سے ایک راجہ سب سے اہم ہے (یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس فوج سے جو حدود شام کو پار کرنے کے قریب تھی، اردو میں باختر و کیا اور ان کے دلوں میں یوں دھب ڈال دیا کہ ان کے اعلان میں مسلمانوں کے بار ہیں جو غلط تصور پر مبنی ہوئی تھی سب گئی اور وہ یوں کہ ردی ان کی طرف اس اس پر دیکھتے تھے کہ یہ ان بددولت کی متفرق اور کمزور جماعتیں ہیں جن کا کوئی افسر اور سپہن نہیں اور جنگوں کے پیچھے ان کا مقصد کچھ مال حاصل کرنا اور نقصان حاصل کرنا ہے۔

اور شام میں ردی کان پر رعب بکھا جانے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس نے اپنی بددست افواج کے باوجود کسی ماکن کو حرکت نہیں دی بلکہ جب اسے اطلاع ملی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ تبوک پہنچ گئے ہیں اس نے ایک مسیحا کی کو بھی حد درجہ پر نہیں بھیجا اور آپ شکر و حمد کی کہان کر ایک چیلنج کرنے والے کی مانند بن گئے، جس کی حد درجہ آپ اپنی نبردست افواج جو تیس ہزار تک پہنچی ہوئی تھیں ان کے ساتھ نمائش کر رہے تھے۔ یہ بھی شام میں ردی شمشادیت سے پہنچنے کی مانند چیلنج کرنے سے کیسے ممکن۔

حالاں کہ وہ — ابراہیموں پر فتح پانے کے بعد — ساری دنیا میں سب سے طاقتور
 فوجی قوت شمار ہوتی تھی وہ سکون اختیار کرنے کی طرف کیسے مائل ہوئی اور اس
 نے جیش نبوی سے مقابلہ کرنے کے بارے میں غور و فکر کیا حالانکہ وہ اس کی
 جیشی حدود پر تقریباً بیس دن تک اس کی اطراف پر حملے کرتا رہا اور وہ میوں کے
 علاوہ اس کے دوسرے حلیف اور دوست اس کی اطاعت اختیار کرتے رہے۔
 بلاشبہ دوسری فوج کے ناٹین کے دلوں پر رعب چھا گیا تھا خصوصاً اس
 صفتِ نجر کے بعد جو انہیں ہجرت کے آٹھویں سال معرکہ مہرہ میں اسلام کی چھوٹی
 سی فوج کے ہاتھوں ہوا تھا اور وہ یوں کہ انہوں نے اس چھوٹی سی فوج سے جس
 کی نسبت ان کی افواج کے مقابلہ میں ایک اور سنہری تھی کئی قسم کی گھبراہٹوں کا سامنا
 کیا اس لیے انہوں نے جیش نبوی سے مقابلہ کرنے کو ترجیح دی اور خوف سے
 اس کا انتظار کرتے تھے حتیٰ کہ وہ حدودِ شام کو پار نہ کرنے کا فیصلہ کرنے اور
 مدینہ کو چھینچ کر آنے اور انہیں ڈرانے پر اکتفا کرنے کے بعد سر بلند ہو کر اور
 بڑی فتح حاصل کر کے مہرہ واپس آ گیا اور اس نے اس چھینچ کے یقین دلا دیا کہ وہ
 کسی بھی دشمن کے ظلم کے مقابلہ میں جو جزیرہ عرب پر ظلم کرنے کے بارے میں
 سوچتا ہے اسے بچانے کی قدرت رکھتا ہے۔

بلکہ مزید اس نے بیان کیا ہے کہ مکہ ہرقل جو محض میں مقیم تھا اس نے رسولِ کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جب کہ آپ تبوک میں تھے، دوستی کا بیعام بھیجا اور
 وہ یوں کہ اس نے خط لکھ کر ایک خاص نمائندہ کو بھیجا جس میں اس نے
 رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ وہ مسلمان ہے، کتبِ سیرت میں بیان
 ہوا ہے کہ مکہ ہرقل، محض میں جب وہ دوسری دفعہ اپنے ارکانِ دولت کو
 اسلام میں داخل ہونے پر رضامند کرنے میں ناکام ہو گیا تو اس نے ان سے
 نرمی کی حتیٰ کہ اس پر ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا پھر اس نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی طرف ایک خط بھیجا جس میں وہ بیان کرتا ہے کہ میں سلاہ ہوں لیکن میں نے

ساتھ میں مشغوب ہوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے وہیہ کو قبول فرمایا
لیکن آپ نے اس یاد سے جس اس کی تصدیق منگی کہ وہ مسلمان ہے اور مؤرخین نے
ہتھلی کے نام پر سے جو شخص سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا روایت
کی ہے اس نے یہ نہ کیا ہے کہ — میں تبوک آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نہ اپنے اصحاب کے درمیان گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے ہیں نہ اپنے
پرچیاں آٹا کھا رہے ہیں نہ جانیگا کہ وہ یہ ہے، پس میں چلتے ہوئے آنحضرت کے پاس
کے سلسلے بیٹھ گیا اور میں نے اپنا خط آپ کو دیا آپ نے اسے اپنی گود میں رکھا
پھر پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں تنوخ کا ایک شخص ہوں آپ نے فرمایا کیا
تجھے اسلام دین حنیف سنت ابراہیم میں کچھ دلچسپی ہے؟ میں نے کہا میں ایک
قوم کا اچھی بھلا اور اسی قوم کے دین پر مجھوں میں جب تک دن کے پاس والوں سے
ملاؤں اسے نہیں چھوڑوں گا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَهَوَ اَعْلَمُ بِالْمُحْتَدِينَ

ترجمہ: یا اللہ! تو مجھے ہدایت دے تا کہ میں چاہے نہیں دے سکتا لیکن اللہ جیسے

چاہتا ہے ہدایت دے گا۔ اور وہ ہدایت پائے والوں کو بہتر جانتا ہے۔

میں جب آپ میرے خط کے پڑھنے سے فارغ ہوئے تو فرمایا — تجھے حق مائل
ہے اور تو اچھی ہے اور اگر تو ہمارے دل کوئی حبیہ پاتا تو ہم تجھے وہ حبیہ دیتے
ہم مسافر لوگ ہیں، ایک شخص نے کہا میں اسے حبیہ دے دوں گا پس وہ ایک ٹھکانہ لایا
اور اسے میری گود میں رکھ دیا، میں نے اس شخص کے متعلق دریافت کیا تو مجھے
بتایا گیا کہ یہ حضرت عثمان بن عفان ہیں۔

ابو تبوک کی عظیم فوج نے جو عظیم سپاہی اور عسکری قوائید حاصل کیے وہ ہرگز
عرب کے شمال میں فوجی قیادت سے اسلام کی تمام دشمن پاکستان کا صطایہ کرنا ہے اور
خود عثمان حاضر کا جو بہت پرستی کے تابع تھے اور جزیرہ عرب کے شمال میں فوج
صغایا، مکمل اور ہر گز صغایا تھا، اور وہ اس طرح کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک

سے اس وقت واپس وٹے جب جزیرہ کے تمام شمالی علاقے یا تو غوثی سے اسلام میں داخل ہو کر یا اس وجہ کے آئندہ اس کو تسلیم کر کے اور مسلمانوں کو جزیرہ اور کرنے کے طریق سے اس کے بطرح ہو کر اسلامی ادارہ کے فرمانبردار ہو چکے تھے اور یہ بات ابن عربی سے بخفا منقہ تھی جو نصرانیست پر تنقید کرتے تھے جیسے : دعتہ الجند ان کا بادشاہ جیسا کہ ابھی اس کتاب میں اس کی تفصیل بیان ہوئی ۔

فصل چہارم

- شام کے جنوب پر مسلمانوں کا قلعہ
- شام کے جنوب کے عیسائیوں کے لیڈروں کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نبوک میں ملنا اور آپ سے صلح کرنا۔
- حضرت خالد بن ولید کا اجدل کو فتح کرنا۔
- روم کے بادشاہ کا امیر ہونا اور اس کے بھائی کا قتل ہونا۔
- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی فوج کے ساتھ حد و بوشام کو پار کرنے کے بارے میں سوچنا۔
- فوج کا فتح مند ہو کر مرینہ کو واپس آنا۔
- منافقین کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کر سنے کی کوشش کرنا۔
- مسجد خرابہ کا واقعہ اور اس کا جلا نا۔
- منافقین کے لیڈر و عبیدہ بن اسد کی موت۔
- غزوہ سے پہلے نہ جانے والے یمن آدیہوں کا واقعہ اور ان کی توبہ کے متعلق قرآن کا واقعہ۔
- قرآن کا منافقین کو ذلیل درموا کرنا۔
- اسی طرح نبوک کی فوج سنے جو بہم عظیم معنوی فوائد حاصل کیے ان میں جو بھی

عرب کی حدود کے پر سے تک اور خود بلادِ شام کے اہل اسلام کی میہمت کو بھیل جاتا ہے جس کے اثر سے جعفری مقامی حکمران اور شام کے جنرل جیسے کہ وہ بھی کسی شخصیات جہاں علیک عظیم کا سرد اقدہ ہے، خودزادہ جو نہیں اور یہ دینیہ شخصیات اور بعض مدنی حکمران اپنی مرضی سے تبوک آئے۔ اور یہ لوگ اس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جب انہیں پتہ چلا کہ آپ تبوک میں ہیں۔ — اور انہوں نے آپ کے صبر کی اور اس شرط پر آپ سے ان طلب کی کہ وہ آپ سے پُر امن رہیں گے اور آپ کے خلاف آپ کے دشمن کی مدد نہیں کریں گے پس آپ نے انہیں یہ اہل دین کے دیکھ کر ابھی تفصیل بیان ہوگئی انشاء اللہ۔

اور شام سے ان کیجیوں کا خوشی سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ملحق ہو کر آنا، بلادِ شام میں پہلی اسلامی فتح خیال کیا جاتا ہے جو اس وقت دوسری شہادتِ حیات کا جہت خیال کیے جاتے تھے اور یہ اطلاع جس سے یہ نفاذ ملی تبوک آئے تھے انیسٹین کا جہت خیال کیا جاتا تھا اور نہ جہیں، شام کا جہت تھا۔

اور حضرت اہل ایہ راہِ ایلانہ کے عیسائی ہی آپ کے پاس آئے تھے اور آپ کو جزیہ دینا تھا۔ اور اسلحہ کے اقدہ ان کے نبول کرنے کا اعلان کیا تھا ان کی طرح آپ کے پاس شام کے دوسرے علاقوں اور جزیہ کے حکام بھی آئے

سے یا قوت کے اپنے نام کی علیہ ص ۱۶۷ پر بیان کیا ہے کہ اودرج، اطرافِ شام میں ایک شہر ہے جو السراق کے مضافات میں ہے پھر اہل بقاء اور عمان کی نواریہ میں ارضِ حجاز کے نزدیک ہے اور اسلحہ ان عجایب کی کتاب میں ہے کہ اودرج اور بطربا کے درمیان تین دن کا سفر ہے۔ — علیہ الجہزہ و عمان کے مضافات میں اہل بقاء کے علاقے میں ہے اور حجاز کی جانب سے جہاں السراق کے نزدیک ہے اور اودرج اور الجہزہ کے درمیان تھیکہ کی وعا انخرش جوئی تھی جس کی میڈر شپ صفین کے اسلحہ سناک معرکوں کے بعد حضرت عمر بن احمد ص اور حضرت ابو موسیٰ اشعری نے کی۔

تھے۔

تاریخ کی معتبر کتب میں بیان ہوا ہے کہ شاہ ایدہ زیارات اور ادرج اور جریاد کے باشندہ بن کو جب پیر چلا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو کہ پہنچ گئے ہیں تو وہ خوفزدہ ہو گئے کہ آپ اپنی فوج کے ساتھ ان کے پاس آجائیں گے پس انہوں نے آپ کے پاس آنے میں عجلہ کی تاکہ آپ کی اعانت کرتے ہوئے اور جزیہ دیتے ہوئے آپ سے صلح کر لیں جسے معاہدہ کرنے والے لوگ مسلمانوں کو قرآن کریم کے بیان کردہ اصول کے مطابق ادا کرتے ہیں۔

واقعی نے بیان کیا ہے کہ دمد اور تیمار کے باشندے اس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خوفزدہ ہوئے جب انہوں نے دیکھا کہ عربوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور بختہ بن ربیعہ زیارات کا بادشاہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ اس باشندے سے خوفزدہ ہو گئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف فوج بھیج دیں گے اور بختہ کے ساتھ ادرج اور جریاد کے باشندے بھی آئے انہوں نے اگر آپ سے صلح کی اور آپ نے ان پر جزیہ مقرر کیا۔

واقعی نے ایک دوسری جگہ بیان کیا ہے کہ یعقوب بن محمد الغفری نے عن عاصم بن عمر بن قتادہ عن عبد الرحمن بن جابر عن ابی محمد سے بیان کیا کہ جس روز یحند بن ربیعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے اسے دیکھا وہ پر سونے کی صلیب تھی اور وہ اس کی پیشانی سے بندھی ہوئی تھی یہ جب اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے اپنے سر کو جھکا یا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اشارہ کیا کہ اپنے سر کو اٹھا اور اس

سے تیمارہ و نیزہ کے شمال میں آٹھ مراحل پر واقع ہے۔

روزِ آپ نے اس سے صلح کی، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یمنی چادر زیبائن
کرائی اور اسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرنے کا حکم دیا۔
اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن اور اس کی قوم کو صلح اور امان کی دستاویز
لکھ دی جو یہ تھی :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ اور محمد نبی رسول اللہ سے یمن میں مڑتے اور اپنی ایفک کیسوں
اور برہ بھریں ان کی باقی ماندہ چیزوں کے لیے پروا نہ امان ہے انہیں
اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف امان حاصل ہے
اور اس کے ساتھ جو اپنی شام، اپنی یمن اور اپنی بھریں زمینیں بھی امان
حاصل ہے اور جس شخص سے کوئی شیا کا نام کیا اسے اس کا مال، اس کی
جان کو نہیں بچائے گا، اور لوگوں میں سے جو کوئی اس سے ملے گا
وہ اس کے لیے حبيب ہوگا اور ان کے لیے پانی کا روکنا جائز نہیں
ہوگا اور نہ برہی اور بھری نہ دستہ بند کرنا جائز ہوگا۔ یہ خط حبیب بن
المسلمہ اور شریحہ بنی سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے
کھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعالیٰ علیہ السلام پر ہر سال
تین سو دینار جزع مقرر کیا اور وہ تین سو آدمی تھے۔
اسی طرح اپنی جوباء اور اورج کے لیے یہ دستاویز لکھی گئی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اہل اورج کے لیے
وہ اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں ہیں اور ان پر
ہر چھ مہینے میں پورا ایک سو دینار دینا واجب ہے اور اللہ تعالیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم نے دونوں کو مٹنا کا چوتھا فی جہت جو محمد سے ملتا ہے اور
 کچھ دوسرے درختوں کے چل کر موت کا چوتھا فی جہت دیا اور عبید بن یاسرؓ و سواد بن غنیمہؓ
 جہادی و زیادہ تھا پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبید بن یاسرؓ کو گھوڑے اور سوختے
 دیسے اور بنی سعد اور بنی داکل کے ساتھ حج تکبہ بھی دستور چلا آ رہا ہے پھر عبید بن
 یاسرؓ مٹنا آیا اور اس ایک یہودی عورت ثقی اور وہ یہودی عورت اس کے گھوڑے
 کی نگرانی کرتی تھی پس اس نے اسے اپنے گھوڑے کے حلقوں میں سے ساتھ لٹکے
 دیسے اور یہودی عورت اس کے گھوڑے کی نگرانی کرتی تھی پس اس نے اسے اپنے
 گھوڑے کے حلقوں میں سے ساتھ لٹکے دیسے اور یہودی عورت کو یہ لٹکے مسلسل ہوتے
 رہے حتیٰ کہ بنی مہدہ کا آخری زمانہ منقذ ہو گیا اور وہ تہ اسے اور نہ عبید کے بیٹے کو
 واپس کیے گئے تھے

اور بلا تدریج کی فتوح البلدان میں ہے کہ اہل یان مٹنا کی صلح کی دستاویز میں بیان
 ہوا ہے کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نبی حبیبہ و اہل بیت کی طرف
 تم سلامت ہو مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے کہ تم اپنی بستی کی طرف واپس جانے
 والے ہو پس جب میرا جھنڈا تم سے پاس آئے تو تم ان میں جو مجھے
 اور تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی امان حاصل ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے تمہارے گت ہوں کو معاف کر دیا ہے (یعنی تمہارے مسلمانوں
 کے خلاف جو مخالفانہ کام کیے ہیں) اور جس خون کا تم نے پیچھا کیا ہے
 اسے بھی معاف کر دیا ہے اور تمہاری بستی میں اللہ کے رسول اور
 اس کے اہل بیت کے سوا تمہارا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ کوئی ظلم و زیادتی

نہ ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز سے نہیں بچائیں گئے جس سے اپنے آپ کو بچائیں گے اور تمہارے کپڑے اور غلام اور گھوڑے سب کا ورہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھائے ہوں گی سوائے اس کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی معاف کردہ اور اس کے بعد تمہارے گھوڑے کے درخت جو پھل دیں اس کا جو تھائی حجت اور تمہارے شکار کریں اس کا جو تھائی حجت اور تمہاری عورتیں جو نکوت لائیں اس کا جو تھائی حجت و شاکم پر ہو۔ جب ہے اور اس کے بعد تمہارے رہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے سب جو چہ اور سب کا آٹھا دی ہے پس اگر تم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے شریف آدمی کی عزت کریں۔ گئے اور تمہارے غلط کار کو معاف کریں گے اور جو مسلمان نئی جیبہ اور اہل مغان کے بارے میں بھلا مشورہ کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے اور جہان سے شر کا قصہ کرے وہ اس کے لیے بڑا ہے اور تمہارا امیر تم میں سے ہو گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہو گا یا

دومۃ الجندل کی فتح ﷺ اور پیش نبوی نے جو اہم فوجی تاریخ کے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک ہیں اس مانچ کو خاتم کرنے والے

۱۔ فتوح البلدان ۲۷۹ اور مکتب الفتوح کا احترام کتاب کے نمونہ پر دیکھیے۔
۲۔ دومۃ الجندل، قدیم زمانوں سے ایک مشہور علاقہ ہے اور میلاد سے چھٹی صدی بعد کی لڑائیوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے اور دوسری صدی میلادی کے آخر میں مکہ زادوں نے اس کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس سے اس کی نافرمانی کی اور دومۃ الجندل جنگ کے مشرق میں واقع ہے اور عراقی حدود کے نزدیک ہے اور مشہور قریشی فوجی قلعہ (بانی حاشیہ صفحہ پورے پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

عیاض بن غنم نے تقریباً پانچ سو سال اس کا حامی رکھے دکھا اور خلیفہ صدیقی کے زمانے میں اس نے اس کی نافرمانی کی اور وہ حضرت خالد بن ولید کی مدد سے جو کچھ کے آخر میں حیرت سے کہے تھے اس میں داخل ہو سکا اور با ثبوت بحکم البلدان میں اس دور دراز زمانے کو یقین سے بیان کرتا ہے جس میں دومتہ الجندل کی تعمیر ہوئی۔ اور وہ حضرت اسماعیل بن ابی العتہ کے ایک بیٹے کا زمانہ ہے، یا ثبوت نے بیان کیا ہے کہ دومتہ الجندل کو دوم بن اسماعیل کی دھڑ سے یہ نام دیا گیا ہے اور حاجی نے دوران بن اسماعیل بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ جب تھامر میں حضرت اسماعیل کے بیٹے زیادہ ہو گئے تو دو دماغ بن اسماعیل یا نرسل گیا اور دومتہ کی جگہ پر اتر آیا اور یہاں قلعہ تعمیر کیا اور بعض نے دو دماغ بیان کیا ہے اور قلعہ اس کی طرف منسوب ہو گیا اور ابو سعید نے بیان کیا ہے کہ دومتہ الجندل یا پنج فرسخ قیصب زمین میں ہے۔ اور اس کے مغرب کی جانب ایک بہتا چشمہ ہے جو کھجوروں کے درختوں اور کھیتوں کو سیراب کرتا ہے اور اس کو قلعہ دار ہے اور اس کے دومتہ الجندل کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ اس کا قلعہ چٹانوں سے بنا ہوا ہے اور ابو سعید السکونی نے بیان کیا ہے کہ دومتہ الجندل قلعہ ہے اور جبل علی کے نزدیک شام اور مدینہ کے درمیان بیتیناں ہیں جہاں کلب کے جو کتا رہتے تھے اس نے بیان کیا ہے کہ دومتہ دو دماغی لہری کی بتیوں میں سے ایک بتی ہے جو حیماء کی جانب چار راتوں کے فاصلہ پر ہے اور دومتہ مسکانہ اور زوالقارۃ بتیاں ہیں پھر با ثبوت نے بیان کیا ہے کہ دومتہ کے گرد ایک فصیل ہے جس کی پناہ لی جاتی ہے اور فصیل کے اندر مضبوط قلعہ ہے جیسے مارو کہا جاتا ہے اور وہ اکیدر بن عبد الملک ابن عبد الحنف بن اعیان بن الحارث بن معاویہ بن غلادہ بن امتری سلطہ ابن سکاتہ بن قیس بن السکون بن اشتر بن ثور بن عقیقہ اور وہ کتہہ ہے، السکونی انصاری کا قلعہ ہے۔

تھے جس کی کمان حضرت خالد بن ولید نے کی اور اس کے ساتھ دو مائے الجندل کے علاقے کو اسلامی اقتدار کے دائرے میں شامل کیا۔

دو مائے الجندل ایک چھوٹی سی مملکت تھی جہاں کندہ کا عربی حضرمی بادشاہ حکومت کرتا تھا اور وہ نصرانی مذہب کا پیروکار تھا اور دو مائے الجندل کی مملکت کی قوم کی تعداد اکثریت قطعان کے لقب قبیلہ کی تھی اور وہ کثیر تعداد اور جتنا جنگجویت والا قبیلہ تھا اور جاہلیت اور اسلام میں اس قبیلے کے بادشاہ میں یہ ایک مشہور بادشاہ ہے۔ اور دو مائے الجندل کی نصرانی مملکت ہی ایک واحد پاکٹ تھی جو ہجرت کے نویں سال تک جزیرہ عرب کے شمال میں اقتدار اسلام کی مطیع نہ تھی، جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پروردگار مہاجر تھا کہ تمام جزیرہ عرب کو اسے تسلیم تھے یوں ایک کر دیا جائے کہ اس جزیرہ کے کسی جگہ سے ہیں ایک بادشاہ نہیں بھی ایسی نہ رہے جو اقتدار اسلام کے تابع نہ ہو پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مائے الجندل کے بغدادی کو جھکائے کا فیصلہ کیا خواہ یہ جھکا تا مطیع سے ہو یا جنگ سے۔

اس فیصلے کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور سال ۶۳۰ھ میں خالد بن ولید کو بلایا اور آپ کو اطلاع دی کہ آپ نے دو مائے الجندل سے جنگ کر کے کا فیصلہ کیا ہے اور آپ نے حضرت خالد کو اس فوج کا سپاہی مقرر کیا جو عنقریب اس مشن کی ذمہ دار لیئے والی تھی۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک میں پڑا ایک برسے حبش نبوی سے چار سو بیس سوار منتخب کیے تاکہ حضرت خالد ان کی کمان کریں اور اس دشمن پاکش کا صفایا کر دیں جو دو مائے الجندل میں باقی رہ گئی ہے۔

چونکہ حضرت خالد دشمن کی ان بے شمار افواج کی تعداد سے واقف تھے جو دو مائے الجندل میں موجود تھیں اور ان دشمنوں کی جنگی فوج سے بھی واقف تھے آپ نے حضرت جنگ کے سپاہی کے مطابق، دیکھا کہ سواروں کا پروردگار

پائیں گئے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جو خبر دی تھی کہ آپ منقریب
دومتہ الجندل کے بادشاہ کو پکڑ لیں گے اور اسے قیدی بنا کر پیش گئے اس کے صلیق
پر آپ کو یقین تھا۔

سواروں کے اس ہتے کی تیاریوں
حضرت خالد کا تبوک سے اہرج کرنا

مستقل فیصلہ ہو چکا تھا کہ حضرت خالد دومتہ الجندل تک اسے لے جائیں گے
آپ نے اس کے ساتھ اہرج کیا کیونکہ یہ مشن آپ کے سپرد کیا گیا تھا اور حضرت
خالد جس قدر منظم طور پر اہرج کرتے رہے حتیٰ کہ آپ دومتہ الجندل کے اس قلعہ
کے نزدیک ایک جگہ پہنچ گئے جہاں ملک اکید رہی بہت سی فوج کے ساتھ تلواریں
تھا۔

واقعہ می نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے حضرت
خالد بن ولید کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ دومتہ الجندل میں اکید رہی عبدالمک
کی طرف بھیجا۔ اور اکید رکندہ سے تھا جو ان کا بادشاہ بھی گیا تھا اسدہ
نصرانی تھا۔ حضرت خالد نے عرض کیا یا رسول اللہ! بلا وکلب کے وسط میں
میسے لیے یہ کام کیسے ہو گا میں ایک بھولی سی فوج کے ساتھ ہوں، رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو عنقریب اسے گالیوں کا شکار کرنا پائے گا اللہ
اسے پکڑ لے گا، مادی کا بیان ہے کہ حضرت خالد روانہ ہو گئے، حتیٰ کہ موسم گرما کی
ایک چاندنی رات میں اس کے قلعے سے اس مقام پر چلے گئے جو ان کے نظر آ
جایا تھا، وہ اپنی چھت پر تھا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی الزباب بنت ثقیف
بھی حاضر تھی جو کندہ سے تھی اور وہ گرمی کے باعث قلعے کی چھت پر بیٹھا اور اس
کی گولاہ موٹری اس سے گھٹیت مشاد ہی تھی پھر اس نے شرب منگو اکری پی اور ایک
جنگل گائے آکر اپنے میگوں سے قلعے کے دواڑے کو مارنے لگی، اس کی بیوی
نے آکر قلعہ سے بھاگنا تو اس نے گائے کو دیکھا اور وہ کہنے لگی، میں نے رات کی

مانند گوشت نہیں دیکھا، کیا تو نے کبھی اس کی مانند دیکھا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، سب کی ہوی کہنے لگی، اسے کون چھوڑتا ہے؟ اس نے کہا: کوئی نہیں، ارادی کا بیان ہے کہ اکیدہ سکھنے لگا، اس رات کے سوا میں نے کسی رات کو گائے کو سپہنے پاس آئے نہیں دیکھا اور جب میں اسے پکڑنے کا عادیہ کرتا تھا تو اس کے لیے ایک ذہ یا اس سے زیادہ عرصہ تک گھوڑوں کو ڈبڑا کرتا تھا پھر میں جو انہوں کے ساتھ اور تنہا روک کے ساتھ سوار ہوتا تھا۔۔۔ پس وہ گزرا اور اس کے حکم کے مطابق گھوڑے پر زین ڈالایا، اور اس کے حکم کے مطابق گھوڑوں پر زین ڈالے گئے اور اس کے اہل بیت کی ایک جماعت اس کے ساتھ سوار ہوئی اور اس کے ساتھ اس کا بھائی حسان اور اس کے دو غلام بھی تھے پس وہ بیٹے تھے سے اپنے بیٹوں کے ساتھ نکلے۔ اور حضرت خالد کو معلوم تھا کہ ملک اکیدہ راہ اس کے غرض دومۃ الجندل کے قلعہ میں قلعہ بند ہیں اور وہ ایک معتبر قلعہ ہے جس کی بندھنیں اور بڑے بڑے برج اور نہایت ٹھوس لکڑی کا ایک دروازہ ہے اس لیے اس میں کھادی آتے تھے، مثلاً بھائی ق اور سنگ، بادی کرنے والے اور آگ برسانے والے آلات کی ضرورت کے بعد ہی داخل ہونا ممکن ہے جس سے اخراج الغیلول میں سوار اور اس کے ان پر چڑھنے اور داخل ہونے کے لیے کام لیتی ہیں تاکہ وہ اندر چلے جائیں۔

قلعہ کیسے سر ہوا؟ | دومۃ الجندل جیسے قلعہ میں داخل ہونے کے لیے ضروری ہیں آپ سواروں کی ایک بک اور چھوٹی سی فوج کے ساتھ آئے تھے جن کے لیے کسی ضرورت میں بھی بڑے بڑے قلعہ میں داخل ہو کر اسے فتح کرنا ممکن نہ تھا اور جہ میں ہم نے دیکھا کہ کس طرح سے دو مصری باہر فتح کرنے کے لیے مسلمان ہیں دو فوجوں نے حضرت خالد بن ولید اور عیہ جن جن غنم الغری کی کمین میں بشتراک کیا اور عیہ جن نے ایک سال تک اس کا محاصرہ کیا، اور حضرت خالد کی مدد سے ہی وہ اسے فتح کر سکا۔

اس لیے جب حضرت خالد اپنے جواروں کے ساتھ لشکر کے پاس آئے تو آپ نے فیصلہ کیا کہ آپ اپنے سواروں کے ساتھ کسی پریشیدہ جنگ پر چھپ جائیں کہ کسی دشمن کو آپ کی موجودگی کا علم نہ ہو اور یہ کام مناسب موقع کے انتظار میں ہو جس سے آپ اپنے منہ کو چورا کر کے کی قوت حاصل کر لیں جو فتح و ذوالجندل کی صدمت میں متحمل تھا حتیٰ کہ وہ سدھائے ہوئے گھوڑے بھی اپنے سلمان مالکوں کے اشارے سے ہنسنے سے محذور گئے جن کی کمان حضرت خالد کر رہے تھے اور یہ کام اس لیے کیا گیا کہ دشمن ان کی آواز سن کر چوک نہ ہو جائیں۔

اور حضرت خالد اپنی گھاتی فوج میں کامیاب ہوئے جس نے کسی قابل ذکر جنگ کے بغیر آپ کو ذوالجندل پر تسخیر حاصل کرنے کی قوت دی اور اللہ کی مدد سے یہ ہوا کہ ملک اکبیر اور اس کے خاندان کے بعض افراد رات کو باہر نکلے اور جنگ لگانے کے تعاقب کے لیے اس کا بھائی امیر حسان بھی اس کے ساتھ تھا اور انہیں حضرت خالد اور آپ کے سواروں کی جگہ کا علم نہ تھا اور جب وہ فلو سے دور ہو گئے — اور حضرت خالد ان کی تاک میں تھے — تو آپ نے اپنے سواروں کو حکم دیا اور انھوں نے ملک اکبیر اور اس کے ساتھیوں کا گھیراؤ کر لیا اور اس نے مفاد صحت کی کیونکہ اس کے پاس گھوڑے سے آدمی تھے لیکن ایک بھائی امیر حسان نے اطلاع اختیار کرنے سے انکار کر دیا اور جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گیا اور دونوں غلام بھاگتے ہیں کہ میاں ہو گئے اور لشکر کی طرف آجئے تاکہ اس میں فوج کے جو افسر موجود ہیں انہیں وہ واقعہ بتائیں جو ان کے بلوٹلہ کے ساتھ ہوا ہے اور جو حضرت خالد بن ولید کی قید میں ہے، پس قلعہ بند لوگ چوکس ہو گئے اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔

لیکن اس کے، میر بادشاہ اکبیر نے انہیں ہتھیار ڈالنے اور مسلمانوں کے لیے فیصلے کے دروازے کھول دیئے تاکہ حکم دست دیا اور یہ اس معاہدے کے مطابق ہوا جو اس کے اور سیدہ خلد بن ولید کے مابین ہوا تھا اور یہ بات یوں

ہے کہ حضرت خالد نے ملک اکیدہ کو بیٹھکشی کی کہ وہ اپنے خون کو بچا لے اور جو لوگ قلعہ میں قلعہ بند ہیں انہیں ہتھیار ڈالنے اور مسلمانوں کے لیے اس کے دروازے کھول دینے کا حکم دے اس نے یہ بات قبول کر لی اور مسلمان اس میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گئے اور اس میں جو اموال اور غلام تھے ان پر بھی قبضہ کر لیا اور انھوں نے اکیدہ کے تمام سپاہیوں کو جان کی ادائیگی دے دی۔

اصحابِ مختار نے ملک اکیدہ کے حضرت خالد بن ولید کے قبضہ میں آنے اور جنگ کے بغیر قلعہ دومۃ الجندل کے فتح ہونے کے تعلق بیان کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ — جب ملک اکیدہ اور اس کے خواہش قلعہ سے روانہ ہوئے تو حضرت خالد کے سوار ان کے انتظار میں تھے ان کے گھوڑے دھندلتے تھے اور نہ حرکت کرتے تھے اور اس کی روانگی کے وقت ہی سواروں نے اسے پکڑ لیا پس اکیدہ قیدی ہو گیا اور حسان نے اٹھارہ گنا اور جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گیا اور دونوں غلام اور اس کے ساتھ حراہل بیت تھے وہ بھاگ گئے اور قلعہ میں داخل ہو گئے اور حسان سونے کے پتروں والی تمباکو بہت تنہا کیے ہوئے تھا حضرت خالد نے اسے اس سے چھین لیا اور اسے حضرت عمر بن اکیدہ منبری کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھجوا دیا اور اس نے سب کو انہیں بتایا کہ انھوں نے اکیدہ کو پکڑ لیا ہے۔

اور تاریخی مصادر اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منطلقہ جو کہ چھوڑ دینے کے بعد مدینہ کی طرف واپسی کے دوران حضرت خالد نے دومۃ الجندل کو فتح کرنے کی قوت پائی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت خالد نے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ اکیدہ بھی تھا۔

مختار فی الواقع جلد ۳۳ صفحہ ۱۸۱ اس طرح بیٹھی بیان کرتے ہیں جیسا کہ: البیہ والنبیہ میں ہے کہ حضرت خالد نے مدینہ سے مدینہ کو نہج کے لیے مار چکا تھا البیہ والنبیہ جلد ۳۳ صفحہ ۱۸۱

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سالار حضرت خالد کو حکم دیا۔۔۔ آپ انھیں بن سواروں کے دھننے کا سالار مقرر کر رہے ہیں جو دومتہ الجندل کی فوج کا حلف ہے۔
 کہ جب وہ ملک اکیدہ کو پہنچیں تو اسے قتل نہ کریں۔

اور بعض اصحاب مذاہبی نے دومتہ الجندل کی فوج کے متعلق مزید تفصیل دی ہے کہ وہ ہر ایک نے اپنے علم کے مطابق بیان کیا ہے انھوں نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید سے کہا۔۔۔ اگر سپاہ اکیدہ پر غالب آجائیں تو اسے قتل نہ کرنا، اور اسے میرے پاس لے آؤ اور اگر وہ شکست کرسے تو اسے قتل کر دینا، اس نے ان کی بات نہ لی اور علی کے بھائی بنو نضیر نے کچھ اٹھا رکھے ہیں جن میں اس نے حضرت بنو نضیر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو بیان کیا ہے جو آپ نے حضرت خالد سے کہ تھا، کہ آپ اسے قتل نہ کریں، اور اسے چھوڑ کر تار پائیں گئے، اور اس شب گھسٹے سے قتل ہو گئے، دروازے سے جو کچھ کیا، بھی بیان کیا ہے۔

گایوں کو ہانکنے والا بابرکت ہے میں نے اللہ کو ہر بہنوئی کو سننے والے کی راہنمائی کرتے دیکھا ہے اور کون جو کب واسلے سے الگ ہونے والا ہے میں توجہ دکا حکم دیا گیا ہے۔

اور حضرت خالد بن ولید نے اکیدہ سے کہا۔۔۔ کیا تو ایسا کر سکتا ہے کہ میں تجھے قتل سے بچا لوں اور تجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس شہر پہنچاؤں کہ تو میرے لیے دومتہ کو کھول دے، اس نے جواب دیا، یہ بات آپ کے لیے ہوئی اور جب حضرت خالد نے اکیدہ سے مصافحہ کیا، اکیدہ میں جکڑا ہوا تھا، حضرت خالد اسے لے گئے حتیٰ کہ اسے قلعے کے دروازے کے قریب کر دیا اور اکیدہ نے اپنے اہل کو آواز دی۔۔۔ قلعے کے دروازے کو کھول دو، انھوں نے دیکھا کہ اکیدہ کے بھائی مضاد نے ان کی بات نہ مانی تو اکیدہ نے حضرت خالد سے کہا آپ کو معلوم ہے کہ تم نے

جب تک یہ لوگ مجھے ربیوں میں جکڑا رکھے ہیں گے میرے لیے ورد و ازاد نہ کھولیں گے مجھے چھوڑ دو آپ کے لیے اللہ میرا خدائے حق ہے اور ایماندار ہی کی پابندی یہ ہے کہ اگر آپ نے اس کے باشندوں کیست مجھ سے مصالحت کی تو میں آپ کے لیے تلوار کو کھول دینگا، حضرت خالد نے کہا میں آپ سے مصالحت کرتا ہوں، اکیڈر نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو بیچے مان لیتا ہوں اور اگر آپ چاہیں تو مجھے بیچے مان لیں۔ حضرت خالد نے کہا تو جو دے مجھ اُسے مجھ سے قبول کر لیں گے پس جب نے اس سے درہزار اونٹوں، آٹھ سو گھوڑوں، چار سو درہنوں اور چار سو تیروں پر اس شرط سے صلح کی کہ آپ اُسے اور اس کے بھائی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جائیں گے اور آپ ان دونوں کے متعلق اچھا فیصلہ کریں گے۔

پس جب حضرت خالد نے اس باعث پر اس سے صلح کر لی تو اس نے تلوار کو کھول دیا اور حضرت خالد نے اس میں داخل ہو کر اکیڈر کے بھائی مصدا کو پکڑ لیا اور جن اونٹوں، غلاموں اور ہتھیاروں پر مصالحت کی تھی وہ بھی لے لیے پھر آپ مدینہ واپس جانے کے لیے نکلے اور اکیڈر اور مصدا بھی آپ کے ساتھ تھے اور جب اکیڈر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ نے جزیہ پر اس سے صلح کی اور اس کا اور اس کے بھائی کا خون بچا لیا اور دونوں کو چھوڑ دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے بارے میں تحریر لکھی جس میں ان کی امان اور صلح کا بیان تھا اور اس پر در آپ نے اپنے ناخن سے اس پر مہر لگائی۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے آپ نے بیان کیا ہے کہ

اللہ بعض نے بیان کیا ہے۔۔۔ جو اعراب الیٰ اللہ آپ سے۔۔۔ کہ اکیڈر کے بھائی مصدا پر جزیہ مقرر کیا گیا کیونکہ اکیڈر مسلمان ہو گیا تھا پھر خلافت صدیق میں اس نے ازاد و اختیار کیا۔ واللہ اعلم۔

جب اکیڈر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے اس کی قبا کو دیکھا لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر حیران ہوئے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہت اچھے ہیں اور بعض نے یہاں کیا ہے کہ لوگ اکیڈر کے بھائی سفناؤ کی قبا کو چھونے لگے نہ اکیڈر کی قبا کو۔

اور بعض مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ایک اکیڈر مسلمان ہو گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مسلمان ہونے کے بعد اس کے لیے ایک خط لکھا جس کا متن یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اکیڈر کے لیے ہے، جب اس نے دوستہ الجندی اور اس کی کناف میں خالد بن ولید بیعت اللہ کے ذریعہ اسلام قبول کیا اور شہر مکہ اور بنوں سے علیحدگی اختیار کی اس کے لیے غھوڑے پانی (الہ پیرونی علاقہ) اور بے کھیتی علاقہ اور نامعلوم حدود والا علاقہ اور پانی (الہ علاقہ) (زرہیں) (تھمبار) گھوڑے اور تلخہ ہوں گے اور تمہارے لیے کھجوروں کے پودے اور غنم کے بچہ، پیرونی پانی ہو گا اور تمہارے چرنے والے جانور برابر ہوں گے اور تمہاری بکریاں چالیس سے زیادہ ہوں گی اور جو دھنم پر منوع نہ ہوں گے اور تم سے اس متاع کا عشر نہیں لیا جائے گا جس پر زکوٰۃ نہیں ہے، تم وقت پر نماز ادا کرنا اور زکوٰۃ کے حق دار کو زکوٰۃ دینا تم پر اس حدود میثاق کی پابندی اور اس سے حدی نہ دینا اختیار کرنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ اور مسلمان حاضرین گواہ ہیں۔

اور اکیڈر کے مسلمان ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اہل الفتوح اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت خالد بن ولید مسلمان ہیں اکیڈر کے اہل و کور نے اور زکوٰۃ روکنے کے بعد

تبرہ دست: فلاح کے ساتھ عراق سے دومتہ الجندل آئے اور اس نے ان اسلامی فوج کی مقاومت کی جن کی کمان حضرت عیاض بن غنیمہ کو رہے تھے پس حضرت خالد بن ولید نے عیاض سے دومتہ الجندل کو فتح کیا اور اکیدر، مغترہ، غدار اور مرتد کی طرح قتل ہوا اور یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ حضرت فاروق نے اکیدر کو دومتہ الجندل سے جلا وطن کر دیا۔ یہ بات درست نہیں اور جس شخص نے اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام پر ثابت قدم رہا وہ ملک اکیدر کا بھائی حریت تھا، پس مسلمانوں نے جو اس کے پاس تھا اس کے پاس رہنے دیا اور یہ حریت وہی ہے جس نے اپنی بیٹی کا نکاح بڑے بن معادیہ سے کیا ہے۔

اور دومتہ الجندل کے شاہنشاہ نے جو شخص اپنی نصراہیت پر قائم رہا وہ ملک اکیدر کا بھائی معنادیہ ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لان دی اور اس کے لیے دستاویز بھی جس میں حریت اور ایمان کے متبادل اس پر جزیہ عائد کیا اور یہ وہی دستاویز ہے جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناخن سے ہر لگائی تھی جب کہ آپ کے ہاتھ میں انگوٹھی نہ تھی۔

ابن حنفیہ بلال بن العاص مزی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اکیدر اور اس کے بھائی کو قید کر لیا اور دونوں کو حنفیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور غنیمت کی تحسیم سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص حصہ لکھ کر دیا گیا پھر آپ نے غنیمت کا خمس لگایا اور خمس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا پھر حضرت عبداللہ بن عمر مزی بیان کیا کرتے تھے کہ حضرت خالد بن

لہ خمس اور صفی (مخصوص حصہ) وہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوتا ہے اور آپ اسے ہمیشہ مسلمانوں کی عام ضروریات کے لیے خرچ کرتے تھے اور خود اس سے غارہ نہیں اٹھاتے تھے جیسا کہ دشمنان اسلام شہرہ فرماتے

ولید کے ساتھ ہم مزید کے چالیس جوان تھے اور بہادر حصہ پانچوں اونٹوں کا خمس
بھی ایک اونٹ تھا اور سب جوان سچ تھے ہیں لڑہیں اور نیز سے تقسیم کیے جاتے
تھے، بیان کیا گیا ہے کہ جب اکیدر، حضرت خالد بن ولید کے ساتھ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو سونے کی صلیب پہنے ہوئے تھا اور اس پر
ریبہج نمایاں تھا۔

اور یونس بن یکر سے بیان کیا گیا ہے کہ غزوہ دومۃ الجندل میں مہاجرین کے
سایہ حضرت ابو بکر صدیق تھے اور اعراب کے سالار حضرت خالد بن ولید تھے
واللہ اعلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ	مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم
اصحاب کے حدود و شام کو پار کرنے کے	صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک پہنچنے کے
بارے میں مشورہ	بعد حدود و پیرامونی اوضاع کا کوئی
	نام و نشان نہ پایا اور جب کہ آپ کو

اطلاع ملی تھی آپ نے اپنی فوج کے کیا تدابیر اور مشیروں کو جمع کیا اور ان
کے سامنے پوزیشن کی وضاحت کی اور ان سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ کیا
آپ اپنی فوج کے ساتھ حدود و شام کو پار کر جائیں یا فوج کے ساتھ مدینہ
واپس چلے جائیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی فوج کے ساتھ تبوک
کی طرف پیش قدمی کی تھی کیونکہ آپ کو اطلاع ملی تھی کہ

ملہ و کچھ جوامع السیرۃ ص ۲۵۳، البرایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۱۸۱، تذکرۃ الائمة جلد ۳
سیرت ابن ہشام جلد ۳ ص ۱۶۹، مغازی الواقعی جلد ۳ ص ۲۲۵، معجم باقوت
جلد ۳ ص ۳۸۱، فتوح البلدان ص ۴۳، تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱

دوم ششائیت نے جزیرہ عرب پر قتال و شب خون مارنے کے بارے میں سوچ بچار کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ ظلیٰ علی اس میں حضرت عمر بن الخطابؓ نے گفتگو کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو پزیریش کی کہ آپ حدودِ شام کو عبور کیے بغیر فوج کے ساتھ مدینہ واپس چلے جائیں اور حضرت عمرؓ نے اپنی اس جو پزیر کو اس بات سے قوت دی کہ فوج کے مقاصد متغیر ہیں، جو وہ یہ کہ اس دشمن کو خوفزدہ کرنا ہے جس کی کسی دھت فوج کے مسلمانوں کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کی، باوجودیکہ شام میں دشمن کے پاس ہمدیوں اور ہن کے غریب جیسائی حلیفوں کی اس قدر فوج ہے جو اڑھائی لاکھ سپاہیوں سے کم نہیں جبکہ مسلمان جوگ ہیں اپنے نبی کی کمان میں فقط تیس ہزار جاندار تھے۔

احبابِ بخاری نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش قدمی کے ارے میں مشورہ لیا تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے عرض کیا اگر آپ کو مدینگی کا حکم دیا گیا ہے تو چلیے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر مجھے اس کا حکم دیا جائے تو میں تم سے مشورہ نہ لیتا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! دشمن میں راجوں کی بہت افواج ہیں اور دیاں کوئی مسلمان نہیں ہے اور آپ ان کے نزدیک آگئے ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہی ہے اور آپ کے نزدیک آنے نے انہیں خوفزدہ کر دیا ہے پس اگر آپ اس سئلہ پر چلے جائیں حتیٰ کہ آپ دیکھیں (کہ کیا ہوتا ہے) یا اللہ! اس بارے میں آپ کے لیے کوئی بات پیدا کر دے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن الخطابؓ کے مشورے کو اختیار کر لیا اور اپنے فوج کے ساتھ حدودِ شام کو پار کیے بغیر مدینہ واپس آ گئے۔

منافقین کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو | اور یہ ایک عجیب و غریب
بات ہے کہ اسلامی فوج
فریب سے قتل کرنے کی کوشش
کے براہ راست اور۔

غزوہ تبوک میں کامیاب ہوئے اور شمال میں درندہ الجہل میں کٹہریوں کی حکمرانی کے
ذیل کرنے کے بعد جزیرہ عرب میں شہنشاہیت کو چیلنج کرتے لگا اور اسے غزوہ
کرنے لگا اور اسے سکون و اختیار کرنے پر مجبور کرنے لگا حالانکہ اس سے قبل وہ
جزیرہ سے جنگ کے بارے میں غور و فکر کر رہے تھے۔ ان تمام فتوحات
کے بعد جنہوں نے اسلام کو (وہی لفظ کے تمام معانی کے ساتھ) جزیرہ عرب
میں اور شام کے بعض حصوں میں فتح اور غلبات میں مطلق اقتدار کا ایک بادشاہ
ان سب فتوحات کے بعد باطنیوں کے نفی کاغذ (منافقین) کی سرگرمیاں نکال
خارجہ اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بڑھنے لگیں اور
شاید اس کا باعث وہ حملہ تھا جس نے ان کی صوابد کو کھو دیا۔
یہ منافقین اپنے مشوروں کو برہم کرنے لگے اور تبوک کی طرف مارچ کے
دن اور وہاں سے واپسی کے بعد چیلنج کرنے اور مضطرب کرنے کی صورت میں حرکتیں
کرنے لگے اور ایسے اثرات میں کہ اس سے قبل ان کی تقریبی سرگرمیوں میں اس کی تغیر موجود
نہ تھی۔

اور غزوہ تبوک میں ان منافقین نے، جو ساند کوششیں کیں اور وہ درج ذیل حرکتوں
کی مانند) اضطراب، اھتزاز اور ہراسے پر تجربی کام کرنے لگے کہ شاید وہاں سے اسلام
کی سرحد و حدت کو گزند پہنچا سکیں اور شاید وہ آتش کے کیریلے کو اس اخوت
اسلامیہ کی جڑ تک پہنچا دیں جسے اسلام نے قائم کیا تھا اور جس کی تغیر جزیرہ عرب
نے اپنا نامہ راز میں نہیں دیکھی تھی۔

مگر ان باطنیوں کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں اور ایمان کی اس پٹلی پر ریزہ
ریزہ ہو گئیں جو سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیرہ کاروں کا ہر فرد متمتع تھا

اور وجودیکہ سالانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے موعظے کا اہتمام ہو گیا تھا اور آپ جبین سخت سزائیں دیتے پر قادر تھے آپ نے ان کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی بلکہ انہیں مسرت کے لیے چھوڑ دیا کہ وہ خود ان کا محاسبہ کر سے اور عملاً اس نے ان کا سخت ترین محاسبہ کیا اور قوم کی طرف سے انہیں نصرت و اعوان مل سکتی اور عقارت کی سزا دی گئی تھی کہ وہ اپنے کینوں کے غنجل ہو گئے اور ان کی ناپسندیدگی کے باوجود اسلام سر بلند ہوا۔ حقیقت کہ اس کا سامنا ان عیسائی اور مشرقی و مغربی کے درمیان چھٹ گیا۔

اور ہم نے (جس پر کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) غزوہ تبوک کے آغاز میں دیکھا ہے کہ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی اسفہان نے فریب کارانہ اور جھوٹا نامہ اسوب کے ساتھ (جیسے کہ شمش کی کہ وہ اسلامی فوج کو نصف نصف کر دے اور عربہ چھوڑنے کے قبل اس کی یونٹوں کے اندر انا کی اور اضطراب پیدا کر دے) پس یہ منہ خفی اپنے مددگاروں کے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ نکلا جو بغاوت مسلان اور بیباکوں کا فرقہ تھا وہ انہیں لے کر چلا گیا کہ وہ تبوک کی طرف پیش قدمی کرنے والی نبوی فوج کا حصہ تھے لیکن جو نئی یہ منافق اپنی فوج کے ساتھ مدینہ کے بلند مقامات پر پہنچا تو وہ ایسی پران سے لگے ہو گیا۔ اور اس کا مقصد جیش نبوی کی بعض یونٹوں کو متروک پر برائے چھوڑ کر ان اور سبھی نصیحت و روش پر چلا نا تھا تاکہ جیش نبوی کی وحدت کمزور پڑ جائے۔

اور ابن ابی اسفہان نے اپنے اس خبیث کام پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے وہ بات کی جو لوگوں کو بھڑکانے کے لیے میری خبر دینے والے اور عظام کے کمزور کرنے کے تمام معافی کی حامل تھا اس نے اعلان کیا کہ اس کا اپنے اصحاب کے ساتھ واپس جانا اور جیش نبوی سے الگ ہونا اس وجہ سے ہے کہ اس کے خیال میں وہ اپنے اصحاب سمیت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ معرکہ میں جان بازی نہیں کرنا چاہتا اس نے اس کے متعلق پہلے کہا آپ ایک نقصان دہ بات ہے کیونکہ اس کے

خیال میں مسلمان آدمی شہنشاہیت کا مقابلہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، عبداللہ بن ابی سہل نے کہا — اور وہ اپنے اصحاب کے ساتھ مہذبہ واپس آ رہا تھا — کیا محمد و صلی اللہ علیہ وسلم، دو بیوں کے ساتھ جنگ کرنا کھیل خیال کرتے ہیں۔ گریس آپ کے اصحاب کو کریموں میں جکڑا ہوا دیکھ رہا ہوں — رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منافق کی بات کہ اور اس کے کردار کی اطلاع ملی تو آپ نے اس کی پیروی نہ کی اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی بلکہ نبوک کی طرف مسلسل پانچ عمارتیں دکھا حتیٰ کہ فرج نے اپنے سب مقاصد کو پورا کر لیا۔

باوجودیکہ منافقین کا لیڈر عبداللہ بن ابی سہل اکثر اصحاب کے ساتھ ان کے غزوہ تبوک میں شرکت کے بغیر مدینہ واپس آ گیا مگر ان منافقین کی ایک پادشاہی ہمیشہ نبوی میں شامل رہی اور اس نے تبوک کی طرف فرج کے مارچ کے دوران کوشش کی کہ وہ اس عظیم فرج کی بے نظیر کسے درمیان کمزوری پیدا کرے لہذا اترق و تھیک پیدا کرنے کا سبب بنے۔ مگر اسے ٹری طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور فرج کی وحدت قائم رہی حتیٰ کہ وہ تبوک پہنچ گئی اور عظیم فرج نے اپنے مقاصد کو پورا کیا اور فاتح اور سر بلند ہو کر مدینہ واپس آ گئی اور اس نے مدینہ کو خوفزدہ کر دیا اور اس کے دلوں میں وحش ڈال دیا اور جریرہ غریب کی شہنائی میں تمام اسلام دشمن پاکستان کا رنجی لحاظ سے، صفا کر دیا۔

اور تبوک سے واپسی پر باغی منافقین نے جو ہمیشہ نبوی میں ٹھکے چلے گئے تھے، ان پر ایسے نبیوں کی تاریخ کی سب سے بڑی حماقت کی جنہیں وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے خلاف ہوا دیکھ کر تھے تھے، انہوں نے اس دفعہ تاریخ کے سب سے بڑے جرم کا ارتکاب کیا اور وہ مہذبہ واپس آ کر غریب کا سامنا دشمنانہ طریق کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی کوشش تھی اس طریق کو نبوک

منافقین ہی مضبوط سمجھتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہجاًت حاصل کرنے کے لیے غزوہ بنو نضیر کا قتل کرنے والے منافقین نے ایک جنمی منصوبہ بنایا اور ان منافقین نے قتل کا منصوبہ اس اسامی پر بنایا کہ اگر وہ کامیاب ہو گیا تو یہوں معلوم ہو کہ گویا وہ قضا و قسب کا فیصلہ تھا اس لیے کہ ان منافقین نے طے کیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ذریعہ کے نظائر ہوں اور آپ سے پہلے بہت سے افراد کے الہا ہوتا رہا ہے۔

اور منافقین نے قتل کا منصوبہ بنانے وقت یہ فیصلہ نہ کیا کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طواور، نیزے یا تیرے قتل کریں انھوں نے اسے مزید پوشیدہ رکھنے کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ آپ کا قتل اس ناکہ کے بہکنے سے ہو جس پر آپ سوار ہوتے تھے اور دوروں نہ دادی میں اس کے گرنے سے اور وہ اس طرح کہ جب وہ ناکہ آپ کو وادی میں گرائے تو دباؤں آپ کی سلامتی کی کوئی امید نہ ہو اور نہ کسی پر آپ کے قتل کا اتمام لگانے کی گنجائش ہو۔

قتل کے بارے میں منافقین کا منصوبہ کیسے ناکام ہوا

اگر ساری قریب اس راستے پر چلتی جس پر چلنا طے پا چکا تھا تو منافقین نے قتل کے لیے جو منصوبہ بنایا تھا وہ آسانی کے ساتھ کامیاب ہو جاتا اور وہ راستہ ایک گھاٹی ہے جو دور دراز وادی پر چھا گئی ہے منافقین کو معلوم تھا کہ اس خطرناک گھاٹی میں ہزاروں گھڑ سوار اونٹ سوار ہنقریب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد تنگی کریں گے اور سائنس کی تنقید کے لیے جو انوں کے ایک چھوٹے سے گروپ کا اس ناکہ کے گرد جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوں اور دھام کرتا آسمان امر ہے اور وہ رات کی تاریکی میں (بڑے ارد دھام میں) کسی بھی ذریعے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہجاًت حاصل کرنے کے لیے آپ کو اپنی ناکہ کی پشت

سے دادی کی طرف گرانے کی قدرت پالیں گے۔ در یوں معلوم ہو گا کہ یہ فتنہ و فتنہ کا
 فیصلہ تھا۔ یہ منافقین کی قائم کردہ دھوکے تھی جو انھوں نے قتل کا منصوبہ بناتے
 وقت اختیار کیا۔ شکر آخری لمحوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سائنش کی اطلاع
 مل گئی اور جب آپ کو منافقین کی سائنش کا تعقیبیں علم ہوا تو آپ نے سائنش کو
 نہ کوہ جتا کے لیے کام کیا۔ آپ نے سب فوج کو حکم دیا کہ وہ اپنی روانگی کی گنت
 کو تہین کر کے درگھاٹی کی بجائے ادوی میں چلے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 اکیسے ہی گھاٹی پہنچے۔ اور آپ کے ساتھ فقط آپ کے تین اصحاب تھے اور
 وہ حضرت سفیان بن زہرہ، حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی
 تھے بلکہ

یہاں معلوم ہوا کہ منافقین کی سازش آخر تک ناکام ہو گئی ہے اس لیے کہ ان منافقین میں
 جن عداوت کرکے ڈیوٹی لگائی گئی تھی وہ قتل کے منصوبے کی تہیہ کی۔ شغل اہمیت نہ
 رکھتے تھے کیونکہ ان عناصر کا فوج سے الگ ہونا ان کے متعلق شک و شبہ پیدا
 کر دیتا تھا اور انھیں سلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی عمل درآمدت
 کرنے والوں میں بنادیتا تھا لیکن یہ منافقین ایسے نہ ہوئے اور اپنے منصوبے
 پر چلتے رہے اور انھوں نے رات کی اس تاریکی سے فائدہ اٹھایا جو غنیمت
 اس گھاٹی کے خطرناک مقام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گزرنے

سے حمزہ بن عمرو بن عمارت۔ آپ جو اسلم سے تھے اور ابو صالح بنیت کرتے
 تھے۔ اور آپ رواق حدیث میں سے ہیں۔ وہ آپ سے بہت سے ائمہ نے
 روایت کی ہے جن میں یحییٰ بن سعید، شعبہ اور دونوں حدیث شامل ہیں۔ آپ نے
 سنہ ۱۱ھ میں ۱۱ سال کی عمر میں وفات پائی اور بعض نے آپ کی عمر ۱۰ سال
 بیان کی ہے۔

کے موقع پر جمعہ جاتے والی تھی جس کے شائق انھوں نے اسے یہاں تھا کہ قتل کی کادواں اس میں مکمل ہو، سو انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے ایک جدید منصوبہ بنایا اور اس جدید منصوبے کا شخص دستِ اول ہے :

- ۱۔ ان منافقین میں سے تیرہ آدمی اس مشن کے لیے مقرر ہوئے۔
- ۲۔ ان پر لازم ہو کہ وہ منصوبے پر حاکم کی جیسا جاسے پر عمل کریں۔
- ۳۔ ان پر لازم ہو کہ وہ منصوبے کا آغاز کرتے وقت ٹھنڈے باندھیں تاکہ انہیں کوئی پہچان نہ سکے۔

۴۔ ان پر لازم ہے کہ وہ گھٹائی کی مقرر شدہ خطرناک جگہ پر اپنی گھٹائی جمات مقرر کریں۔

۵۔ ان پر لازم ہو کہ قتل کے منصوبے کی تعمیل کے لیے وہ کسی ہتھیار، نیزے، تلوار یا تیر کو استعمال نہ کریں۔

۶۔ ہجران پر لازم ہو کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گھٹائی کی مقرر شدہ جگہ سے گزریں تو وہ سب کے سب اپنی سواروں کے ساتھ آپ کی ناقہ پر چڑھ کر رہیں اور اسے وادی کے کنارے کی طرف چلنے پر مجبور نہ کریں پھر تاریخی شب میں اس کے کجاوے کا رنگ کاٹ دیں تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے وادی کی طرف گریڑیں اور صر جابیں۔

اور اس منصوبے کی اساس پر منافقین جدید خبیث سازش میں لگ گئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سازش کا آغاز کرتے ہی ظاہر کر دیا اور اسے اس وقت ناکام کر دیا جب آپ نے حضرت حدیث بن الیمان کو دن پر حملہ کرنے کا حکم دیا پس حضرت حدیث نے ان پر حملہ کیا اور چونکہ وہ چاہتے تھے کہ انہیں کوئی شخص نہ پہچانے اس لیے وہ بھاگ گئے اور مسلسل بھاگتے ہی رہے حتیٰ کہ وادی میں غوج کے اسٹھ اور سدان وغیرہ میں داخل ہو گئے تاکہ

انہیں کوئی چھان نہ ملے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس ذیل سازش کے بارے میں بیان کیا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں تھے تو کچھ منافقین نے آپ کے متعلق سازش کی اور مشورہ کیا کہ راستے میں گھاٹی سے آپ کو گرا دیں اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھاٹی پر پہنچے تو انہوں نے اس گھاٹی پر آپ کے ساتھ چلنا چاہا، سو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق آگاہ کر دیا گیا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا تم وادی کے نشیب میں چلو وہ تمہارے لیے زیادہ سہولت اور وسعت کا باعث ہے پس لوگ وادی کے نشیب میں چلے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی پر چلے اور آپ نے حضرت عذیب بن یاسر کو حکم دیا کہ وہ آپ کی تاخیر کی وجہ آگے سے پکڑ کر اسے چلائیں اور حضرت حذیفہ بن الیمان کو حکم دیا کہ وہ آپ کے پیچھے آئیں، اسی دوران میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے سے جو کہ حضرت حذیفہ کو دھکیں بٹھانے کا حکم دیا حضرت حذیفہ ان کی طرف پہنچے اور انہوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصے کو دیکھ لیا پس حضرت حذیفہ ان کی سوار یوں کے چیمروں پر اپنے ہاتھ کی کھونٹ سے ضرب لگانے لگے اور منافقین نے خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سازش کا پتہ چل گیا ہے تو وہ جلدی سے گھاٹی سے پیچھے اتر گئے حتیٰ کہ لوگوں میں بل جمل گئے اور حضرت حذیفہ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلنے لگے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی سے باہر نکلے تو لوگ حیرت سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حذیفہ! کیا تم نے جو سواردن کو بٹھایا ہے ان میں سے کسی کو بچاؤا ہے؟ انہوں نے

کہا یا رسول اللہ! میں نے فلاں فلاں کو کہی یا ہے اور وہ لوگ بٹھاٹھے باندھے ہوئے تھے میں تاہی شنب میں نہیں دیکھ نہیں سکا علیہ

ان مضمونہ بازوں نے جب اپنے خبیث منصوبے کا آغاز کیا تو انہیں جزوی طور پر کامیابی ہوئی اور وہ یوں کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تار کو دھتکارنے کی قدرت پائی حتیٰ کہ وہ ہر گھنٹی اور اس بد کہنے کی وجہ سے سب کے کھاوسے کا کچھ سامان کر پڑا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اور ابھی کثیر نے اپنی کتاب راہبہ ایتہ والنہایت میں بیان کیا ہے کہ وہ ابھی غیور نے ابو الاسود سے بھو الرعد بن زبیر روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبرک سے مدینہ کو واپس آئے تو منافقین کی ایک جماعت نے حضرت امی کویم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کرنے کا ارادہ کیا نیز یہ کہ وہ آپ کو راستے میں گھائی کی چوٹی سے گرا دیں آپ کو ان کے متعلق اللہ رحمتی گئی تو آپ نے لوگوں کو داری میں چلنے کا حکم دیا اور خود گھائی پر چڑھ گئے اور اس پر چلنے لگے اور آپ کے ساتھ وہ لوگ بٹھاٹھے باندھے ہوئے موجود تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت حذیفہؓ بن الیمان کو حکم دیا کہ وہ دونوں آپ کے ساتھ ساتھ چلیں حضرت عمارؓ ناقد کی مبارک پیٹ سے ہوئے تھے اور حضرت حذیفہؓ اسے چلا رہے تھے اسی دوران میں کہ وہ چل رہے تھے اچانک انھوں نے لوگوں کی آواز سنی جو ان کے پاس آگئے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہوئے اور حضرت حذیفہؓ نے آپ کے پیچھے کو دیکھا تو آپ ان کی طرف پلٹے اور آپ کے پاس ایک کھونٹی تھی آپ نے ان کی سوار یوں کے چروں کو اپنی کھونٹی سے استقبال کیا اور جب انھوں نے حضرت حذیفہؓ کو

دیکھو، انہوں نے خیال کیا کہ جس امر عظیم کو وہ چھپائے ہوئے ہیں اس کی اطلاع آپ کو
 سونگنی ہے تو وہ جلدی سے چل کر لوگوں میں بنی محل گئے اور حضرت حذیفہؓ کو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گئے پس آپ نے دونوں کو حکم دیا اور انہوں نے جلدی کی
 حتیٰ کہ انہوں نے گھاٹی کو طے کر لیا اور کھڑے ہو کر لوگوں کا انتظار کرنے لگے پھر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ سے فرمایا، کیا آپ نے ان لوگوں کو
 پہچانا ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں نے تاریکی شب میں ان کی سوا دیوں کو
 پہچانا ہے پھر سو فی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کو ان سوا دیوں کا
 حال معلوم ہوئے ہے؟ دونوں نے کہا نہیں، تو آپ نے ان دونوں کو اس بات کی
 خبر دی جس پر انہوں نے ایسا کیا تھا اور آپ نے دونوں کو ان کے نام بھی بتائے
 اقدان سے کہا کہ اس بات کو پوشیدہ رکھنا، ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ، کیا
 آپ ان کے قتل کا حکم نہیں دیں گے؟ آپ نے فرمایا میں اس بات کو پسند نہیں
 کرتا کہ لوگ باتیں کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو قتل کرتے ہیں۔
 اور میں اسحق نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے مگر اس نے بیان کیا ہے کہ حضرت
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت حذیفہؓ کو ایمان کو ان کے نام بتائے اور
 بھی فریادہ مناسبت ہے۔ واللہ اعلم، اور اس کی شہادت حضرت ابو الدرداءؓ کے
 اس قول سے ملتی ہے جو آپ نے حضرت ابن مسعودؓ کے وہ سنت حضرت علقمہؓ
 سے کہا، کیا تم میں سے ابن کوفہ ————— پوشیدہ گفتگو والا اور نیکی والا
 نہیں ہے ————— یعنی حضرت ابن مسعودؓ کیا تم میں وہ صاحبِ راز نہیں ہے
 جسے اس کا غیر نہیں جانتا ————— یعنی حضرت حذیفہؓ کیا تم میں وہ شخص
 نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے شیطان سے
 بچا دیا ہے؟ ————— یعنی حضرت عمارؓ اور ہم نے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ
 بن الخطابؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے حضرت حذیفہؓ سے فرمایا، میں آپ
 کو اللہ کی قسم مانتا ہوں کہ میں ان میں سے ہوں؟ آپ نے کہا نہیں؟ اور میں

آپ کے بعد کسی کو بڑی نہیں کروں گا ————— مینی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو انشاء نہیں کروں گا —————

ابن کثیر نے بیان کیا ہے، میں کہتا ہوں وہ چودہ آدمی تھے اور جن نے بیان کیا ہے کہ وہ آدمی تھے اور ابن اسحق نے بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان کو ان کے پاس بھیجا تو آپ نے ان کو جمع کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے معاملے کے بارے میں اور ان کے اپنے کے بارے میں نہیں آگاہ کیا پھر ابن اسحق نے ان کے حاضر بیان کیے ہیں اور کہا ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ (وَشَوَابُ لَعْنَتِ لَوْلَا) نفی اُسے حاصل نہ کر سکے۔

اور سیوطی نے محمد بن مسلمہ کے طریق سے عن ابی اسحق عن ابی حمزہ عن عمرو بن مرقہ عن ابی الجحتر عن حماد بن ابی العباس عن ابی ہریرہ کہ آپ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا، پھر اُسے چلا رہا تھا اور حضرت عمرؓ نے اُن کو پیچھے سے ہانک رہے تھے ————— یا میں پیچھے سے ہانک رہا تھا اور حضرت عمارؓ نے پیچھے سے آگے چل رہے تھے ————— حتیٰ کہ جب ہم گھٹی پر تھے تو چانک بارہ آدمیوں نے اس میں آپ کو روک لیا، عمارؓ کا بیان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا تو آپ نے، نہیں انکار تو وہ بہت پیچ کر بھاگ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کیا تم نے ان لوگوں کو پہچاننا ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں وہ ٹھنڈے باندھے ہوئے تھے لیکن ہم نے سوار ہوں تو پہچان لیا ہے آپ نے فرمایا یہ قیامت کے دن تک منافق نہیں گئے اور کیا تمہیں معلوم ہے کہ ان کا امداد کیا تھا ہم نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا وہ گھٹائی میں رسول کو تنگ کرنا چاہتے تھے اور آپ کو اس سے پھینکنا چاہتے تھے، ہم نے عرض

کیا یا رسول اللہ کیا آپ ان کے قبائل کی طرف پیغام نہیں بھیجیں گے حتیٰ کہ ہر قوم پہنچے کہ وہ
 یا سر آپ کے پاس بھیجے۔ سہ ہے آپ نے فرمایا نہیں، میں پسند نہیں کرتا کہ عرب آپس میں
 باتیں کریں کہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کا قاتل ہے حتیٰ کہ جب اللہ نے ان کے
 ذریعے اسے غالب کیا تو وہ انہیں قتل کرنے لگے پڑا پھر آپ نے فرمایا اسے اللہ
 انہیں دیکھ سے دیکھ رہا ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ دیکھ لیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ
 کا شعلہ ہے جو ان کے ایک شخص کے دل کی رگ پر پڑ سکے اور وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔
 اور صحیح مسلم میں شعبہ کے طریق سے عن قتادۃ عن ابی نصرۃ عن تبیس بن عبادة
 روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار سے پوچھا کیا کتبہ نے حق
 علیؓ کے بارے میں اپنی کاروائی کو دیکھا ہے۔ کیا یہ تمہاری دلتے ہے یا کوئی
 ایسی کتبہ ہے جس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو وصیت کی ہے؟ انھوں نے
 جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کوئی ایسی وصیت نہیں کی جو سب
 لوگوں کو نہ کی ہو۔ لیکن حضرت حذیفہ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتایا
 ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے اصحاب میں بارہ منافق ہیں وہ جنت میں داخل نہیں
 ہوں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے تلکے میں داخل ہو جائے ان میں سے آٹھ کو ذبح
 کافی ہو گا جو آگ کو چرا رہا ہے وہ ان کے کندھوں کے درمیان نمایاں ہو گا حتیٰ کہ
 ان کے سینوں میں ظاہر ہو گا۔

حافظ جہتی نے بیان کیا ہے کہ مجھ نے حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے
 کہ وہ چورہ ————— یہ پندرہ آدمی تھے ————— اور میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں
 کہ ان میں سے بارہ آدمی دنیاوی زندگی میں اور گواہوں کے کھڑا ہونے کے بعد
 اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے واسے ہیں اور تین کو آپ نے معذور قرار
 دیا انھوں نے کہا میرے منادی کو ہمیں مشغول رہتا ہی نہیں اس کے مقصد کا علم
 ہوتا۔

اور اس حدیث کو امام احمد نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے آپ نے

بیان کیا ہے کہ یزید بن ابی مرزہ نے ہم سے بیان کیا کہ وہ یزید بن عبد اللہ بن حبیب کے بھووالہ
 ابو الطیبیل جیسے بتایا، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ
 تبوک سے واپس آئے تو آپ نے منادی کو حکم دیا اور اس نے اعلان کیا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی کو اختیار کرنے والے ہیں اسے کوئی شخص اختیار نہ کرے
 اور اسی دوران میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے حضرت حذیفہ اور پیچھے
 حضرت عمار چل رہے تھے کہ چانک کچھ لوگ اونٹوں پر بٹھ گئے یا نہ گئے
 اور انہوں نے حضرت عمار کو آں جب کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے
 چل رہے تھے اور حضرت عمار اونٹوں کے چروں پر مارنے لگے تو رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ سے فرمایا (میں بس) حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم وادی میں آتر گئے اور جب آپ آتر گئے اور حضرت عمار واپس آگئے
 تو آپ نے فرمایا: اے عمار تو نے لوگوں کو بھیجا ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا
 میں نے عمار اونٹوں کو پہچان لیا ہے اور وہ لوگ بٹھ گئے، میں نے ہرے تھے
 آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ ان کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا
 رسول ہی جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: ان کا ارادہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر غلبہ آکر انہیں پھینک دیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمار نے حضرت نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص کے ساتھ سرگوشی کی تو اس نے
 پوچھا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ گھاٹی والے کتنے آدمی تھے؟
 آپ نے کہا سو آدمی تھے اس نے کہا اگر آپ بھائی میں تھے تو وہ چند رہے تھے
 آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جین آدمیوں کو معذرت فرمادینا ہے۔
 انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے من دی کو نہیں سنا اور
 نہ ہمیں ان لوگوں کے ارادے کا علم تھا، حضرت عمار نے کہا میں گواہی دیتا
 ہوں کہ بقی بارہ آدمی اور بیادھی زندگی اور گواہوں کے کھڑے ہونے کے بعد رسول اللہ
 اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والے ہیں۔

منصوبہ ہندی کرنے والوں کے قتل کا مطالبہ | یہ باطنی منصوبہ بازار حضرت
کے قتل کی سازش کے آغاز میں ہندوئی طور پر کامیاب ہو گئے تھے، انھوں نے
تاریکی میں اپنے خاص طریقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی کو مضطرب
کرنے کی قدرت پائی حتیٰ کہ وہ بدک گئی اور اس بدک گئے کی وجہ سے دشمن کی پشت
پر سے آپ کے کجاوے کا کچھ سامان گر پڑا لیکن آپ غور و فکر سے یہ دیکھ کر ان خداؤں
کا معاذ نہیں اس کے کہ اپنے خبیث مقصد کو پورا کریں کھل گیا اور اللہ تعالیٰ
نے اپنے رسول حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے سازش کے بارے میں مرگوشی کی۔
واقعہ ہی نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
محبت دشمنی کو بھٹایا اور آپ کے کجاوے کا کچھ سامان گر پڑا اور حضرت حمزہ
بن عمرو اسکی بیان کیا کرتے تھے کہ میری پانچوں انگلیاں میرے لیے روشن ہو گئیں
اور انہوں نے روشنی کر دی حتیٰ کہ ہم جو سامان گر گیا تھا یعنی کوڑا، رسی وغیرہ
اسے اکٹھا کرتے تھے حتیٰ کہ ہم نے سب سامان اکٹھا کر لیا اور وہ گھاسی میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جلے تھے

اور اس کے سرور حضرت مسیح بن حنفیر کو سازش کی اطلاع ملی تو انھوں نے
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس طرح منصوبہ
بازوں کے قتل کا حکم دیں کہ انصار کا ہر قبیلہ اس شخص کے قتل کی ذمہ داری لے جو
ان میں سے اس سازش میں شریک تھا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
دو گز نہ کرنے کو ترجیح دی اور حضرت مسیح بن حنفیر کی تجویز پر عمل نہ کیا۔

صحابہ سیر کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو
حضرت مسیح بن حنفیر نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ گزشتہ شب آپ کو

واوکی میں چھٹے سے کس بات نے رد کا وہ گھٹائی کی نسبت بہت بہت سنا ہی ہے آپ نے فرمایا اسے ابو بکر نے کیا تجھے معلوم ہے کہ گزشتہ شب منافقین نے کیا ارادہ کیا تھا اور انھوں نے کیا اجتماع کیا تھا؟ انہوں نے کہا ہم گھٹائی میں آج کا پھینکا کریں گے اور حب رات تاریکی کر دے گی تو وہ میری اوتھنی کا تنگ کاٹ دیں گے اور اُسے نوک دار چیز چھوڑیں گے کہ وہ تیرے لیے حتیٰ کہ وہ مجھے میری اوتھنی سے گرا دیں گے۔ حضرت سیر نے کہا۔ یا رسول اللہ لوگ لکھتے ہو چکے ہیں اور اتھر چکے ہیں ہر قبیلے کو حکم دیجیے کہ وہ اس شخص کو قتل کر دیں۔ جس نے یہ ارادہ کیا تھا اور جو شخص ان کے قبیلے کا ہوگا اُسے وہ خود قتل کریں گے اور اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ پسند کریں تو مجھے ان کے متعلق آگاہ کر دیں اور اس جنگ کو نہ چھوڑیں حتیٰ کہ میں ان کے سردار کو آپ کے پاس لے آؤں خواہ وہ النبیٹ میں ہوں میں آپ کو ان سے کفایت کر دوں گا اور وہ آپ کو خراج کے سردار کو حکم دیں اور جو آدمی اس کی جانب میں ہوں گے وہ ان کے بارے میں آپ کو کفایت کرے گا یا رسول اللہ ایسے لوگوں کو چھوڑا جائے گا کہ ہم کب تک ان سے راضیت کریں گے حالانکہ آج وہ قلت اور قلت میں ہیں اور اسلحہ منہ اپنے قدم چمالیے ہیں پس ان لوگوں میں سے کوئی باقی نہ رہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید سے فرمایا میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ کہیں کہ جب اس سکے اور مشرکین کے درمیان جنگ ختم ہو گئی ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے صحابہ کو قتل کرنا شروع کر دیا ہے، حضرت اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ اصحاب نہیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ لا الہ الا اللہ

لہ النبیۃ (مروین، ملک بن اوس) ہے۔ دیکھیے الساب الاشراف، بلاذری

کی شہادت کا اصرار نہیں کرتے ؟ حضرت اسید نے کہا : اے شک ! لیکن ان کی کوئی شہادت نہیں ہے آپؐ نے فرمایا : میں نے ان کے قتل کرنے سے منع کر دیا ہے۔
 واندی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن راشد نے بحوالہ زہری محمدؓ سے بیان کیا کہ

زہری نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کے

آئینے کو آپؐ کی طرف وحی ہوئی اور اونٹنی بیٹھی ہوئی تھی آپؐ کی اونٹنی پانی
 حصار کھینچتی ہوئی آٹھ کھڑی ہوئی حتیٰ کہ حضرت حذیفہ بن الیمان اسے ملے اور

آپؐ نے اس کی ہمارے کپڑے آٹھ کے کھینچتے گئے اور جب آپؐ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اسے بٹھا دیا پھر اس کے

پاس بیٹھ گئے حتیٰ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ کھڑے ہوئے اور

آپؐ کے پاس آئے اور پوچھا یہ کون ہے ؟ انہوں نے کہا میں حذیفہ ہوں حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آپؐ سے ایک راز دارانہ بات کرنے

والا ہوں اس کا ذکر نہ کرنا مجھے فلاح اور فلاح پرینے پر پڑا ہے سے روک دیا

گیا ہے ۔۔۔ چند منافعین ہیں ۔۔۔ اور حضرت حذیفہؓ کے سوا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نہ بتایا پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے

اور حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو جب کوئی شخص فوت ہو جاتا تو آپؐ خیال کرتے

کہ یہ ان لوگوں میں سے تھا آپؐ حضرت حذیفہؓ کا ہاتھ پکڑتے اور اس کے جنازہ

پر سے جلتے اور حضرت حذیفہؓ آپؐ کے ساتھ میں پڑتے تو حضرت عمرؓ ان کے

ساتھ جنازہ پڑھتے اور گروہ اپنا ہاتھ کھینچ لیتے اور چلنے سے انکار کرتے تو

آپؐ ان کے ساتھ واپس آ جاتے ۔

اور واندی نے بیان کیا ہے کہ ابن ابی سبرہؓ نے سلیمان بن حصمؓ سے بحوالہ

نافع بن جبیرؓ سے بیان کیا کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت حذیفہ کے سوا کسی کو نہ جتنا یا اور وہ بارہ آدمی تھے۔ یعنی وہ منافقین ان میں کوئی قریشی نہ تھا، اور بھارے مزدیک یہ ایک متفکر بات ہے۔

مسجد حنظلہ کا واقعہ اور اس کا گزرتا تھا، امت اسلامیہ کے جسم میں سرطان کی

علی کی مانند تھی، اس نے اپنے سازخانہ کھیلوں سے مسلمانوں کو دبا دبا کر دیا اور اپنے گھناؤنے تصرفات سے جنہیں وہ پوشیدہ رکھتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کر دیا اور اس پارٹی کے متعلق اسلام اور مسلمانوں کی مصیبت یہ تھی کہ وہ مسلمانوں میں شہاء ہوتی تھی کیونکہ وہ بظاہر شہداء ہیں اور قرعہ نماؤں کی اور ٹیک کر تھی، اسلامی محبت کی حامل تھی اور منافقین (جب سے وہ مشہور ہوئے تھے) اپنے تخریبی کاموں میں رازداری اور پوشیدگی کا طریق اختیار کرتے تھے اور بظاہر اسلام اور مسلمانوں کے اخلاص کا اظہار کرتے تھے اس بات کی وجہ سے پاکیزہ صحابہ کے درمیان سے انہیں الگ کر دیا گیا تھا سو پہلے شاؤ کے، اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو مشرک نہیں دیا کیونکہ بظاہر وہ مسلمان تھے اور اپنے بڑے کاموں کو خفیہ طور پر کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب "التحالی فی الاسلام" میں ان کا حال بیان کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ "لوگ تھے جن کی نیتوں کا سہولت سے واضح ہونا ممکن نہ تھا کیونکہ ان کا ظاہر ان کے حسن نیت پر دلالت کرتا تھا اور ان کے باطن میں ان کے بعض اعمال دلالت کرتے تھے (جب وہ مومنین سے ملے تو کہتے ہم ایمان لائے ہیں اور جب اپنے سرداروں کے علیحدگی میں ملتے تو

کہتے ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف دستہ ادا کرتے ہیں اور وہ سب بیٹھے ہیں
 والوں، پیچھے رہنے والوں، بڑی خبریں کاڑھنے والوں اور روکنے والوں کا
 مشن پورا کرتے اور وہ مختلف رنگ کے تھے جن کی تمیز مشکل تھی ہاں وہ عام
 باتوں میں شریک ہوتے تھے ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ وہ موقع سے موقع کو ب
 و عداوت کے طور پر اپنے حق نیست اور پاکیزہ جذبہ انصاف کے اظہار پر ٹوٹے پڑتے
 تھے اور ہر امر کا منہ قند کے بنیر سامنا کرتے ہیں موافقت کرتے تھے اور وہ کہا
 کہیں پس پردہ عیب تلاش کرتے تھے اور موافق کو غنیمت جانتے تھے اور سازش
 اور منصوبے بناتے تھے اور جب انہیں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی تو وہ
 نرمی سے معذرت کر دیتے اور اگر وعدہ کرتے تو کمال دیتے اور انہیں دعوت
 جادوی جاتی تو کہتے اگر ہم جنگ کرتا جاتے تو سزور جہاد پر پیروی کرتے ۱۵
 غلط باتوں اور بچکارا رادوں سے ملے جاتے تھے اور خاراؤں پہن سستی سے
 کام لیتے اور بادل خواستہ خرچ کرتے را اور جب انہیں کہا جاتا کہ زمین میں
 نساوند کو تو وہ کہتے ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں

اور وہ دہی ہیں جو اللہ (اور اس کے رسول اور مومنین کے سوا کدلی دوست
 بناتے ہیں اور کہتے ہیں — اگر مسلمانوں کو کوئی مصیبت پہنچے — ز اور
 اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جھوٹا وعدہ ہی کیا ہے اور جو خرچ کرتے
 ہیں اسے چٹل کہتے ہیں اور ان کے متعلق گردشوں کے منتظر ہیں اور تو
 انہیں دشمنوں کی طرف مائل دیکھنے کا اور وہ خفیہ اور اعلانیہ ان کے ساتھ کام
 کرتے ہیں اور ان کے ہاں عربیت کے خدایاں ہیں۔

اور ان کے نفاق کی نوعیت کے اختلاف کی وجہ سے ان کے خطرات بھی

مختلف ہیں۔ وہ ان کی سزا ایک ہی ہے۔ ہاں جو مکہ و مدینہ اور دشمن کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ ہو اس کی بات الگ ہے جیسے وہ لوگ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَأَخْرَجُوا لِيُجْزَىٰ لَهُمُ اللَّهُ أَحَادٌ يَعْزَىٰ بِهِمْ وَأَهَابٌ يَتُوبُ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: اور کچھ دوسرے لوگ بھی جنہیں امر الہی کے لیے بھیجے رکھا گیا ہے

خواہ وہ انہیں عذاب دے یا نہیں معاف کر دے۔
 اور مقرر کر دے کہ ان کی پچھان کی بہت سی آیات ہیں اور ان کا علاج بھی اچھے
 اتفاق کے وسیع کے مطابق ہے۔ ان میں سے بعض سے فرائض اور ان کے دالوں کا سا
 سلوک کیا جاتا ہے، اور بعض کو قویہ کا موقع دیا جاتا ہے۔

اور ان میں سے ایک قسم بہت مخفی ہے جو بہت غھٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ
 نے ان کے گھبراؤ کی ضمانت لی ہے جیسے کہ وہ فرماتے ہیں:

وَمَنْ أَهْلُ الْمَدِينَةِ سَعِدَ بِحَمْدِ مَوْلَانِ

ترجمہ: اور اہل مدینہ سے کچھ لوگ اتفاق پر ہم گئے ہیں نہ نہیں نہیں جیتے
 ہم نہیں جانتے ہیں۔ غمگین ہم انہیں عذاب دیں گے۔

اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ منافقین بڑی ذہانت سے مہمات تھے لیکن
 کی اخلاقی کمزوری انہیں دلیل موافقت کی طرف سے جاتی تھی اور اگر جاہ و مال اور
 دنیاوی زندگی کے متاع کی محبت اور حسد نہ ہوتا تو ان کی اور ہی شان ہوتی اور وہ مختلف
 دھجوں کے تھے (بعض بُرائی کا حکم دیتے، دینکی سے روکتے اور سچے باتوں کو
 دہکتے وہ اللہ کو بھول گئے اور وہ انہیں بھول گیا بلاشبہ منافقین بنی فاسق ہیں۔
 منافقین ہمیشہ ہی ان خبیثہ سوسائٹیوں کی مانند
 معاندانوں کا اڈہ مسجد حضور ﷺ ہے جس جو بڑی پوشیدگی سے عہد قائم کے
 خلافت کاہ کرتی ہیں اور یہ منافقین اسلام کے خلاف اپنی تحریکیں سرگرمیوں کو خفی

سے چھپتے تھے تاہم جب وہ اس کے خلاف کوئی ایسا کام کریں جو مسلمانوں کو واجب کرنا ہو تو وہ اسلامی قانون کے شکنجے تلے نہ آجائیں اور وہ اپنی ان خواہشات کے پورا کرنے کے بہت آئندہ و مند تھے جو اسلام کی تباہی کے لیے تھیں وہ اسلام اور اس کے نبی سے محبت کا انکار کرتے تھے اور درپردہ وہ کام کرتے تھے جو سب کو نقصان پہنچانے والے تھے۔

اور اسلام کی طرف اتنا سب کے باعث وہ جس آزاد نفسا سے شاد کام تھے وہ اس میں باجمہر چاہتے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے خلاف کوئی ایسا کام کریں جو مسلمانوں کو واجب کرنا ہو تو وہ اسلامی قانون کے شکنجے تلے نہ آجائیں اور وہ اپنی ان خواہشات کے پورا کرنے کے بہت آئندہ و مند تھے جو اسلام کی تباہی کے لیے تھیں وہ اسلام اور اس کے نبی سے محبت کا اظہار کرتے تھے اور درپردہ وہ کام کرتے تھے جو سب کو نقصان پہنچانے والے تھے۔ اور اسلام کی طرف اتنا سب کے باعث وہ جس آزاد نفسا سے شاد کام تھے

وہ اس میں باجمہر چاہتے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے خلاف ہوتے، لیکن جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے درمیان ہوتے تو تنگ پڑ جاتے کیونکہ وہ سازشوں کے جال میں آ سکتے اور نہ اسلام کے خلاف جو کچھ ادا کرنا چاہتے وہ کر سکتے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ ایک ایک دوسرے کی طرح لپکتے اور عہد نبوی میں ایک مسجد تھی اور یہ وہ جگہ ہے جہاں ان سب مسلمانوں پر جو مصلحتیں اور عاجزاندہ ہو چکی ہیں گھنٹوں کے درمیان پانچ بار جمع ہونا فرض ہے اور یہ اجتماع فرض تو ان کی ادائیگی کے لیے ہوتا ہے اور منافقین بھی مسلمانوں کے ساتھ ان دونوں میں سے ہیں جسے جو کرتے تھے کیونکہ وہ اسلامی سوسائٹی کا جزو تھے نہ مسجد میں پانچ بار ان کا یہ اجتماع انہیں یہ موقع فراہم کرتا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف وسیع کاموں اور سازشوں کے لیے، ہم گفتگو کریں لیکن وہ خوفزدہ رہتے تھے کیونکہ مسلمان انہیں تنگ و شب کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس سے وہ

شکی محسوس کرتے تھے اور آذادی سے کام نہیں کر سکتے تھے اور منافقین کی اس شکی کی حقیقت کو ان کے لیڈر ابو عامر ناسق نے جو ان کے ہاں داعیہ کے نام سے موسوم تھا۔ بیان کیا ہے اس نے شک و شبہ کی نعروں کے متعلق جن سے مسلمان متاثرین کو اس وقت دیکھتے تھے جب وہ نمازوں کے لیے ان کے ساتھ مسجد میں آتے تھے بیان کیا ہے۔

’میں تمہارے اس باطن سے جس داخل نہیں ہو سکتا۔۔۔ اس خبیث کی مراد مسجد ہے۔۔۔ کیونکہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مجھے دیکھتے ہیں اور مجھ پر وہ عیب لگاتے ہیں جو میں پسند نہیں کرتا۔‘ اس بے انصافی نے۔۔۔ تمہا کی جانب اپنے لیڈر ابو عامر ناسق کے اشارے سے۔۔۔ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے لیے ایک اچھا بنائیں جو ان کی میٹنگوں کا ہیڈ کوٹر ہو اور وہ اس میں آذادی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خدو کا کام کریں۔ اور فریب کاری و خبیثت انہیں یہاں تک لے گئی کہ وہ اس سازش اور منصوبے کے مرکز کو مسجد کی صورت میں بنائیں تاکہ اپنے آپ سے مشابہ کو دور کر دیں اس لیے کہ کوئی شخص مسجد کی تعمیر پر مستحق نہ ہو گا جسے عہدہ پر اللہ کی عبادت کے لیے ہی بنایا جاتا ہے اور یہ نظریہ ابو عامر ناسق کی ایجاد تھا جو معرکہ اُحد میں مسلمانوں کے خلاف، مشرکین کے ساتھ شامل ہوا تھا اور اس نے اپنے شہید پیغمبر اللہ کے حضرت حنظلہ بن ابی عامر کولات ماری تھی اور یہ حکمت الہی کا اقتضا ہے کہ انصار کی اصطلاح سے نکلیں ایسے ابو عامر داعیہ ناسق، خبیث ترین منافقین میں سے تھا اور اس کا بیٹا حنظلہ اسلام کے بہترین اور نیک ترین جوانوں میں سے تھا۔

اور ابو عامر داعیہ کا خبیث نظریہ اجرو وجود میں یوں آیا کہ اس کی اور اس کے

امثل کی حوصلہ افزائی سے منافقین نے اپنے لیے ایک مسجد تعمیر کی اور مدینہ کے فواح
میں سے ایک حضرت کو منتخب کر لیا اور وہ قبا کے ایک طرف تھی جو مدینہ سے تقریباً دو میل
دور تھی اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس حضرت کو اس لیے منتخب کیا کہ اس میں
سکون تھا اور اس مدینہ سے دور تھی جو آپ کا مرکز تھا اور آپ کی مسجد سے بھی دور
تھی۔

اور اس متعلقہ (مخبر) میں اسلام کی پہلی مسجد تعمیر کی گئی اور یہ مسجد اس قبیلے میں
شعائر اسلام کی افادت کا مقام رہی اور وہ بنی عمرو بن عوف کا قبیلہ ہے جس
کے لیے مسجد ظفر کا باعث تھی۔

اور منافقین کی وہ مسجد جو اس علاقے میں تعمیر کی گئی جسے بعد میں مسجد منار کا نام
دی گیا اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے خلاف
فتنہ و فساد پیدا کرنے اور منافقین کو تیار کرنے کے لیے اڑھائی کے عہد پر تعمیر کیا
گیا اور منافقین سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا — ہم مسجد تعمیر کریں
جسے اور اس میں قیلولہ کریں گے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے حاضر ہونے
ہوں گے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ابو عامر فاسق نے اپنے دشمنوں کے
قبل مسجد منار کی تعمیر کا حکم دیا اور اپنے مددگاروں سے کہا — میرے لیے ایک
مسجد بناؤ اور جس قدر فوج اور ہتھیار تیار کر سکتے ہو کرو، میں قیصر روم کے
پاس جاؤں گا ہوں میں رومیوں کی فوج کے کراؤں گا، اور میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے اور آپ کے اصحاب کو مدینہ سے نکال دوں گا۔

اور بیان کیا گیا ہے کہ اس مسجد کی تعمیر کا سبب یہ تھا کہ جب لوگ مسجد سے فارغ
ہوئے تو ابو عامر فاسق نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم غلبہ اور
جہنمی حاصل کرتی جاتی ہے پس وہ رومیوں کے بادشاہ ہرتل کے پاس حضرت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہمدردی گئے اس نے اس سے وعدہ کیا اور
جس سے امیر بنی دناہین اور اس نے اس کے پاس اہم دست اختیار کی اور اپنی مثنوی

اور تشکک قوم کو آزار نہیں دیتے ہوئے اور وعدہ کرتے ہوئے لکھا کہ عنقریب وہ ایک فرج کے ساتھ آئے گا جس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرے گا اور اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے لیے ایک قطعہ بنائیں اور اس میں اس کے پاس سے ان کے ہاں ایک شخص اس کے خطوط کو پہنچانے کے لیے آئے گا، اور جب وہ آئے گا تو وہ لکھو اس کے لیے گھات کی جگہ ہوگا پس انہوں نے مسجد قبا کے نزدیک مسجد کی تعمیر کرنی شروع کر دی اور انہوں نے اسے خوب مضبوط بنایا اور تبرک کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خروج کرنے سے قبل وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے۔

قریب تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد منار میں نماز پڑھتے اور جب منافقین

تھے اپنی شریریتوں کے اختراع پر اور چونکہ وہ چھپائے ہوئے تھے اس کے خلاف انعام کرنے پر قدرت پالی نیز یہ کہ ان کے اس اٹھنے و مسجد منار کی قانونی حیثیت ہو اور تاکہ انہیں اس کے لیے معافی ہو حاصل ہو جائے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے — اس مسجد کی تعمیر کے اختتام کے بعد — گزارش کی کہ آپ اس میں نماز ادا کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ اس میں نماز ادا کریں گے لیکن وہ تبرک سے اپنی واپسی کے بعد کریں گے اس لیے وہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے اس میں نماز پڑھنے کی گزارش کی آپ اس وقت تبرک کی طرف ماریج کیسے کی تیاری میں تھے اور قریب تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وعدہ کے مطابق جو آپ نے ان منافقین سے کیا تھا جن کو آپ جہنم سے نہیں تھے مسجد منار میں نماز پڑھتے مگر اس میں نماز پڑھنے کی بجائے اس کے گرانے کے متعلق قرآن نازل ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نئے آگے آگ سے جلا دیا اور اس کے نزدیک کہا منافقین کے جو دو بڑے گھر تھے انہیں بھی جلا دیا۔

اور اسی دوران میں کہ یہ منافقین خوشی سے اپنے اجتماع میں رہتے تھے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاسوسی کے اڈے (مسجد ہضرا) میں نماز پڑھیں گے، اچانک شعلوں کی زبانیں اس اڈے کو نکلنے لگیں اور بعض منافقین اس کے اندر آئے پس وہ اپنے خاندان کے ساتھ بھاگ گئے اور اسے آگ کا کعبہ بنا کر چھوڑ گئے۔

مغازی و سیرک کتب میں بیان ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وادی ذی اوہن (مدینہ کے قریب) میں اپنے تبوک کے راستے پر تھے تو مسجد ہضرا کے ایک آپ کے پاس آئے، واقعہ کی کیا بیان ہے کہ ان میں سے پہلے آدھی آپ کے پاس آئے۔ مصعب بن عمیر، ثعلبہ بن ابی عاصب، خذام بن خالد، ابو جہیب بن النضر اور عبداللہ بن جہش بن الحارث۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اپنے پیچھے رہنے والے اصحاب کے پیچھے ہیں، ہم نے تلک ستون، حاجت مند کا لیے اور بڑے دشمن والی رات اور سرد رات کے لیے مسجد تعمیر کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس آئیں اور اس میں ہمیں نماز پڑھائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تیار ہو رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سفر میں ہوں اور مصروف ہوں اور اگر ہم آئے تو ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آئیں گے اور اس میں تمہیں نماز پڑھائیں گے۔ جب تبوک سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی اوہن مقام پر آئے تو آپ کو آسمان سے مسجد اور ابلیس کی خبر ملی اور انہوں نے اسے صرف اس لیے بنایا تھا اور وہ آپس میں کہتے تھے کہ ابو عتر ہمارے پاس آگے گا اور

سہ یہ اربعہ مراد ہیں وہ ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبریت میں عبادت

اس میں ہمارے پاس گھنٹوں گرنے لگا وہ کہا کرتے تھائیں بنی عمرو بن عوف کی مسجد میں نہیں آ سکتا جیسی مسجد قبا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں واللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاذْهَبُوا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اِنَّ اللَّهَ اَوَّاهٌ اَسْمَعُ اِنَّكُمْ لَفِي حَرْبٍ مَّعَهُ اُولَٰئِكَ يَكْفُرُونَ اِنَّهُمْ اَلَمَّا عَلِمُوا اَنْهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَقَرٌّ يَمْشُونَ
جنگ کرنے والے لوگ جانتے لگاتے تھے کہ میں کھڑا کرنے کے لیے۔ یعنی ابو عامر قاسم کے لیے۔

در جب قرآن نے ازلہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی وحشت کی کہ یہ گھناؤلی مسجد گھات کی جگہ ہے جس میں منافقین، مسلمانوں کی گھاتیں لگائیں گے اور وہ اسے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کہتے تھے اس لیے یہ کہہ کر اوطار بن ابی اسد کے آپ نے اپنے اصحاب میں سے دو جو فزول حضرت عامر بن عبدی بن جحشلان، در حضرت مالک بن النخشمہ السلمی کو بلایا، در انھیں حکم دیا کہ وہ دونوں منافقین

در فقیر و شیعہ صفو گز مستند

نکرتا تھا۔ در جب اللہ تعالیٰ اس نام کو لایا تو اسے غصے سے بھری اور اس کے پیچھے اپنی اصحاب قریش کے پاس کہ گئے اور سوچا کہ میں مسلمانوں کے خلاف ان کے ساتھ شامل ہو۔ اور اس کے پیچھے حضرت حنفیہ کے احمد کے روز اسے قتل کرنا چاہا لیکن وہ اس کی توبہ نہ پا سکا اور مؤرخین نے بیان نہیں کیا کہ یہ ابو عامر مدینہ کیسے واپس آیا، در رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مدینہ میں آنے سے منع کیا کہ اسے کیجیے اجازت دی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بھی دیگر منافقین کی طرح اسلام کا عہدہ اوطار تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جیسا کہ منافقین کے متعلق میں آپ کی سیاست تھی۔

شع و عاشقہ صفو گز ان یہ عالم کہ یوں میں شہر ہوتے ہیں کہ آپ ہر میں شہر نہیں ہوئے آپ کے خانات ہمارے کتاب غزوہ بدر میں دیکھیے۔

شع و عاشقہ صفو گز ان یہ عالم کہ یوں میں شہر ہوتے ہیں کہ آپ ہر میں شہر نہیں ہوئے آپ کے خانات ہمارے کتاب غزوہ بدر میں دیکھیے۔

کی مسجد کو آج سے جہان کے کافر و کافر ہی ہیں۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا — اس مسجد کی طرف جاؤ جس کے اہل خانہ ہیں اور اسے گرا دو پھر اسے جہاد و اوہ دونوں جلدی سے پیادہ پا گئے حتیٰ کہ مسجد بنی سالم میں آگئے حضرت مالک بن النخشم نے حضرت عاصم بن عدی سے کہا مجھے اس وقت تک صحت دو کر میں پسینہ اہل سے آگے کر آپ کے پاس آ جاؤں آپ اپنے اہل کے پاس آئے اور مجھ کے درخت کی ایک شاخ لی اور اس میں ہنگ لگا لی پھر دونوں جلدی سے دوڑتے ہوئے نکلے حتیٰ کہ مغرب اور عشاء کے درمیان میں تک پہنچ گئے اور وہ منافقین اور ان کا امام جمع بن جابرؓ اس میں موجود تھے۔ حضرت عاصم نے کہا، میں اپنی طرف ان کے پیچھے کو نہیں بھول سکتا ان کے کان ابھیرے کی طرح تھے ہم نے اُسے جلا دیے حتیٰ کہ وہ جھٹکی اور زمر بن جابرؓ بن عامرؓ اس میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ اس کے سر میں جن گتے پس ہم نے اُسے گرا دیا حتیٰ کہ اُسے چوتھ زمین کر دیا، درودہ منتشر ہو گئے۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو آپ نے حضرت عاصم بن علی کو پیشکش کی کہ وہ مسجد کو گھیر لیں۔۔۔ اور دوجہ بن ثابت اور ابوتہ مرہ ابیہ کے گھر اس کے چہرے میں تھے انہوں نے اس کے ساتھ نہیں بھیجا دیا۔ حضرت عاصم نے کہا: میں اس عہد کو گھیرنا نہ کا نہیں جس کے بارے میں

مجھے یہ جمع بن جابرؓ اور اس جیسے سے تھا اور اس کو یہ جابر بن عامرؓ منافقین میں شامل تھا جنہوں نے مسجد طراز بنائی تھی، لیکن جمع ایک صلیحؓ کو جو ان تھا اور وہ منافقین کو نہ زبردستی تھا اور ان کی ہمتوں کے خبت کو نہ جانتا تھا، حضرت عمرؓ بن الخطابؓ نے اُسے اپنی قوم کو نماز پڑھانے پر متروک کیا اور اس نے ایک یا دو ساتوں کے ساتھ قرآن پڑھ کر کیا ہے۔ اس کے مغلل حالانہ امدا الغابہ میں

جو نازل ہوتا تھا وہ نازل ہو چکا ہے۔ یا رسول اللہ مجھے اس کی ضرورت نہیں لیکن آپ اسے ثابت بنی اقرم کو دے دیں، ان کا کوئی گھر نہیں ہے پس آپ نے وہ سجدہ حضرت ثابت کو عطا کر دی۔

اور حضرت ابولبابہ بن عبدالمطلبؓ نے اس میں کھڑکیوں سے انہیں مدد دی اور آپ پر نفاق کی تہمت نہ تھی لیکن وہ ناپسندیدہ کام کرتے تھے، پس جب مسجد گرا دی گئی تو حضرت ابولبابہ نے اس کی کھڑکیاں بنائیں کہ ان سے گھر بنایا اور آپ نے جو گھر تعمیر کیے وہ اس کے پہلو میں تھا۔ آپ کا بیان ہے کہ اس گھر میں آپ کے ہاں کبھی کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اور نہ اس میں کوئی کبوتر ٹھہرا ہے اور نہ اس میں کبھی مرغی نے انڈے دیے ہیں۔

اور جن لوگوں نے سجدہ منزلہ تعمیر کیا وہ بارہ آدمی تھے، اور واقدی کا بیان ہے کہ وہ پندرہ آدمی تھے لیکن واقدی سے بھی صرف بارہ آدمیوں کے نام ہی بیان کیے ہیں جو یہ ہیں ——— جابر بن عبدہ، رجب بن کعب، حماد الدارسی، اور اس کا بیٹا مجمع، اور یمنی بن قحط، زید بن کادہم تھا اور اس کا بیٹا زید بن حناہیر ——— جن کے سر پہ جل گئے اور اس نے ہر گھنے سے انکار کر دیا ——— اور اس کا بیٹا زید بن حناہیر، اور دلدجہ بن ثابت، اور خذوص بن خالد، اور عبد اللہ بن قیس اور بجاہ بن عثمان اور ابو حبیہ بن النضر اور عتبہ بن بشیر و عبد بن حنیف اور عتبہ بن جاحظ۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خذام اور بجاہ کے ہاں سے فرمایا ہے عدا، خذام کے بہتر ہے اور کوثر، بجاہ کے بہتر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان منافقین کا ٹکڑا اور جاسوس عبد اللہ بن جہل تھا، یہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات، ہماری کتاب غزوہ موتہ میں دیکھیے۔

۱۔ حضرت ابولبابہ کے حالات ہماری کتاب غزوہ بنی قریظہ میں دیکھیے۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا اور آپ کی باتیں سنتا پھر انہیں منافقین کے بارے میں خبر دے گا، جبریلؑ آئے گا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، منافقین کو ایک شخص آپ کے پاس آکر آپ کی باتیں سنتا ہے پھر انہیں منافقین کے پاس لے جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا سیاہ رنگ، بہت بالوں والا، مٹرخ آنکھوں والا گویا وہ قتل کی دو منڈیاں ہیں اس کا جگر گھسے گا جگر ہے اور وہ شیطان کی آنکھوں سے نکلتا ہے۔

اور حضرت عائشہؓ نے تبوک کی طرف مارچ کرنے سے قبل معلوم کر لیا کہ یہ مسجد اڑھ ہے اور یہ مجرم منافقین کی تعمیر ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے — ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کی طرف تیار ہو رہے تھے تو میں نے عبداللہ بن قیس اور غلبہ بن جراح کو مسجد مزاد کی نگرانی کرتے دیکھا وہ پرانا ٹھیکہ کر رہے تھے اور اس کے فاسخ ہو چکے تھے دونوں کہنے لگے اسے عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے یہ ہم سے اس میں نماز پڑھنے کا وعدہ کیا ہے میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم یہ مسجد تو ایک مشہور منقہ ہے بنائی ہے اس کی بنیاد ابو حنیفہ بن الاثرع اور غنم کے اخراج نے رکھی ہے اور وہ یہیں ثابت بھی اس گمراہ میں ہے۔۔۔۔۔ اور جس مسجد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے تعمیر کیا ہے اس کی بنیاد جبریلؑ نے رکھی ہے اور وہ گھر کی امامت کرتا ہے۔ خدا کی قسم ابھی ہم اپنے سفر سے واپس نہیں آئے تھے کہ میں کی خدمت میں اور قرآن کا نالہ ہوا جو اس کی تعمیر میں اکٹھے ہوئے تھے اور اس میں مدد بھی تھی۔

حضرت عائشہؓ یہ حدیث سے پوچھ گیا — آپ منافقین کی واقفیت رکھتے تھے — انھوں نے اس کی تعمیر کا ارادہ کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا وہ ہزارہی مسجد میں جمع ہوا کرتے تھے اور باہم سرگوشیاں کرتے تھے اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور مسلمان انہیں دیکھتے تھے اور انہیں یہ بات شائق گذرتی تھی،

انہوں نے مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا کہ وہ اس میں موجود ہو کریں اور ان کے پاس صرف وہی شخص آنے جو ان کا جہاد لئے ہو اور ابو عامر کہا کرتا تھا میں تمہارے اس ہاٹکے میں داخل نہیں ہو سکتا اور یہ بات اس سے ہے کہ محمد و صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مجھے دیکھتے ہیں اور مجھ پر ایسے عیب لگتے ہیں جنہیں میں پسند نہیں کرتا وہ کہنے لگے۔ ہم ایک مسجد تعمیر کریں گے اور تو ہمارے پاس اس میں گنجلو کرے گا یہ

اور اللہ تعالیٰ نے مسجد ضرار کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :
 وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ مَوَاطِنَ لِّتُفَكَّرَ ۖ وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ
 (ترجمہ) اور جن لوگوں نے مگر یہ گھاسنہ اور کفر کرنے اور مومنین کے درمیان
 جدائی ڈالنے اور اس شخص کے گھات لگانے کے لیے مسجد بنائی جو میرے
 اللہ اور اس کے رسول کے برابر میرا ہے۔ اس سے مراد ابو عامر
 غاصق ہے۔ اور وہ تمہیں کھائیں گے کہ ہمارا ارادہ بھلائی کا ہے
 اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بھولے ہیں۔۔۔۔۔ اس میں کبھی کھڑا نہ
 ہونا البتہ وہ مسجد۔ یعنی مسجد خیار۔ جس کی بنیاد پہلے دن
 سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس بات کے زیادہ ثبوت ہے کہ آپ میں
 کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں جو پاکیزگی اختیار کرنے کو پسند
 کرتے ہیں اور اللہ بھی پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے
 پس کیا وہ شخص جو اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور رضا مند پر

سلفہ صحابی الواقدی جلد ۱ ص ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴

نکٹھے بہتر ہے۔ یہ وہ شخص جو اپنی عزت کی بنیاد گرتے والے گڑھا کے کنارے پر رکھے، وردہ اُسکے دوزخ کی آگ کے درمیان سے گزے۔
 ردالمحتالہم لوگوں کو ہدایت نہیں دینا۔ انھوں نے جو عزت بنائی ہے وہ ہمیشہ ان کے دلوں میں شک کو باعث رہے گی سو انہی میں سے ان کے زمان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور مت جاننے والہ اور حکمت والا ہے۔

اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آئے تو عورتیں اپنے ذور کچیاں کہنے لگیں تیسرے ذور اربع جانب کے چاروں پاس اور غلام کیا ہے جب تک۔ مٹر کے پے دعوت دینے والا دعوت دے جم پر مکہ و احباب سے۔

جیسا کہ بیان کیا ہے کہ سہارے علماء بیان کرتے ہیں کہ یہ اشعار آپ کے
کوہ سے مریدانہ سے پر پڑھے گئے ہیں مگر آپ تبرک سے بھی غنیہ انوار سے
وینہ آئے تھے۔ اللہ اعلم

میں گستاخوں، مہربانوں کا بہت احتمال ہے کہ مورتوں، پتھروں اور کچھول سے
یہ اشعار دوبارہ پڑھتے ہیں جیسا کہ بہت سے مواقع پر ہو جاتا ہے۔ واضحاً علم
اور انعام بخاندی نے اپنی تصحیح میں بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم حبیبِ مرینہ کے نزدیک آئے تو آپ نے فرمایا: — مرینہ نہ کچھ پیے
لوگ ہیں کہ تم نے جو سفر بھی کیا ہے اور جس وادی کو بھی گئے یہ ہے وہ تمہارے
ساتھ تھے اچھا ہر نے پوچھا یا رسول اللہ! اور دو مرینہ ہی میں تھے، آپ نے
فرمایا: وہ مرینہ ہی میں تھے انہیں غدر کرنے، لوٹ کر دینا تھا، اور صحیح بخاری میں
ابو حمیرہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک

سے آئے حتیٰ کہ جب ہم مدینہ کے نزدیک آئے تو آپ نے فرمایا : یہ طایف ہے اور یہ جبل اُحد ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اور ہم اس سے محبت کرنے میں اور اہم بخیر رہی ہے۔ یہاں تک کہ جبکہ اللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے نہری کے بحوالہ السائب بن یزید ہم سے بیان کیا کہ مجھے یاد ہے کہ میں غزوہ تبوک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر آپ کے استقبال کے لیے ثقیف الوداع کی طرف گیا تھا۔

غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والے تین آدمیوں کا | شعیب بن بشری بن حنظلہ
 واقعہ اور اللہ تعالیٰ کا ان کو معاف کرنا | ہیں سے ہے جو ان سے عہد نہیں بنیں
 بلکہ وہ اس کی صفات اس میر میں سے ہے حتیٰ کہ عہد نبوی میں جو ایمان اصدق
 قربانی، نفاذی، صبر، ایمان اور عقیدہ کی راہ میں ذات سے بیگانگی کا عہد
 تھا حتیٰ کہ اس ردِ مشن اور مشا ل عہد میں جس کی بودا ہے سے بعد آنے والے
 لوگوں کے لیے عقیدے کی نصرت میں جان کو سخاوت کی حد تک خرچ کرنے
 میں ایک اعلیٰ نمونہ تھی۔ حتیٰ کہ اس عہد نبوی میں ہی — جب است زول میں
 علیہ وسلم پر آسمان سے وحی نازل ہوئی تھی۔ شعیب بن بشری نے ایسا فعل کیا
 جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک منتخب اور مخلص جماعت کے لیے
 سزا کا باعث بن گیا، انھوں نے وہ کام کیا جس نے ان کی زندگی کو کد کر دیا
 اور غم و حزن کے خیموں سے ان کے پاک و نون کو کھڑے ٹکڑے کر دیا جن میں
 اس دین کے بارے میں کسی شک و اذنیاب کی غولی نہ تھی جس کے وہ بددگار
 تھے اور اس نبی کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہ تھا جس سے انہوں نے
 محبت کے لفظ کے تمام معانی کے ساتھ محبت کی تھی، وہ غزوہ تبوک میں
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے اور ان کا پیچھے رہنا کسی پسندی
 کمزوری یا خشک عقیدہ یا اسلام میں تذبذب کے باعث نہ تھا بلکہ ان کا کلفت

ضعف بشری کی وجہ سے تھا، اس ضعف کے دوران انہیں گرمی میں جنگ و جدال کی مشقت اور زندگی کی سختی اور تنگی کے مقابلہ میں ان کے دل میں امن اور بہترین بھولوں کے سامنے میں آرام و راحت سے رہنا پسند آیا اور انہوں نے تردد کے باوجود اس ضعف بشری کی بات مان لی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ ان کے لیے بڑی سخت آزمائش تھی اور انہیں اس کے پنجوں سے جن کی کشتیوں نے ان کے گلوں کو پکڑ لیا تھا، صدق کے سوا کسی چیز نے نہ بچایا۔

انہیں ان کے پیچھے جانے سے متعلقین کا حریق اختیار کرنے سے ہند کر دیا کہ وہ اس حکم کے باوجود کہ اس تکلف کے بارے میں ان کا کوئی غدر نہیں ہے، غدر کریں اور جھوٹ بولیں، یا انہیں ضعف بشری کا غدر تھا۔ اگر اسے غدر کا نام دیا جاسکتا ہو۔ اور اس بات نے انہیں غضب الہی سے بچنے کی امید دلائی پس اللہ نے ان کو معاف فرما دیا حالانکہ وہ ہلاک ہونے کے قریب ہی چلے گئے تھے اس نے انہیں اس لیے معاف کیا کہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اقرار کیا کہ جب وہ اس بات سے پیچھے رہے جو ہر قدرت والے مسلمان پر فرض تھی تو ان کا کوئی غدر نہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں انزالہی کے استیلا میں حکم نافذ کرنے میں تاخیر کی اور آپ نے مسلمانوں کو ان سے مقاطعہ کرنے کا حکم دیا اور اسی طرح انہیں بھی حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں سے علیحدہ رہیں حتیٰ کہ ان کی توبہ کے متعلق قرآن نازل ہوا۔

بنا سبب ان تین صحابہ کرام کی توبہ کا واقعہ دیکھ کر پھر شہادت اور پُرست ہے۔ انہیں اپنے کامل صدق کے نتیجے میں سخت نصیب آئی جیالیف اور سخت آزمائش سے دریا ہو تا پڑا، لیکن ان کا ایمان صادق ان سب باتوں کے سامنے ٹھٹھا رہا۔ حالانکہ یہ صدق ان کے لیے شدید آزمائشوں اور نصیبیاتی دکھوں کا باعث بنا۔ قریب تھا کہ وہ ان کی جانوں کو ہلاک کر دیتا اور وہ غم سے مر جاتے۔

اللہ نے چاہا کہ وہ میری مرادت کے پیالوں کو گھونٹ گھونٹ چینے کے بعد صدق کی علامت اور سرور کو چکھیں اور اس میں سوچیں کہ ایسے بوسوں کو اصطلاح اور عبرتیں پائی جاتی ہیں، سو میں جب غلطی کرتا ہے تو مجھ کا گناہ نہیں اور نہ اعتراض سے ذریعہ ہوتا ہے وہ غلطی میں بھی راست بازی اختیار کرتا ہے خواہ اس پچائی کے نتائج سکتے ہی ہوں اور غلطی کے میدان میں۔ کسی لڑکے بچ کے بغیر صدق کی پابندی کرنے کے نتائج، اس دنیا میں اکثر بہت سی پریشانیوں کا باعث ہوتے ہیں لیکن آخر میں دوسری سعادت ان کا مقابلہ کرتی ہے اس لیے کہ صدق کی پابندی سے پیدا ہونے والے آقا صریح شہادت کے باوجود گذر جانے والے ہوتے ہیں لیکن آخر صدق کی لذتیں ختم نہیں ہوتیں اور دنیا میں بچ بوسنے والے۔ احترام خط و کتابت کے کام کی سوجن سے الجھنے کے بعد۔ نفسیاتی سعادت کو محسوس کرتا ہے جس کی کوئی سعادت براہمیری نہیں کر سکتی اور بڑی سعادت یہ ہے کہ صدق کی پابندی کی جزا میں اسے آخرت میں سعادت ہمیشہ حاصل ہوتی ہے۔

ان تین صحابہ کرام کے واقعہ میں جنہوں نے کسی حوالہ کے بغیر غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تخلف کیا، صدق کے بارے میں اصل اسباق اور خط و ڈن پر محاسبہ نفس اور ایمان پر خیالات اور ضمیر کے بیدار ہونے کے بعد اس کی آواز کا جواب دینے۔ اگر تین تعمیر صحیح ہو۔ کیا ہمیں پائی مجال میں، ہم معتریب آپ کے لیے ان تین آدمیوں کے واقعہ کو بیان کریں گے جو کہ تخلف کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ کو کیسے قبول کیا تاکہ ہر انسان کو معلوم ہو جائے کہ کس طرح صدق ہر انسان میں اس کی خطا کے مقابلہ میں ایک خاصہ پایا جاتا ہے۔ سچے ہونے والے کو مکمل طور پر نجات دیتا ہے اور کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی سچی توبہ کو قبول کرتا ہے جب وہ صدق و توبہ کے ساتھ اپنے

۱۷ سے ۱۸ کا۔ یہ فیصلہ نہیں کرتے، خواہ دن کا کوئی بھی گناہ ہو حتیٰ کہ خواہ ترکِ اکبر ہی ہو (بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سب گناہوں کو بخش دیا ہے)۔

یہ تین صحابہ کرام جنہوں نے غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ کر گناہ کا ارتکاب کیا یا انصار میں سے تھے جو حضرت کعب بن لکھ، حضرت بلال بن امیہ اور حضرت مرارہ بن الربیع تھے اور ان کا واقعہ عام صحابہ حدیث و سیر اور مفسرین کے بیان کے مطابق یوں ہے۔

حضرت کعب بن لکھ کا بیان ہے کہ میں کسی بھی جنگ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے خانے کی جستجو میں نکلے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے دشمن کو کسی مقررہ وقت کے بغیر اکٹھا کر دیا اور میں عقبہ کی شب کو بھی جب ہم نے اسلام پر غمہ دیمان کیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا اور مجھے اسی طرح حاضر ہونا بہت پسند تھا اگرچہ میں ہر کی باتیں لوگوں میں بیان کرتا تھا۔

اور جب میں اس غزوہ میں آپ سے پیچھے رہا تو اس وقت میری حالت کبھی اتنی آسودہ اور اچھی نہ تھی اور قسم بخدا اس سے قبل میرے پاس کبھی وہ دشمنیاں جمع نہ ہوئی تھیں حتیٰ کہ اس غزوہ میں میں نے ان دونوں کو جمع کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو کسی اور کا تو یہ کرتے حتیٰ کہ یہ غزوہ — یعنی غزوہ تبوک — ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے شہید گرمی میں نکلے اور دُور دراز سفر، جنگ اور بہت سے دشمنوں سے دوچار ہونے اور آپ نے مسلمانوں پر ان کا معاملہ واضح کیا کہ وہ تیار ہو جائیں اور جس طرف آپ جانا چاہتے تھے انہیں جتایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت سے مسلمان تھے جنہیں محفوظ کرنے والی کوئی تحریر بھی نہیں کر سکتی۔۔۔۔ اور حضرت کعب بن لکھ، بر عبیل، مذکرہ بیان کرتے ہیں کہ —

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت جنگ کی جب پھل اور سائے اچھے ہو چکے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیار ہوئے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ تیار ہوئے اور میں بھی صبح کو ان کے ساتھ تیار ہی کر کے نکلا اور واپس آ گیا اور میں نے کوئی چیز تیار نہ کی اور میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ میں اس کی قدرت و عظمت اور میں سلسلہ پر کرنا رہا حتیٰ کہ لوگوں کو خوش قسمتی سے مضبوط کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی صبح کی اور میں نے اپنے مسلمان سے کوئی چیز بھی تیار نہ کی اور میں نے کہا میں آپ کے ایک یا دو دن بعد تیار ہی کر دوں گا پھر ان سے جانوں گا اور میں ان کے چلا جانے کے بعد تیار ہی کرنے گیا اور میں نے کوئی چیز بھی تیار نہ کی پھر میں گیا اور واپس آ گیا اور میں متصل ہی کرتے رہا حتیٰ کہ آنندوں نے تیزی اور سبقت کی اور میں نے بھی سفر کر کے ان کو ملنے کا ارادہ کیا اور کاش میں ایسا کرتا مگر میرے لیے یہ بات عقلاً نہ تھی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے بعد جب میں لوگوں میں جاتا اور ان میں گھومتا تو مجھے یہ بات غمگین کر دیتی کہ میں حضرت اس شخص کو دیکھتا جس میں اتفاق کا عیب ہوتا یا اس شخص کو دیکھتا جسے ضعفاء میں سے لڑنے سے معذور قرار دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یاد دہ کیا کہ حتیٰ کہ آپ تبرک پہنچ گئے آپ نے بیٹھ کر فرمایا کہ عیب بن مالک نے کیا کیا ہے؟ یہی سہ کے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ بن کی دو چیزوں نے اُسے درگاہ بنایا ہے اور اس نے اپنے پہنو پر غور و فکر کیا ہے، حضرت معاذ بن جبل نے کہا تو نے بہت بڑی بات کی ہے یا رسول اللہ قسم بخدا ہمیں تو اس کی بھلائی کا ہی علم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار کیا۔

اور حضرت کعب بن مالک نے اپنے ضعف کے واقعوں میں حقیقت کو موزانہ صدق اور ایمان صادق کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

تخلف کے بارے میں ان کا کوئی حذر نہ تھا اور آپ کے دونوں ساتھی حضرت ہلال بن امیہ اور حضرت مرادہ بن الربیع بھی اپنے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ سے کم محسن نہ تھے ان دونوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچ پیچ کر دیا کہ تخلف کے بارے میں ان کا کوئی حذر نہ تھا پس جو کچھ ان غزوہ کے دلوں میں تھا اُسے اللہ نے معلوم کر لیا اور اس نے سب کو موافق فرمادیا۔ لیکن ہم حضرت ہلال بن امیہ سے کہتے ہیں کہ وہ اپنا اور اپنے ساتھی حضرت مرادہ بن الربیع کا واقعہ ہم سے بیان کریں حضرت ہلال بن امیہ جب غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تو آپ نے بیان کیا۔

خدا کی قسم میں نے کسی شک و ارتباب کی بنا پر تخلف نہیں کیا بلکہ میں بڑا مالدار تھا، میں نے کہا میں ایک اونٹ خریدوں گا اور حضرت مرادہ بن الربیع مجھے ملے اور کہنے لگے میں طاقتور آدمی ہوں اور میں ایک اونٹ خریدوں گا اور اس کے ساتھ چلا جاؤں گا میں نے کہا میں اس درست کی مراقت کر دوں گا اور ہم کہنے لگے ہم صبح کو جائیں گے اور دو اونٹ خرید لائیں گے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملیں گے اور یہ موقع ہم سے ضائع نہ ہوگا، ہم دو اونٹنیوں کے سینوں پر تیزی سے چلنے والے لوگ ہیں، ہم کل چلیں گے ہم مسلسل ہیں باتیں کرتے رہے گا اور تاخیر کرتے رہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گئے تو میں نے کہا یہ روانگی کا وقت نہیں ہے اور میں گھر میں اور دوسری جگہوں پر مصرت معذور افراد اور علاقہ منافقین کو دیکھتا اور غزوہ کیفیت کے ساتھ واپس آ جاتا اور حضرت ابو نعیمہ بھی ہمارے ساتھ پیچھے رہ گئے تھے اور وہ اپنے اسلام کے بارے میں متوہم نہ تھے اور نہ آپ پر عیب لگایا جاتا تھا پس انھوں نے جو عزم کیا سو کیا اور حضرت ابو نعیمہ کا نام عبد اللہ بن خنیسہ المالکی تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے بعد واپس آ گئے اور ایک گرم دن میں اپنی دو بیویوں کے پاس آئے آپ نے دیکھا

کہ وہ دونوں اپنے اپنے پھیراں میں ہیں اور یہ دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے

پھیر پر چھڑکا دیا ہوا ہے۔ اور اس میں آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہوا ہے جیسے کہ ابھی ان اللہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے پیچھے فہور صحابہ کر دیے گئے ہیں وہ دھوپ) ہوا اور گرمی میں بھیجے نہیں رہے، اور اپنے ہتھیار اپنی گردن پر مٹانے ہوئے ہیں اور ابو خنیفہ غطفانہ سے ساجوں تیار کھانوں اور دو خوبصورت بیویوں کے ساتھ اپنے مالی میں مقیم ہے یہ انصاف نہیں ہے پھر کہنے لگے خدا کی قسم میں تم دونوں میں سے کسی ایک کے بھو پھیر میں داخل نہ ہوں گا حتیٰ کہ وہ اندہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جانوں پس آپ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور اس پر اپنا پالان گسا اور توشہ لیا اور کوچ کر گئے اور آپ کی دونوں بیویاں آپ سے باقیں کر کے لگیں اور آپ دن و راتوں سے بات نہ کرتے حتیٰ کہ آپ داوی القرئی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور آپ نے عرض کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہتا تھا مگر آپ ان کے ساتھ ہو گئے اور دونوں ساتھی بن گئے اور جب یہ تم کو کے قریب آئے تو حضرت ابو خنیفہ نے کہا: اسے علیہ میرے کچھ گناہ ہیں اور تمہارا کوئی گناہ نہیں ہے، مجھ سے کچھ دہنے میں آپ کا کوئی حرج نہیں ہے تاکہ میں آپ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں، حضرت حمیر نے ایسے ہی کیا اور حضرت ابو خنیفہ وہ اندہ ہو گئے حتیٰ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پہنچ گئے اور آپ جو کہ میں فرماؤں گا وہی فرماؤں گے کہنا یہ سنا کر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو خنیفہ تمہارا ہی تمہارے نزدیک سے بچ جاؤ پھر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات سے باخبر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا بھلا ہوا اور آپ کے لیے گواہی۔

۱۔ حضرت حمیر بن وہب کے حالات ہماری کتاب غرر و جہد میں دیکھیے۔

اس واقعہ کو چھپے رہنے والے نین سو میوں میں سے ایک نے — پوری
 راستبازی، صحت و صفائی اور امانتداری سے — بیان کیا ہے، جو حضرت ابو بکر
 مسیحیہ ضعیف بشری پر مغلوب نہ ہونے تو قریب تھا کہ انہیں میں شامل ہو جاتے ہیں
 آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور میں صحابہ کرام و حضرت کعب بن
 لکھ و حضرت ہلال بن امیہ اور حضرت مراد بن الربیع، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنے تئیں کے باعث غم کے گھونٹ پیتے رہے کیونکہ چھپے ایمان کی حرارت نے
 ان کے صفا کر جو صدق و طہارت اور صفائی سے آبا تھے، ابید و کر دیا اور انہوں
 نے — اپنے یہ ضعیف بشری کے مغلوب ہو جانے کے نتیجے میں — بیت
 کعبہ پر داشت کیا اور جس بڑے غم و اٹھوں نے برداشت کیا انہوں نے اس کے
 بوجھ کو محسوس کیا، قریب تھا کہ وہ وقت کے کھو جانے کے بعد ان کے دل کی
 دگر کی کو قطع کر دیتا جو ان کے یہ فرائض کی صحت کی دلیل ہے اور اگر یہ ایمان و ملک
 نہ ہوتا تو وہ غم نہ کرتے اور نہ اس سے وہ کچھ برداشت کرتے جو اٹھوں نے
 کیا جو ان کی زندگی کا خاتمہ کر لے والا تھا اور یہ بات ان کے امکان میں تھی کہ وہ
 عذر نہ کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی جھوٹے حوالے سے
 اپنے تئیں کو جائز قرار دے لیتے جیسا کہ ان منافقین نے کیا جن کے عذرات
 کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا حالانکہ وہ جھوٹے اور دھوکے باز
 تھے لیکن حضرت کعب بن لکھ کے ایمان سے یہ کہیں ہو سکتا تھا جس نے
 بیعت عقبہ کو دیکھا تھا اور آپ کے دونوں سو من ساتھیوں سے بھی کہیں جو
 سکتے تھا کہ وہ منافقین کے گھٹا اور عیب دار طریق کو اختیار کرتے اور وہ دھوکے
 دین کی زندگی کے ایک لمحے میں جو ٹک سے ان کے دونوں ملک نہ نہیں پائی، ان میں
 وہ سے انہوں نے سچ کے غم کو بکھڑایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی
 رجائشی اور سبب پوئی کے بغیر حقیقت حال بیان کر دی اور انہوں نے اس صحت
 کی بڑی قیمت ادا کی۔ جب انہوں نے کوئی عذر پیش نہ کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم کی تحقیقاتی کارروائی میں جس کا اجراء آپ نے اسلام کی طرف منسوب ہونے والے تمام لوگوں اور غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے والوں کے متعلق کیا تھا، انہوں نے اپنی کوتاہی کا اعتراف کیا تو آپ نے مسلمانوں کو ان سے مفاہطہ کرنے کا حکم دے دیا۔ تو انہوں نے دسیوں و فوفی تک ظلم و اندوہ سے لبریز جام گھونٹ گھونٹ کر کسے پیئے اور منافقین — جو بکثرت تھے — کے دھوکے ایمانی نقطہ نے ان کی مدد کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور خزانہ حقیقت عذر پیش کریں پس آپ نے ان کے ظاہری عذر و اعتذار کو قبول کیا اور ان کے باطن کا معاملہ حوالہ بخدا کیا جو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے پوشیدہ جعبہوں کو جانستہ ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر میں اور غیب کی اسی بات کو جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ آپ کو وحی کے طریق سے بتائے، حضرت کعب بن مالک اور آپ کے دونوں ساتھی، دھوکے بازی اور ففاق سے پاک تھے انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور تحلف کے وقت اعلان کیا کہ ان کے تحلف کا کوئی جواز نہ تھا اور انہوں نے اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے حال پر چھوڑنے کا حکم دیا بلکہ ان کے مفاہطہ کا حکم دے دیا حتیٰ کہ قرآن کریم نے ان کے تفسیر کا فیصلہ کیا اور ان کی توبہ کا نزول ہوا۔

حضرت کعب بن مالک کی اپنے المیہ کے بارے میں گفتگو حضرت کعب بن مالک

اپنے سخت پیسے کے متعلق ہم سے بیان کرتے ہیں کہ کس طرح آپ کے دونوں ساتھیوں کے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جواب طلبی پر کہ وہ جو خدا میں جہاد کا طرہ بندہ کیوں پیچھے رہے ہیں۔ ایک بات کے کہنے کے سوا کوئی راستہ نہ تھا، اسی طرح حضرت کعب ان منافق یا دھوکوں کے متعلق بیان کرتے ہیں جنہوں نے اپنے تحلف کی پریشانیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اس لیے ممکن حد تک نزدیک ترین راستہ اختیار کیا اور وہ اس طرح کہ انہوں نے اپنے باطن کے خلاف اظہار

کر کے جھوٹ اور فریب کی پناہ لی۔

حضرت کعب بن مالک کا بیان ہے کہ — جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبرک سے واپسی کی اطلاع ملی تو مجھے غم نے آگیا اور میں جھوٹ تجوید کر کے نکلا اور کہنے لگا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیے مجھ کو اللہ میں نے اس بات پر اپنے اہل کے تمام صاحبِ ارائے لوگوں سے مدد لی حتیٰ کہ بسا اوقات میں نے خادم سے بھی اس امید پر اس کا ذکر کر دیا کہ وہ مجھ سے کوئی ایسی بات کرے گا جس سے مجھے سکون حاصل ہو گا اور جب بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا چاہتے ہیں تو باطل مجھ سے دُور ہو گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ میں صدق کے ذریعے آپ سے بچ سکتا ہوں پس میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ سے بچ لوں گا اور صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آگئے اور آپ جب سفر سے آتے تو پہلے مسجد جاکر در رکعت نماز پڑھتے پھر لوگوں کے واسطے بیٹھ جاتے پس جب آپ نے ایسے کیا تو پیچھے رہنے والے لوگ آپ کے پاس معذرت کرتے اور قسمیں کھاتے کہنے اور وہ اسٹیج پر آؤمی تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہری بیان اور ان کی قسموں کو قبول کیا اور ان کی نیتوں کا معاملہ نہ کیا پھر ذکر دیا۔

اور حضرت کعب کی بات کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کے روز آپ سے پیچھے رہنے والے عام منافقین باہر نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں میں سے جس نے ہم سے حلف کیا ہے کسی سے بات نہ کرو اور نہ اس کے پیچھے چلو حتیٰ کہ میں غم کو اجازت دوں پس انہوں نے ان سے بات نہ کی اور جب آپ مدینہ آئے تو عذر کر کے دینے تمہیں کھانے ہوئے آپ کے پاس آئے اور آپ نے ان سے اعراض کیا اور مومنین نے بھی ان سے اعراض کیا حتیٰ کہ آدمی اپنے باپ اور بھائی اور چچا سے بھی اعراض کر لیتا اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس آکر بخند اور پیاروں کے حذر کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قضا فرماتے اور ان کے ظاہری بیانات اور قسموں کو قبول کر لیتے انہوں نے قسمیں کھائیں تو آپ نے ان کی تصدیق کی اور ان کے لیے بخشش طلب کی اور آپ ان کی جنتوں کے معاملات کو اللہ کے سپرد کر دیتے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت کعب بن مالک نے کہا کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا اور جب میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے ناراضی یا دھمکی کی طرح تبسم کیا پھر مجھے فرمایا کہ میں چلتا ہوا آیا پھر میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے مجھے فرمایا، تمہیں کس بات کے لیے کھیا ہے؟ کیا تو نے اپنی سواہر نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں آپ کے سوا کسی دنیاوی کے پاس بیٹھا ہوتا تو میرے خیال میں، میں کسی حذر کے باعث اس کے اندر چلنے سے باز نہ رہتا۔ مجھے حجبِ کثرے میں مہارت حاصل ہے لیکن قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ اگر آج میں نے آپ کو راضی کرنے کے لیے بھوٹی بات کی تو ہو سکتا ہے اللہ تمہارے ناراضی ہر جائے اور اگر آج میں نے آپ سے سچی بات بیان کی تو آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں، خدا کی قسم جس وقت میں نے آپ کے خلاف کیا مجھ سے آسودہ اور مال دار کوئی نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ بولا ہے اس لیے اٹھ جا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں فیصلہ کرے۔ میں اٹھا تو میرے ساتھ نچی سلم کے کچھ آدمی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ مجھے کہنے لگے خدا کی قسم میں معلوم نہیں کہ تو نے اس گناہ سے پہلے کوئی گناہ کیا ہے۔ اور تو نے کچھ پہنے والوں کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حذر نہیں کیا اور تیرے گناہ کے لیے یہی بات کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے استغفار کیا ہے اور قسم بخدا وہ مسلسل مجھے خلافت کرنے کے حقیق کو میں نے چاہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس جا کر اپنی

مکذیب کردار میں حضرت حماد بن عجل اور حضرت ابوقحافہ سے ملا ان دونوں نے
 مجھے کہا اپنے اصحاب کی بات نہ مان
 اور سچے قائل رہہ ایقیناً اللہ تعالیٰ تیرے لیے جیب چلبے کا راستہ اور کشتادگی
 پیدا کر دے گا باقی رستے یہ غدر کہنے والے ان کو اگر یہ سچے ہیں تو اللہ اس بات
 سے راضی ہو گا اور اسے اپنے نبی کو بتا دے گا اور اگر سچ یہ نہیں تو وہ ان کو
 بہت بڑی مذمت کرے گا میں نے انہیں پوچھا کیا میرے سوا بھی کسی کو یہ
 مصیبت پہنچی ہے ؟ انہوں نے کہا ہاں دو شخص ہیں انہوں نے بھی قمار ہی
 طرح بات کی ہے اور انہیں بھی دبی بات کہی گئی ہے جو تجھے کہی گئی ہے۔
 میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں انہوں نے کہا حضرت مرارۃ بن الریح اور
 حضرت ذوال بن امیہ ابوالغنی ہیں انہوں نے مجھ سے دو صالح آدمیوں کا ذکر
 کیا جس کی اذیت میں غور ہو جو دھما۔

پھر حضرت کعب بن مالک ان سخت نصیحتی
 مخالفین سے مشعل بائیکاٹ | حکامین کے متعلق بیان کرتے ہیں جو آپ
 نے اور آپ کے دونوں ساتھیوں نے اس اجتماعی بائیکاٹ کے نتیجے میں برداشت
 کیس جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لگو کیا تھا آپ یہ جان کرتے ہیں۔
 جن لوگوں نے آپ سے تخلف کیا تھا ان میں سے ہم جنہوں سے گھٹگو کوٹ
 سے آپ نے روک دیا۔

پس لوگوں نے ہم سے اجتناب کیا اور ہم سے برائی گئے حتیٰ کہ بیڑاں اور وہ
 زمین بھی جسے میں جانا تھا مجھ سے بیگانہ ہو گئے اس پر ہی بدعالت پچاس دانتوں
 تک دہی، میرے دونوں ساتھی تو عاجز و درماتہ ہو کر اپنے اپنے گھروں میں
 بیٹھ گئے اور میں بڑا حقور اور بہادر آدمی تھا میں باہر نکلتا اور مسلمانوں کے ساتھ
 منازروں میں شامل ہوتا اور بازاروں میں گھومتا اور کوئی شخص مجھ سے بات نہ کرتا
 حتیٰ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا آپ نے اس کے بعد میری خدمت

پھر ہوسے میں آپ کو سلام بکثرت اور اپنے دل میں بکثرت میرے سلام کے جواب میں آپ نے اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دی ہے یا نہیں؟ پھر میں آپ کے نزدیک ہی غار پر حاضر اور درویدہ نگاہی سے آپ کو دیکھتا اور جب میں اپنی غار میں متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ مجھ سے ہٹ پھیر لیتے حتیٰ کہ جب مسلمانوں کی بدسلوکی مجھ پر گراں ہو گئی تو میں جا کر حضرت ابو قتادہ کے دیوار پر چڑھ گیا۔ ابو قتادہ میرے غمزہ اذیتھے اور مجھے بہت محبوب تھے۔ میں نے انہیں سلام کہا تو قسم بخدا انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا میں نے انہیں کہا اسے ابو قتادہ ہیں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو میرے متعلق معلوم ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ تو وہ خاموش رہے میں نے دوبارہ ان سے پوچھا اسے ابو قتادہ، میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو میرے متعلق معلوم ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ تو وہ خاموش رہے میں نے دوسری دفعہ انہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بستر جانتے ہیں میری دونوں آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور میں چھلا گنگ لگا کر دیوار پر چڑھ گیا پھر پانزدہ کی طرف چلا گیا۔

حضرت کعب بن مالک
ابوہاشم بن علی

شاہِ عثمان کا حضرت کعب بن مالک سے
وابطہ کر کے آپ کو گفتار کی ترغیب دینا

میں میں سے آپ کی نفسیاتی حکایتوں کو چن چن کر بیان کرتا اور وہ یہ کہ شام کے غلام نے ہمارے بادشاہ کو حضرت کعب بن مالک کے لکھنے کا چرچا تو اس نے اس کے

ابوہاشم، کا مضمون یہ ہے کہ گفتگو میں خالص اور بحث معنوں کی طرف جانا۔

تھے ہمارے زبان میں جملہ معترضہ کہتے ہیں۔ مرحوم

نہ وہ اٹھنا چاہا نہ کوئی یہ وہ حضرت کعب کو اپنے دین کے چھوڑنے اور مدینہ کے خیر باد کہنے اور شام چلے آنے کی ترغیب دینے میں کامیاب ہو جائے تاکہ آپ غنائتہ نصاریٰ کی جماعت میں شامل ہو جائیں، حضرت کعب بن لکھ کا بیٹا ہے کہ میں باؤر میں جا رہا تھا کہ اچانک شام کا ایک قبیلہ جو بازار میں کھانا فروخت کر رہے آیا تھا میرے تعلق پوچھنے لگے اور کہنے لگا، اچھے کعب بن لکھ کے تعلق کون بتائے گا؟ اور لوگ اسے جانتے تھے تو اس نے عیسیٰ کے ایک لکڑی سے بنی شہ و غسان حادث بن ابی شمر کا خط مجھے دیا۔ — یا آپ نے جب بن لکھ کا نام لیا — اس کے خط میں لکھا تھا:

ابا بعد اچھے حضور! ہو اسے کہ آپ کے آقا نے آپ سے ہر سولہ

کے لیے اور اللہ نے آپ کو دولت کے گھر میں اور منافع کرنے والی

جگہ پر نہیں رکھا، ہمارے پاس آجائے ہم آپ کی مدد کریں گے۔

حضرت کعب کا بیان ہے کہ جب میں نے اس خط کو پڑھا تو میں نے کہا

یہ بھی ایک آزمائش ہی ہے اور میں جس بات میں پڑا ہوں میری حالت اس

حد تک پہنچ گئی ہے کہ مشرکین مجھ میں دلچسپی لینے لگے ہیں پس میں اسے ایک

فتور کی طرف سے گیا اور میں نے اسے اس میں جلا دیا اور ہم اسی حالت میں

حتیٰ کہ جب یحیٰس میں سے چالیس راتیں گزر گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا ایلچی میرے پاس آیا اور کہنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیتے

ہیں کہ آپ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کریں، میں نے کہا میں اسے طلاق دے

دون یا کیا کروں؟ اس نے کہا اس سے علیحدگی اختیار کر دو ورنہ اس کے نزدیک

معت جاؤ۔ اور میری طرف حضرت بلال بن عتبہ اور حضرت مرارہ بن ربیع کی طرف

حضرت خزیمہ بن ثابت کو ایلچی بنا کر بھیجا گیا۔ حضرت کعب کا بیان ہے کہ میں نے

اپنی بیوی سے کہا، اپنے اہل کے پاس چل جاؤ اور انھیں کہنے پاس رہو حتیٰ کہ

اللہ تعالیٰ اس معاملے کے متعلق وہ فیصلہ کرے جو وہ کرے والا ہے۔

حضرت جلال بن اُمیہ ایک صالح شخص تھے وہ روپڑے حتیٰ کہ آنکھوں کے کچھ
 گودہ روٹنے سے ہاک ہونے والے ہیں، آنکھوں سے کھانا پھوٹا دیا وہ کھانا
 کچکے بغیر دو دو تین تین دن روزہ رکھتے ٹل پانی یا دودھ کا ٹھونٹ پی لیتے
 اور راحت کو نماز پڑھتے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہتے اور نہ نہ نکلتے کیونکہ کوئی
 شخص ان سے بات نہ کرتا تھا مثنیٰ کہ بچے جن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
 میں آپ سے ملگ رہتے، آپ کی پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی
 اور کہنے لگی یا رسول اللہ جلال بن اُمیہ ہاک ہونے والے بڑی عمر کے بوڑھے ہیں
 آپ کا کوئی خادم نہیں ہے میں رُسرور کی نسبت آپ سے مریدان ہوں اگر
 آپ مناسب سمجھیں تو مجھے ان کی خدمت کرنے دیں، آپ نے فرمایا بہت اچھا
 لیکن انہیں اپنے ملک پہنچنے کی دعوت نہ دیں اس نے کہا یا رسول اللہ انہیں
 میری طرف کوئی حرکت نہیں ہوتی، خدا کی قسم جس دن سے ان کا معاملہ ہو ہے
 اس دن سے لے کر آج کے دن تک وہ مسلسل رو رہے ہیں اور ان کی دُعا ہی رات
 دن آسمان پر کہتی رہتی ہے اور ان کی آنکھوں میں سفیدی نمودار ہو گئی ہے حتیٰ کہ
 مجھے خوف ہوا کہ ان کی نظر ختم ہو جائے گی، حدیث کتب کہ بیان ہے کہ میرے
 اہل کے ایک شخص نے مجھے کہا کہ شایب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی
 پیروی کے متعلق اجازت مانگئے، آپ نے حضرت جلال بن اُمیہ کی پیروی کو ان
 کی خدمت کی اجازت دے دی ہے، میں نے کہا خدا کی قسم میں آپ سے اس
 کے بارے میں اجازت نہیں لوں گا مجھے کیا معلوم کہ جب میں اس بارے میں
 آپ سے اجازت طلب کر دوں تو آپ مجھے کیا کہیں، اور میں موجود ان آدمی ہوں
 خدا کی قسم میں آپ سے اجازت نہیں لوں گا پھر ہم اسی کے بعد دس دس
 گھنٹے اور جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم سے
 گفتگو کرنے سے منع کیا اس وقت سے ہماری پچاس نہ آئیں مگر جو گیش
 تو پورے آزمائش کا خاتمہ | پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما

کے دُور ہونے کے متعلق اسطیٰ کشائش کی آمد کے بارے میں انتظار اور گفتگو کرتے ہیں اور کشائش چھپے رہنے والے تین صحابہ کرام کی توبہ کے متعلق قرآنِ مآزل ہونے سے جوئی آپ بیان کرتے ہیں،

پھر میں نے اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر اس حد میں صبح کی نماز پڑھی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور زمین باوجود وسعت کے مجھ پر تنگ ہو گئی اور میرا دل بھی تنگ ہو گیا اور میں نے صلیح کی نیش پر ایک غیر ملکیا غصا اور اچانک میں نے صلیح پر جھانکتے ہوئے ایک آواز دہینے والے کو مشاجرا اپنی لہذا آواز سے کہہ دیا تھا اسے کہیں تک خوش ہو جا، آپ کا بیان ہے کہ میں جہد سے میں گرجا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ کشائش چھپ گئی ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھ کر ہماری توبہ کا اعلان کیا کہ اللہ نے ہمیں معاف فرما دیا ہے۔

اور وہ توبہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تین صحابہ کرام کو معاف فرما دیا وہ تین آیات کو مستغنی ہے۔ اور وہ اللہ کا یہ قول ہے **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ**..... کو نوا مع الصادقین۔

ترجمہ: تحقیق اللہ نے نبی و صحابہ میں اور انصاف کو اور جنہوں نے تنگی کی گھڑی میں بعد اس کے کہ ان میں سے ایک فریق کے دل ٹیڑھ سے جو گئے تھے، آپ کی پیروی کی، معاف کر دیا ہے پھر اس نے انہیں معاف کر دیا اور بلاشبہ وہ رؤف و رحیم ہے، اور ان تین آدمیوں کو بھی جو چھپے رہ گئے تھے معاف کر دیا ہے حتیٰ کہ جب زمین پہنچتے تھے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور ان کے دل بھی ان پر تنگ ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ اللہ کے سوا کوئی پناہ نہیں پھر اس نے انہیں معاف کر دیا کہ وہ توبہ کریں، بلاشبہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے اسے مومنو لہذا قلعوئی اختیار کرو اور رہا رہو اس کے ساتھ

جو جاؤ۔

اور ام المومنین حضرت ام سلمہ حضرت قویہ کو روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے دات کو جہاد اسے ام سلمہ! حضرت کعب بن لکھ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی توبہ ناشل ہو چکی ہے، میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں ان کی طرف پیغام بھیج کر انہیں بشارت نہ دوں؟ آپ نے فرمایا وہ رات کے آخری حصے میں آپ کو نیند سے روک دیں گئے لیکن وہ نہیں دیکھتے حتیٰ کہ صبح ہو جائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی فائدہ پڑھی تو آپ نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ نے ان لوگوں کو معاف کر دیا ہے یعنی حضرت کعب بن لکھ، حضرت مراد بن الریح اور حضرت جلال بن امیہ کو، پس حضرت ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دہی کو کعب کو اللہ نے معاف کر دیا ہے آپ نے یہ بات آپ کو بشارت دیتے ہوئے کہی،

اور حضرت زبیر بن العوام اپنے گھوڑے پر وادی کے لیب میں گئے۔ وہ آپ نے حضرت زبیرؓ کی آمد سے قبل حضرت ابو بکرؓ کی آواز سننی اور ابونا عمرو سعید بن زید جو عمرو بن لعل بنی دافع میں حضرت بلال کو بشارت دیتے گئے اور جب آپ نے انہیں بتایا تو وہ سجدہ ریز ہو گئے سعید کا بیان ہے کہ میں نے خیال کیا کہ جب تک ان کی جان نہ نکل گئی ہے سر نہیں اٹھائیں گے اور آپ علم کے باعث مدینے کی نسبت نہ کیا وہ خوش تھے حتیٰ کہ آپ کے ہارے میں خوف پیدا ہو گیا اور لوگ آپ کو مبارکباد دیتے آئے اور آپ ضعف و غم اور مدینے کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چل کر نہ جان سکے حتیٰ کہ گرسے پر سوار ہوئے اور حضرت مراد بن الریح کو بشارت دیتے واسطے حضرت سلکان بن سلام ابونا فدا اور حضرت سلمہ بن سلیمان بن قیسؓ نے اسے دونوں بنی عبد الاشمل سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کو آنے پھر حضرت مراد کے پاس جا کر امیہ خیر دی اور حضرت مراد آئے حتیٰ کہ سب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔

حضرت کعب بن مالک کا بیان ہے کہ میں سنہ دہوی میں جس گھوڑا، اونٹانے ملنے
سوار کی آواز سنی۔۔۔ وہ حضرت امیر بن العوام تھے۔ اور جس نے سلیح پر چڑھ کر
آواز دی۔۔۔ حضرت کعب بیان کرتے ہیں۔۔۔ وہ اسم کا ایک شخص
تھا جسے حمزہ بن عمرو کا جانا ہے اس نے مجھے بشارت دی، آپ کا بیان ہے کہ
جب میں نے اس کی آواز سنی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر گیسے اس کی بشارت
کی وجہ سے پہتا رہا یہ اور قسم بخدا اس وقت ان دونوں کپڑوں کے سوا کچھ نہ تھا
پھر میں نے حضرت ابو قتادہ سے دو کپڑے عاریتہ لیے اور انہیں زینب تک کیا
پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جلسہ کے قصد سے نکلا اور لوگ مجھے
توبہ کی مبارکباد دیتے تھے وہ کہتے آپ کو مبارک ہو کہ اللہ نے آپ کو معاف کر
دیا ہے حتیٰ کہ میں مجلس میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد
لوگ بیٹھے ہوئے تھے پس حضرت طلحہ میرے پاس آئے اور مجھے سلام کیا اور
مبارکباد دی اور آپ کے سوا مدح میں سے کوئی شخص میرے پاس نہ آیا
اور حضرت کعب ا حضرت طلحہ کی بیعت نہ بھولتے تھے۔

حضرت کعب کا بیان ہے کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہم
کیا، آپ کا چہرہ خوشی سے تھما رہا تھا آپ نے مجھے دہرایا:
جب سے تیری ماں نے مجھے جنم دیا ہے اس رات سے جو بہترین دن
مجھ پر گزرا ہے اس کی تجھے ایسا ثواب ہو۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے انہیں کئی بہترین دن کی طرف آؤ جس کا آفتاب
تھوڑا بھی طلوع نہیں ہوا، حضرت کعب نے دریافت کیا، یا رسول اللہ کیا یہ معافی
آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ہے آپ کا بیان ہے کہ حضرت ابی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش
ہوتے تو آپ کا چہرہ روشن ہو جاتا اگر یادہ پارہ ناچتا ہے اور آپ کی بیعت
مشہور تھی پس جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

میں نے اللہ اور اس کے رسول کے حضور جو توبہ کی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ میں اپنے مال سے ویکٹش ہو کر اسے اللہ اور اس کے رسول کے حضور پیش کر دوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا چھو مال اپنے پاس رکھو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے میں نے عرض کیا میں اپنے خیر کے حصے کو محفوظ رکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا نصف کو محفوظ رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا تیسرے حصے کو محفوظ رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا ہاں، حضرت کعب نے کہا یا رسول اللہ میں اپنے خیر کے حصے کو بھی وقف کرتا ہوں حضرت کعب کا بیان ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے صدق کی وجہ سے نجات دی ہے اور میں نے اللہ کے حضور جو توبہ کی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں حج بروں، حضرت کعب کا بیان ہے:

خدا کی قسم جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بی بیات کی، مجھے کسی شخص کے متعلق معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے راست گناہ میں اس کی بجائے بڑھ کر آزمائش کی ہو، خدا کی قسم جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بی بیات کی ہے میں نے آج کے دن تک جھوٹ کا قصد نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی میں بھی مجھے محفوظ رکھے گا۔

اور حضرت کعب شاعر تھے آپ نے کہا:

یہ ارب پاک ہے اگر وہ میری لغزشوں کو معاف نہ کرے تو میں نقصان اٹھاؤں اور نزل و عمل تباہ ہو جائے۔

پھر حضرت کعب نے بیان کیا، خدا کی قسم جب سے اللہ نے اسلام کی طرف ہدایت فرمائی کہ ہے اللہ نے جو بھی مجھ پر انعام کیا ہے میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچا دینے سے بڑھ کر عظمت نہیں ہوتی اگر اس نذر میں آپ سے جھوٹ بولتا تو اسی طرح ہلاک ہو جاتا جیسے آپ سے جھوٹ بولنے والے

ہناک ہوئے۔ جن لوگوں نے آپ سے جھوٹ بولا اللہ نے آپ پر دہی نازل کر کے ان کے بارے میں بہت مکروہ بیان دیا ہے۔

صِحْحَانُونَ بِاللَّهِ لَكُمُ - قَالَ اللَّهُ لَا يَرْحَمُنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ
 (ترجمہ) عنقریب جب قہدن کی طرف پلٹ گئے تو وہ آپ کے سامنے تھیں
 کھائیں گئے تاکہ تم ان سے اعراض نہ کر لیں تم ان سے اعراض کرو اور یہ
 ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کی جڑ میں جہنم کا ٹھکانہ ہے.....
 وہ تمہارے سامنے تھیں کھاتے ہیں کرتے رہتے راضی ہو جاؤ لیکن اگر
 تم ان سے راضی ہو جاؤ تو لا شہد اللہ فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوگا
 حضرت کعب کا بیان ہے کہ تین آدمی ان لوگوں کے گھٹے سے پیچھے رہ گئے جن
 کے حذر کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت قبول کر لیا جب انھوں نے تھیں
 کھائیں اور انہیں سہرا قرار دیا اور ان کے لیے جہنم طلب کی اور رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بخاری جلد ۱ ص ۱۵۱، معاری الواقری جلد ۳ ص ۱۰۴، ص ۱۵۱، سیرت
 ابن ہشام جلد ۴ ص ۱۵۱، تاریخ الاسماع ص ۱۵۱، زاد المعاد
 جلد ۳ ص ۱۵۱، البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۱۵۱، تاریخ السیرۃ
 ص ۱۵۱، تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۵۱، الکامل فی تاریخ لابن خیر جلد ۲ ص ۱۵۱،
 تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۵۱، تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۱۵۱،
 بیہقی جلد ۲ ص ۱۵۱، حیات محمد ص ۱۵۱، سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۱۵۱،
 طبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۲ ص ۱۵۱

علیہ وسلم نے ہمارے معاملے کو مؤخر کر دیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق جو فیصلہ کرنا تھا کیا۔

تبوک سے آمد کی تاریخ | وفدِ نبوی نے بیان کیا ہے کہ مؤرخین نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان ۶ میں

تذیۃ آئے تھے اور فرمایا اس خبر کا شکر ہے جس نے ہمیں اس سفر میں اجر و نیکی عطا فرمائی اور ہمارے بعد میں اس میں ہمارے مشرک و کفر بھی، حضرت واکشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ سفر اور شدتِ سفر نے آپ کو تکلیف دی اور آپ لوگوں کے بعد اس میں آپ کے شریک کون ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے کچھ ایسے لوگ ہیں کہ ہم نے جو سفر بھی کیا اور جس وادی میں بھی اترے وہ ہمارے ساتھ تھے ان کو میں نے روکا تھا کیا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں نہیں فرماتا:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً

دومن ایسے نہیں کہ وہ سب کے سب چل پڑیں۔

پس ہم ان کے غازی ہیں اور وہ ہمارے پیچھے وائے ہیں، اس ذات کی قسم جس کے پیچھے میں میری جان ہے ہمارے ہتھیاروں کی نسبت ان کی تعداد سے دشمن میں لیا وہ اثر انداز ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ سلطان اپنے ہتھیار فروخت کرنے لگے اور کہنے لگے جہاد ختم ہو گیا ہے اور ان میں سے طاقتور اپنی زائد قوت کے باعث انہیں غریب نہ لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے انہیں اس بات سے منع فرما دیا اور فرمایا ہمیشہ ہی میری امت کا ایک گروہ حق پر جہاد کرتا رہے گا حتیٰ کہ دجال خروج کرے گا۔

ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ علی بن طلحہ و امی نے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول مرد آخرون اعترفوا بذا ذنبہم اذہم ہوا التوابہم اللہ رحیم کے بارے میں بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہنے والے دس آدمی تھے اور جب وہ آپ کی واپسی پر آئے تو ان میں سے سات آدمیوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے بندھ دیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو آپ نے دریافت فرمایا یہ کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا حضرت ابو نضیرہ ازہر ان کے وہ اصحاب ہیں جو آپ سے پیچھے رہ گئے تھے حتیٰ کہ آپ انہیں کھولی دیں اور انہیں مسجد و قرار دیں آپ نے فرمایا قسم بخدا میں نہ انہیں کھولوں گا اور نہ مسجد و قرار دوں گا حتیٰ کہ اللہ انہیں جزا دے اسے انہوں نے مجھ سے بے رخصتی کی ہے اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ سے تعلق کیا ہے پس جب انہیں اس کی اطلاع ملی تو وہ کہنے لگے ہم اپنے آپ کو نہیں کھولیں گے حتیٰ کہ ہمیں اللہ ہی کھولے گا پس اللہ تعالیٰ نے آیت انما رمی دہ آخرون اعترفوا بذنوبہم (ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ علی کا لفظ جب اللہ کہے: اسے میں ہو تو اس کا مقصود واجب کا ہوتا ہے پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف آدمی بھیجا اور انہیں کھول دیا اور ان کو مسجد و قرار دیا اور وہ اپنے سوال سے کر آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ ہمارے اموال ہیں انہیں ہجرت کی طرف سے خیرات دے دیں اور ہمارے لیے بخشش طلب کریں آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اموال لینے کا حکم نہیں دیا گیا تو اللہ نے یہ کیت نازل فرمائی۔

خذ من هذا المہم صدقۃ واللہ علیہم حکیم

(ترجمہ) ان اموال سے صدقہ لیجیے جو ان کی تعمیر و تزکیہ کرے گا اور ان

کے لیے دعا کیجئے آپ کی دعا ان کے لیے سکون کا باعث ہوگی اور اللہ عسیٰ و اللہ اعلم
 اور جاننے والا ہے۔۔۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ اپنے بندوں کی ہر بات پر
 قریب بقرب ہے اور صدقات دیتا ہے اور اللہ تو یہ قبول کر لے گا اور اللہ
 اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔۔۔ اور کہہ دیجئے علی کہ وہ اللہ کے پیغمبر
 اللہ اور اس کا رسول اور مومنین تھا مے۔ حال کو دیکھیں۔ گکارہ ہو گیا
 تم کو کون علم حاضر و غیب کی طرف لوٹنا یا جانے کا اور جو کچھ تم کہتے تھے جتنا
 وہ اس کے متعلق تھیں بن گئے گا۔۔۔ اور کچھ اور لوگوں کو اس پر لایا جاتا ہے
 مؤخر کیا گیا ہے خواہ وہ تھیں عذاب دے کے یا انہیں معاف کر دے۔
 اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔۔۔ عذاب دے گا یا نہ دے گا۔
 ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ مؤخر کیے گئے تو یہ وہ بھی جنہوں نے کلمہ شہادۃ
 کو مقبول سے نہ باندھا تھا میں انہیں مؤخر کیا گیا حتیٰ کہ یہ قول اللہ تعالیٰ ہے
 لقد تاب الله على النبي والمهاجرين والانصار الذین اذین بخیلهم وبنی
 مؤخر کیا گیا ہے اور اسی طرح عطیہ بن سعید الخوی نے بھی اس پر کلمہ شہادۃ
 ابن عباس علیہ السلام نے بیان کیا ہے۔۔۔
 اور حضرت سعید بن مسیبؓ، مجاہد اور محمد بن یحییٰؓ نے حضرت ابو لیبہؓ کے ساتھ
 کو اور بنی قریظہ کی جنگ میں آپ کا جو جہادہ جو اللہ آپ کے لیے آپ کو باندھ
 کے واقعہ کو بیان کیا ہے حتیٰ کہ آپ کو معافی ہو گئی پھر اسی حرت آپ غزوہ تبوک
 سے بھی پیچھے رہ گئے حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو معاف کر دیا اور آپ کے اپنے ساتھ
 علی کو صدقہ کر کے اس سے دست کش ہونا چاہا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 آپ سے فرمایا۔۔۔ آپ کو اس میں شہادت ملے گی اور آپ کو اللہ تعالیٰ سے اجر ملے گا۔
 مجاہد اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ آپ کے لیے یہ ہیں۔ آپ نے فرمایا
 اعترفوا بید تو بھلا تو نے کہی ہے حضرت سعید بن مسیبؓ کا بیان ہے
 کہ اس کے بعد اسلام میں آپ سے اچھے کام بھی ہوئے ہیں اور اللہ عسیٰ و اللہ اعلم

اور یہی تھی کہ ابو احمد زبیری کے طریق سے عن سفیان ثوری عن سلم بن کیل عن
عیاض بن عیاض عن ابیہ عن ابی مسعود درایتی کہ آپ نے بیان کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا یا شعیب تم میں منافقین
بھی ہیں میں میں میں کا نام لوں وہ کھڑا ہو جائے ، اسے فلاں کھڑے ہو جاؤ ،
اسے فلاں کھڑے ہو جاؤ ، حتیٰ کہ آپ نے ۶ آدمی گئے پھر فرمایا یا شعیب تم میں
منافقین موجود ہیں تم اللہ سے عافیت کی ڈھاکو ، راوی کا بیان ہے کہ حضرت
عمرؓ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو سرخ چہرہ ہوئے تھا اور آپ کے
اور اس کے درمیان جان پہچان تھی آپ نے پوچھا تیرا کیا حال ہے ؟ اس نے
آپ کو اس بات سے باخبر کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی آپ
نے فرمایا بقیہ دن تیرے لیے طاقت ہو ۔

ابن کثیر کا بیان ہے میں کہتا ہوں کہ خزائن حیات سے کچھ رہنے والے چار
قسم کے لوگ تھے ۔

(۱) ثواب حاصل کرنے والے جیسے حضرت علی بن ابی طالب ، حضرت محمد
بن مسلمہ اور حضرت ابن ام مکتوم ۔

(۲) معذور ، بیکرد اور دروغین اور تلک دست تھے اور یہی روئے والے تھے ۔

(۳) منافقان گنہگار ، یہ تین آدمی تھے حضرت ابو لہب اور آپ کے مذکورہ
اصحاب ۔

(۴) اور دوسرے قابلِ خلاصت اور قابلِ مذمت لوگ ، اور یہی منافقین تھے ۔

منافقین کے لیڈر ابن ابی کی و خاست کا لیڈر ابن ابی بجاہ ہوا اور وہ
خود انھیں سلسلہ میں فوت ہو گیا ، وہ میں دن بجاہ رہا اور ان ایام میں رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کرتے رہے اور جس روز اس کی وفات ہوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے فورہ جان دے رہا تھا آپ نے فرمایا میں نے تجھے پہنچے عیادت کرنے سے روکا تھا، بعد اللہ ہی ہلے گا، سحر ہی زرارہ ہے، ان سے نفرت کی تو اسے کوئی فائدہ نہ ہوا پھر وہیں ہی کہنے لگا یا رسول اللہ یہ حساب کا وقت نہیں ہے مگر میں مرداؤں تو میرے غسل میں شامل ہونا اور مجھے اپنی قمیص عطا فرمائیے اس میں مجھے کفن دیا جائے تو آپ نے اسے اُدپر کی قمیص عطا فرمائی — آپ دو قمیصیں بچھنے ہوئے تھے اس نے کہا جو آپ کی کھال کے ساتھ لگی ہوئی ہے وہ قمیص دیکھیے، آپ نے اسے اپنی وہ قمیص اتار کر دے دی جو آپ کی کھال کے ساتھ لگی ہوئی تھی پھر اس نے کہا میرا جنازہ بڑھنا اور میرے لیے بخشش طلب کرنا، اور حضرت جابر بن عبد اللہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کتبت کے بعد اس کی قبر کے پاس آئے اور آپ کے حکم سے اسے نکالا گیا اور آپ نے اس کے چہرہ کو کھولا اور اپنا اعاب دہن اس پر لگایا اور اس کے گھٹنوں تک لمبے سہارا دیا اور اسے اپنی قمیص پہنائی — اور آپ دو قمیصیں پہنے ہوئے تھے — اور آپ نے اسے وہ قمیص پہنائی جو آپ کی کھال کے ساتھ لگی ہوئی تھی اور ہمارے نزدیک پہلی روایت زیادہ معتبر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے غسل و کفن میں شامل ہوئے، پھر اسے جنازہ گاہ کی طرف سے جلوہ لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے آگے بڑھے، جب آپ آئے تو حضرت عمر بن الخطاب سے اُٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اپنی اپنی جنازہ پڑھیں گے حالانکہ اس نے فلاں فلاں دے یہ باتیں کی قمیص آپ نے اس کی باتیں آپ کو کہیں گیں کہ چائیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا اسے عمرؓ! ان باتوں کو بھروسہ نہ کیجیے کہ وہ جب حضرت عمرؓ سے آپ سے اجازت لیا تو آپ نے فرمایا مجھے اختیار دہ گیا ہے اور وہ نے اختیار لے لیا ہے اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اگر میں نے

اُسے بخش دیا جائے گا قریش سترے زیادہ رخصت و استغفار کرتا اور وہ اللہ کا یہ قول ہے
 استغفر لکم لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ

(ترجمہ) آپ ان کے لیے بخشش طلب کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے
 لیے ستر و غش طلب کریں اللہ ہرگز ان کو نہیں بخشے گا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ستر و غش سے
 زیادہ استغفار کروں گا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غناذ پر طبعی پھر واپس آ
 گئے اور تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ برائت کی یہ آیات نازل ہوئیں۔
 وَلَا تَقْلُوبُوا عَلَى الْإِنْسَانِ مَا هُوَ لَا يَفْقَهُ لَكُمْ

(ترجمہ) اور ان میں سے جو کوئی مُر جائے آپ اس کے لیے کبھی رُخا نہ کریں اور
 نہ اس کی تہ پر کھڑے ہوں انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا
 ہے اور وہ عانتِ کفر میں مُرے میں اور ان کے اموال و اولاد
 آپ کو تمجیب میں نہ آئے اے اللہ تعالیٰ انہیں ان کے ذمے دینا میں
 عذاب دینا چاہتا ہے اور ان کی روحیں کفر کی عانت میں نکلیں گی
 جب کوئی سورۃ نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاء اور اس
 کے رسول کے ساتھ جہاد کرو تو ان میں سے عداوت نہ لوگوں نے
 آپ سے اجازت طلب کی اور کہنے لگے ابھی بیٹھنے والوں کے ساتھ
 رہنے دیجیے انہوں نے عورتوں کے ساتھ رہنا پسند کیا اور
 اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگے وہی اور وہ نہیں سمجھتے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے قریب نہ آئے حتیٰ کہ یہ آیت وَلَا تَقْلُوبُوا عَلَى الْإِنْسَانِ نازل ہوئی

غیبت منافی تھے اور یہی وہ لوگ تھے جو اُسے تعزیر یعنی کونے کونے اورد اس کے بیچ
 عبداللہ پر ان کے دیکھنے سے ہڑھ کر کوئی بات گراں نہ تھی اور اس کی دوستی بھی اورد
 اس کا بیٹا ان کے در سے دروازہ بند کر دیتا تھا اور وہیں اکی کاکرتا تھا ان کے سوا
 در سے کوئی میر سے عزو یک نہیں آتے نیز وہ کتنا قسم بخدا تو کچھ پیاس کے پانی
 سببے بھی نہ یاد محبوب سے اور وہ کہتے کاش ہم کچھ پر اپنی مائیں اور اموال اورد
 کونہ اکر تے پس جب وہ اس کی خبر پر کھڑے ہوئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کھڑے ہو کر انہیں دیکھنے لگے تو انہوں نے اس کی قبر میں آترنے کے لیے اذہم
 کیا اور آدیں بند ہوئیں حتی کہ و احس کی ناک پر چوٹ لگی اور حضرت عبادہ بن
 ادیس ہٹا نہ گئے اور کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی آد اورد
 کو پست کر حتی کہ و احس کی ناک کو چوٹ لگی اور خون بہہ پڑا۔ وہ اس کی قبر میں آتو
 چاہتا تھا پس اسے ہٹا دیا گیا اور اس کی قوم کے اعلیٰ فضل و اسلام آترے
 جو نہی آنکھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اس کا جنازہ
 پڑھا ہے اور اس کے پاس حاضر ہوئے ہیں اور اس کے پاس کھڑے ہیں تو اس کا بیٹا
 عبد اللہ (جو صحابہ کے بہترین جوانوں میں سے تھا) اور حضرت سعد بن عبادہ بن
 اور حضرت اس بن غولی اس کی قبر میں آترے اور اس اور خرمص میں سے رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کے اکابر صحابہ اسے قبر میں آد نے لگے حالانکہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے تھے۔

اور جمع بن جابر کا خیال ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
 آپ اسے اپنے دونوں ہاتھوں انہیں پکڑا رہے ہیں پھر آپ قبر پر کھڑے ہوئے
 حتی کہ اسے دفن کر دیا گیا اور آپ نے اس کے پیٹے سے تعزیرت کی اور وہیں
 آگئے اور حضرت عمر بن امیر کا کرتے تھے آپ کے اصحاب ان منافقین سے
 نہیں ملے یہ وہ لوگ تھے جو قبر میں ڈالتے تھے اور کہتے تھے کاش ہم اپنی جائیں
 بھر پر قربان کرتے اور تجھ سے پہلے مرتے اور وہ اپنے سروں پر مٹی ڈالتے اور

جس نے اس کی اچھی بات بیان کی اس نے کہا: اسے محتاج لوگ تھے اور وہ ان سے
 خفیہ سلوک کیا کرتا تھا۔

اور بعض اہل حدیث و سہر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عبد اللہ بن ابی اسے جو خفیہ سلوک کیا وہ اس کے بیٹے کے اکرام کے لیے
 کیا کیونکہ اس نے آپ سے اس کا مطالبہ کیا تھا اور اس نے جب بھی آپ سے
 مطالبہ کیا آپ نے فرمایا نہیں اور آپ نے اسے جو قمیص پہنائی وہ بوسے کے
 طور پر تھی کیونکہ اس نے بدر کے روز حضرت عباس کو قمیص پہنائی تھی اور اس
 وقت حضرت عباس کے پاس کوئی کپڑا نہ تھا اور لوگوں نے دیکھا کہ عبد اللہ
 بن ابی کی قمیص آپ کو پوری آتی ہے تو اس نے آپ کو یہ پناہ دی جیسا کہ بطور کلمہ
 اسے بحوالہ جابر صدیق سے بیان کیا ہے اور روایت کی گئی ہے کہ ابن عباس سے
 بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا احسان تھا پس آپ نے
 اسے بدلہ دینا پسند کیا اور روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عبد اللہ بن ابی کو اس کے فعل کا بدلہ دیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہے اللہ کے مقابلے میں میری قمیص اور میری گدھا اسے فائدہ نہ
 دے گی خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ اس کے ذریعے اس کی قوم کا ایک ہزار
 آدمی اسلام قبول کرے گا اور روایت کی گئی ہے کہ جب انہوں نے اسے
 حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص سے برکت حاصل کرتے دیکھا
 تو اس کی موت کے بعد اس کی قوم کے ایک ہزار آدمیوں نے اسلام قبول کیا
 اور ردی کے بیان کے مطابق اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ملامت خلاق کا عظیم بیان ہے آپ کو اس مفاتیح کی ایذا کا علم تھا اور آپ نے
 نیکی سے اس کا مقابلہ کیا اور اپنی قمیص اسے پہنائی اور اس کا جن زہ پر غصا

اور اس کے لیے استغفار کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَاَنْتَ اَعْلٰی خَلْقٍ عَظِیْمٍ ۝ بَلَّاسِیْبِہٖ اَبَی عَظِیْمٍ اَخْلَاقِی کَے حَالِی مِی ۔

ابن العربی نے — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہل کے جنازہ پڑھنے پر حضرت عمر بن الخطاب کے تعجب کرنے پر حاشیہ آدائی کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ گیارہ مقام پڑ تلاوت اور مثنیٰ حضرت عمرؓ نے اپنے رب سے موافقت کی ہے ان میں سے ایک یہ واقعہ ہے اور اللہ کے قول عسی ربہ طلقکم اور لو اتخذت من مقام ابراہیم مصلیٰ اور حجاب کے بارے میں اور پھر کے قیدیوں کے بارے میں اور یہ سب واقعات صحیح میں موجود ہیں اور آیت المؤمنین کے بارے میں جیسا کہ ابوداؤد طیالسی نے اسے علی بن قریب کی حدیث سے روایت کیا ہے (میں نے اپنے رب سے اس وقت موافقت کی جب تبارک و تعالیٰ آخرا نازل ہوئی میں نے کہا تبارک اللہ احسن الخالقین اور یہ آیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم نے اسے اپنی تفسیر میں بحوالہ حدیث انس بیان کیا ہے اور تحریم عمر کے بارے میں جیسا کہ صحاح سنن اور حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لیے تسلی بخش و مباحث فرما تو اللہ نے اس کی تحریم کے بارے میں حکم نازل فرمایا اور اللہ کے قول من کان عدوا لک و عدوا لکنتہ دالاۃ ہا کے بارے میں ابوی ایوبؓ اور ابن ابی حاتم نے اسے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ان میں سے من فیض کے لیے استغفار کرنے کا واقعہ بھی ہے جیسا کہ جہرانی نے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث سے بیان کیا ہے آپ نے بیان کیا ہے — کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے لیے کھڑت استغفار کیا تو حضرت عمرؓ نے کہا آپ کا ان کے لیے استغفار کرنا

برابر ہے۔

قرآن اور منافقین | غزوة تبوک میں منافقین کے اعمال بہت نمایاں ہوئے اس لیے قرآن کریم نے ان کو ذلیل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کے بارے میں مدنی سے زیادہ آیت نازل کی ہیں اور یہ سورۃ برأت میں ہیں جس کے ناموں میں سے ایک نام (الفاصلۃ) بھی ہے اس لیے کہ اس نے ان منافقین کو ذلیل کر دیا ہے۔

ان آیات میں سے اللہ کا یہ قول بھی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا فَاغْتَنَحِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ قَلِيلًا

(ترجمہ) اے مومنو! تم نے کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں نکلو تو تم زمین کی طرف جھک جاتے ہو کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی کو پسند کر لیا ہے اور تاریخ حیات دنیا آخرت کے مقابلے میں تھوڑا ہی ہے۔

الَّذِينَ تَتَذَكَّرُونَ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(ترجمہ) اگر تم نہ نکلے تو اللہ تم کو دردناک عذاب دے گا اور تمہارے پرے میں کوئی اور قوم لے آئے گا اور تم اُسے کچھ بھی نقصان نہ دے گے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

الَّذِينَ تَتَذَكَّرُونَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

(ترجمہ) اگر تم نے اس کی مدد نہ کی تو اللہ نے اس کی اس وقت مدد کی ہے جب اُسے کفار نے نکالا وہ دو میں سے دوسرا تھا جب وہ دیکھا

سورۃ توبہ ۳۸

سورۃ توبہ ۳۹ - سورۃ توبہ ۴۰

غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے اے عظیم ذکر بلا شہد اللہ
 چارے کے ساتھ ہے پس اللہ نے اپنی سیکنت اس پر اتاری اور ایسی آواز
 آئی کہ اس کی مدد کی جتنی باتیں تھیں نہ دیکھا اور کفار کے ہون کو پست کر دیا
 اور اللہ کا بول : لا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف پہلو پر ان منافقین
 کے پیچھے کھینچے ہوئے بیان کیا ہے :

وكان عوصا قسيرا والله يعلم انهم لكانوا قلوبا
 (ترجمہ) اگر سان قریب ہوتا اور سفر میانہ ہوتا تو البتہ وہ تیرے پیچھے
 چھتے لیکن دمازی سفر انہیں دُور لگا دیا اور اللہ کی تسلیں کھائیں
 گئے کہ اگر ہم طقت رکھتے تو تمہارے ساتھ نکلنے وہ اپنی جانوں
 کو ہلاک کرتے ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے — اس پہلے کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 نے انہیں : جاننا کہ وہ دی اور ان کے خیر کو قبول فرمایا، فرمایا ہے :
 عفا الله عنهم وتعلموا ان كانوا يمين

(ترجمہ) اللہ نے انہیں معاف فرمائے تو نے انہیں کیوں اجازت دی تھی
 کہ تیرے سامنے بچ بولنے والے ظاہر ہو جاتے اور تو جھوٹوں کو چا
 لیتا۔

لا يستأذنك الذين والله يعلم بالمتنعين

(ترجمہ) تجھ سے وہ لوگ اجازت طلب نہیں کرتے جو اللہ اور یوم
 آخر پر ایمان لے رہے ہیں کہ وہ اپنی جانوں (اور مالوں) کے ساتھ جہاد
 کریں اور اللہ تعالیٰ شہادوں کو جانتا ہے۔

اشا یبیتا ذلک الذین شہر فی ربیعہ سیریترو دین^۱
(ترجمہ) آپ سے صرف وہ لوگ احیازت علیہ کہتے ہیں جو اللہ اور
یوم آخر پر ایمان نہیں لاتے اور ان کے دل شک میں ہیں اور وہ اپنے
شک میں مسترد ہیں۔

ولو ارادوا الخروج وقیل اقلعوا مع القاعدین^۲
(ترجمہ) اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے سامان تیار کرتے
لیکن اللہ نے ان کے اٹھنے کو نہ پسند کیا اور انہیں روک دیا اور کہا
گیا بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔

وخرجوا واللہ علیہم بالغائبین^۳
(ترجمہ) اگر وہ تمہارے ساتھ نکلے تو تمہیں نسا میں بڑھا دیتے اور
تمہارے درمیان تمہارے واسطے فتنے کے خزان ہوں گے
دوڑھاتے اور تم میں ان کی مانتے والے بھی ہیں اور اللہ ظالموں کو
مہانتا ہے۔

قرآن کریم نے ان منافقین کے بڑے ماضی کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے
اسلامی فوج کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہلک
کرنے کی کوششیں کیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لقد ابتغوا الفتنة وھم کارھون^۴
(ترجمہ) انہوں نے آپ سے بیل فتنہ کی خواہش کی اور آپ کے لیے
کاموں کو مٹا دیا حتیٰ کہ حق آگیا اور خدا کا حکم ظاہر ہو گیا اور
وہ ظالم ہو گئے۔

۱۔ توبہ - ۵۴ سکتہ توبہ - ۲۶ سکتہ توبہ - ۴۷

۲۔ توبہ - ۴۸

پھر قرآن کریم نے ان کے ایک بڑے بیٹے ابجد بن نضیر کی رسوائی کی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جہاد کی دعوت دلائی تو اس نے کہا کیا آپ مجھے اجازت دیں گے اور فتنہ میں نہیں ڈالیں گے ؟ خدا کی قسم میری قوم کو مضہم ہے کہ اگر میں نے وہ میوں کی عورتوں کو دیکھ لیا تو میں ان کے بارے میں عبرت کر سکوں گا۔
وَجَسَّعَ مِنْ لَفْظٍ وَاِنْ جَسَّعَ لَمُجِيطٌ بِالْكَافِ

اور ان منافقین کے بارے میں جو جنگ میں قدرت کے باوجود پیچھے رہ گئے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیاب واپسی کے بعد جھوٹے عند کرتے ہوئے کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

يَقْنُ دُونَ كَذِبٍ فَيُكَلِّمُهَا كُنْتُمْ تَصْلُونَ

(ترجمہ) جب تم ان کی طرف واپس آؤ گے تو وہ تم سے عذر کریں گے ، کہہ دیجیے عذر نہ کرو ہم تمہاری بات نہیں مانتے گے ، اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمہارے حالات سے باخبر کر دیا ہے اور عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارے حق کو دیکھیں گے پھر تمہیں عالم غیب و حاضر کی طرف لوٹایا جائے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سے تمہیں باخبر کرے گا لکھ

سَيُخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُ كَانُوا يَكْسِبُونَ

(ترجمہ) جب تم ان کی طرف لوٹو گے تو وہ تم سے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے اعتراف کرو بلاشبہ وہ یلید ہیں اور وہ جو کہتے ہیں اس کی جزاء میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

يَخْلِفُونَ لَكَ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

لہ تو بہ : ۹۴ لکھ تو بہ : ۹۴ لکھ تو بہ : ۹۵

لکھ تو بہ : ۹۶

(ترجمہ) وہ تم سے قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے اعراض کرو پس اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اللہ فاسقین کی قوم سے راضی نہ ہو گا ان کے علاوہ بھی سورۃ برأت والفاضلہ کچھ آیات کو مستغنی ہے۔

جزیرہ عرب پر اسلام کا تسلط | غزوہ تبوک سے اپنی فوج کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی

واپسی کے بعد ملام نے جزیرہ عرب کی تمام اطراف میں جنوب سے شمال تک اور مشرق سے مغرب تک اپنے قدم جما دیے اور جزیرہ میں چھوٹی چھوٹی بت پرست پاکٹوں کے سوا اسلام سے دشمنی کرنے والے کوئی دشمن باقی نہ رہا یہ پاکٹیں جزیرہ عرب کے جنوب مغرب کے دوردراز علاقے میں واقع تھیں۔

اور یہ پاکٹیں نجران اور یمن کے جنوب کے دوردراز علاقے بلاد مذرج میں واقع تھیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پاکٹوں کی طرف دو بہادروں حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھیجا۔ حضرت علیؓ کو یمن کی طرف اور حضرت خالدؓ کو نجران میں بنی بھارث کی طرف بھیجا گیا یہ ہجرت کے دسویں سال کا واقعہ ہے اور دونوں کمانڈروں میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی طرف کو جس طرف انہیں بھیجا گیا تھا، جھکا دیا جیسا کہ اس کی تفصیل اس کتاب میں پہلے مقام پر آئے گی انشاء اللہ، ان دونوں فوجی حملوں کے بعد جزیرہ عرب میں تمام فوجی کادروائیوں کا یوں خاتمہ ہو گیا کہ وہاں کوئی اسلام کے اقتدار کے خلاف بغاوت کرنے والا نہ رہا۔ ان جس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس میں بعض قبائل نے مدعی نبوت کی شہر یمن سے یمن، یمامہ اور بنی اسد میں عمرو اختیار کیا اور یہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں ہوا، یمن میں اسود ہنسی نے عمرو اختیار کیا اور نبوت کا دعویٰ کر دیا ایسے ہی یمامہ میں سیدہ کنابہ نے عمرو اختیار کیا اور نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اسی طرح بنی اسد میں بھی علیہ بن خویلد اسدی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور عمرو

اختیار کیا پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کی محظوظیوں کو ان منہرہ سرسبز
 کو زیر کرنے کا حکم دیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے محظوظ
 ہر جہ قبیلہ اسود عتسی کے فتنہ کا غارتہ ہو گئے اور سب سے پہلے اب اور طلحہ بن خویلد کے
 بیٹے کا غارتہ خلیفہ اہل حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے غارتہ گر کا نڈر حضرت
 خالد بن ولید کے ہاتھوں کیا جیسا کہ عنقریب ہماری آئندہ کتاب میں اس کی تفصیل
 بیان ہوگی انشا اللہ اور اس کے بعد و حرمہ بن الرزاق کے بارہ کے میں کتاب
 آئے گی۔

فصل چہم

- قرآن مجید کے بارے میں نزول قرآن۔
- حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں حج کروانا۔
- حضرت علیؓ نے اپنی طالب کا مشرکین کو قرآن میں اتقوا پختہ کر دیا اس مسئلہ کے بعد حج نہ کریں۔
- دہرہ کا سال، اہل عرب میں اسلام کا سال۔
- خزان کے نصاریٰ کے ٹیڈوں کا مسجد میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کرنا اور مباہلہ کا واقعہ۔
- مسلمانوں سے مذکورہ کا بائع کرنا۔
- حضرت جن کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجۃ الوداع کا حج کرنا۔
- حضرت اسامہؓ کی طرح کو شام کی طرف تیار کرنا۔
- رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور آپؐ کے یقین احقر سے ملنا۔
- غزوہ تبوک کے بعد سب سے اچھا ٹوٹی داغ، اللہ تعالیٰ کا بھرت کے نویں سال کے آخر میں مسلمانوں پر حج کا فرض کرنا۔
- یہ دور اس سال تکس حج فرض تھا۔
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے قبل مشرکین کے ساتھ حج کیا کرتے تھے اور ہجرت کے بعد آپؐ نے ایک ہی حج کیا ہے اور وہی اسلامی حج ہے جس کا نام حجۃ الوداع ہے۔

لوں پھری میں مسلمانوں پر اللہ کے حج فرض کرنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال حج نہیں کیا کیونکہ مشرکین کے کچھ عناصر اس سال مکہ حج کیا کرتے تھے اس لیے اللہ بہتر جانتا ہے۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو مسلمانوں کا امیر حج بن کر بھیجا اور آپ کے ساتھیوں کو مسلمانوں کے حج کیا۔

اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان معاہدہ تھا اور جب لیصلہ ہو گیا کہ تمام جزیرہ عرب شرک کی سیل سے پاک ہو اور اس معاہدے میں سورۃ برأت نازل ہوئی اس سورت کی چالیس آیات تھے اسلام اور سنت پرستی کے درمیان تعلقات کو بیان کیا ہے اور ان آیات میں اعلان کیا گیا ہے کہ قرآن کی بیان کردہ مدت کے بعد جزیرہ عرب میں شرک کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ چونکہ معاہدہ کی پاسداری اسلام کے اخلاقی حصوں میں سے ہے، بلاشبہ قرآن نے۔۔۔۔۔ جب ان مشرکین کو چار ماہ کی مدت دی جو ان کا کوئی عہد تھا تاکہ ان میں انہیں اسلام میں داخل ہونے یا جزیرہ عرب کو چھوڑ دینے کی مطلق اجازت حاصل ہو۔۔۔۔۔ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم دیا۔۔۔۔۔ جو ان مشرکین سے مختص تھا جن کا ایک مدت تک عہد تھا۔۔۔۔۔ کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ ان کی مدت ختم ہو جائے جب تک وہ ایسی مخالفت کے مرتکب نہ ہوں جو اس عہد میں غلط نہ ہو جو ان کے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے پھر۔۔۔۔۔ معاہدہ کے ختم ہونے کے بعد۔۔۔۔۔ ان پر مشرکین کو اختیار کرنے والی آیات کا مضمون پوری طرح منطبق کیا جائے گا اور یہ حکم صریح خود یہ سورۃ برأت میں بیان ہوا ہے جو آئندہ کو متفقین ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

اِنَّ الَّذِيْنَ عَاهَدْتُمْ

اِنَّ اللّٰهَ يَحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ

(ترجمہ) اے اللہ! ان مشرکین جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے پھر انہیں

نے تم سے کوئی ٹکمی نہیں کی اور نہ تمہارا سے خلافت کسی کو عروسی سب سے تم سے
ان سے ان کی مدت تک ان کا عہد پورا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تقویٰ
شعاروں سے محبت رکھتا ہے۔

سورۃ برات، امیرِ حج حضرت ابوبکرؓ کے مرید سے چلے جانے کے بعد نازل
ہوئی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے — اپنے مراد حضرت علیؓ کو
ابنِ طالب کو — مشرکین کو انتباہ کی آیات سناتے کے لیے بھیجا اور
حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو طائف کے نزدیک انحراف کے علاقے میں
پایا۔

اور اصحابِ حدیث و سیر نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے سحر کے وقت
میں انحراف میں تھے تو آپؐ نے حدیثوں کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتھ قصویٰ کے بلاتے کی
تعداد سنی اور فرمایا یہ قصویٰ ہے آپؐ نے دیکھا تو حضرت علیؓ اس پر سوار تھے آپؐ
حضرت علیؓ سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؐ کو امیرِ حج مقرر کیا ہے
حضرت علیؓ نے جواب دیا نہیں، بلکہ آپؐ نے مجھے لوگوں کو برات سناتے کے لیے
اور ہر معاہدے کے معاہدے کو توڑنے کے لیے بھیجا ہے پس دونوں امیر
حج حضرت ابوبکرؓ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص نمائندے حضرت
علیؓ مشرکین کو رہ انتباہ پہنچانے کے لیے گئے جو سورۃ برات میں آیا تھا۔

یہ چونکہ وہ حج، جو حضرت ابوبکرؓ نے امیرِ حج کر مسلمانوں کو کروایا ہی اسلام میں
پہلا مفروضہ رکھا ہے اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حضرت ابوبکرؓ
کو حکم دیا کہ وہ حج میں ان باتوں کی اصلاح کریں جنہیں مشرکین نے غریب کر دیا ہے
اور انہوں نے حج میں جو نئی باتیں یہ کہی ہیں ان میں ان کی مخالفت کریں آپؐ نے
حکم دیا کہ آپؐ کا وقت دو وقت کے روز عرفہ میں ہو نہ کہ مزدلفہ میں اور قریش
حج میں عرفہ میں دو وقت نہ کرتے تھے وہ مزدلفہ میں دو وقت کرتے تھے اس طرح
آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ حکم بھی دیا کہ وہ آفتاب کے غروب ہونے پر عرفہ سے

دعا نہ ہوئی نیز یہ حکم بھی دیا کہ وہ مزدلفہ سے طلوع آفتاب سے قبل حاجیوں کے ساتھ دعا نہ ہوئے۔

حضرت ابو بکرؓ مدینہ سے دعا نہ ہو کر گئے۔ اور آپؐ کی مفر کا احوال باور میں ہوئے تھے۔ - آپؐ نے یوم الترویہ سے ایک روز قبل غزوہ کے بعد کعبہ کو خطبہ دیا یعنی عرفہ الجود کے بعد اور ہمارے پاس جو معاذ موجود ہیں ہم نے اس خطبہ کا متن نہیں پایا اور جب یوم الترویہ کا شروع غروب ہو گیا اور اس وقت تک کہ انھوں نے آفتاب کو آپؐ نے بیت اللہ کے سمت چکر لگانے پھر رجب یعنی شعب الثانی کی ایک اپنی اور ثنی پر سوار ہوئے اور وہاں ظہر و عصر و شرب و عشاء اور صبح نماز پڑھی اور ذوالحجہ کو عرفات کی طرف اس وقت دعا نہ ہوئے جب سورہ بقرہ پڑھ کر طلوع ہوا اور ثنی سے سوار ہونے کے بعد ایک روز پہنچے اور وہاں آپؐ کے ایک صحابہ میں آئے اسے اس میں قتل کر دیا اور جب سورہ بقرہ پڑھ لی تو آپؐ نے اور ثنی پر سوار ہونے حتیٰ کہ یمن طرستہ میں پہنچ گئے اور وہاں ایک اذان اور دعا اقامتوں کے ساتھ ظہر و عصر کی نمازیں پڑھیں اور مسلمانوں وہاں پہاڑ اور چٹانوں کے گرد رہے اور رجب شروع غروب ہوا تو حاجیوں کے ساتھ دعا نہ ہوئے آپؐ کو لگی چال چلتے ہوئے مزدلفہ پہنچ گئے اور قمر کی آگ کے نزدیک آئے اور جب فجر نمودار ہوئی تو آپؐ نے فجر کی نماز پڑھی پھر ظہر گئے اور رجب میں راسخ ہو گئی تو ثنی کی طرف دعا نہ ہوئے اور آپؐ اپنے وقتوں میں فرما رہے تھے۔ اسے لوگوں صبح کو دشمن کرو اسے لوگوں صبح کو دشمن کرو اور آپؐ کو چال چلتے ہوئے عموماً پہنچ گئے اور آپؐ نے اپنی اور ثنی کو تیز چلایا اور رجب کی

سے شبیر یعنی کے پاس ایک پہاڑ ہے۔

گہ غزوہ یا قوت نے بیان کیا ہے کہ یہ عرفہ کی جانب ہے۔

تک نحرۃ عرفات کے سامنے روانہ رہتے پر ایک دادی ہے۔

مذہبی عمر سے گزر گئے تو اپنی پہلی حال اختیار کر لی اور حبیب اکبر منی پہنچے تو آپ نے حمزہ عقبہ کو ساتھ لے کر یزید سے دسے پھر قرآن مجید کی طرف لوٹے اور قرآنی کی لہر سرشار کیا پھر یوم النحر (عید کے دن) کو اپنی اور دشمنی پر سوار ہوئے کی حالت میں خطبہ دیا اور اسی کے بعد آپ نے یقیناً مناسک حج کو پورا کیا پھر مدینہ واپس آ گئے۔

مشترکین کو یکے جانے والا انتداب یوم النحر (عید کے دن) کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص نمائندہ سے حضرت

علی بن ابی طالب ہجرت عقبہ کے پاس کھڑے ہوئے۔ جن حاجیوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اور آپ نے مشترکین کو۔۔۔۔۔ وہ بھی اس سال تک حج کرنے تھے اور یہ ہجرت کا نواں سال تھا۔۔۔۔۔ وہ قبیلے اپنی اپنے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم کے مطابق کیے تھے، جن کا خلاصہ یہ ہے:

- ۱۔ اس سال کے بعد مشترکین کو حج کرنے اور مسجد الحرام کے نزدیک آنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

- ۲۔ ہر انسان کے لیے بہت حد تک یہی ریت اللہ کا طواف کرنا مکمل طور پر مستوع ہے اور بہت پرستوں کے بڑے طریقوں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مرد اور عورتیں مکمل طور پر پہنہ ہو کر بیت اللہ کا حواف کرتے تھے۔

- ۳۔ جن مشترکین کا مسلمانوں کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ تھا ان کو چار ماہ کی مصلحت دی گئی ہے جس میں وہ اپنا انتہائی پسندیدہ فیصلہ کرنے میں آزاد ہوں گے، چاہیں تو وہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور چاہیں تو جزیرہ عرب کو چھوڑ کر جس جگہ چاہیں چلے جائیں، بغوریت و غیر جنگ کے لیے تیار ہو جائیں کیونکہ (اس مدت کے بعد) جزیرہ عرب میں شرک اور مشرکین کے لیے کوئی جگہ نہ ہوگی۔

اب رہے وہ لوگ جن کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ ہے تو انہیں معاہدہ کی مدت کے اختتام تک جزیرہ میں قیام کرنے کا حق حاصل ہے

اور اس کے بعد ان پر تعمیر کا حکم ہوا کہ فخر ہوگا جیسے وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔
جزیرہ کو چھوڑ دیں یا جنگ کریں۔

مشرکین کو یہ تباہ سورۃ برأت کی چالیس آیات کے نزول کے نتیجے میں ہوا
جو اس اقدام پر مشتمل ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں۔

ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سورۃ برأت
نازل ہوئی تو آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کو لوگوں کو جمع کرنے کے لیے بھیجا
تھا آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ کاش آپ اسے حضرت ابو بکر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ دیتے آپ نے فرمایا۔ میری طرف سے میرے اہل بیت کا ایک
شخص پہنچائے گا۔ پھر آپ نے حضرت علی بن ابی طالب کو بلا دیا اور فرمایا
۔۔۔ سورۃ برأت کے آغاز سے اس واقعہ کو مجھے یاد اور منیٰ میں یوم النحر

کو لوگوں میں اعلان کرو ۱۴ گاہ رہو کہ کافر، جنت میں داخل نہ ہوگا۔ دس سال
کے بعد مشرک نہ بن کرے گا اور نہ برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف کرے گا اور
جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معاہدہ ہے وہ اس کی بدلت تک
ہے۔ ابیں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہو گئے حتیٰ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے معاہدہ اور جب
یوم النحر آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر وہ اعلان کیا جس کا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا تھا اور جس دن آپ نے انہیں
اعلان کیا، اس دن سے چار ماہ کی انہیں مہلت دی تاکہ سب لوگ اپنے دامن اور
کھنک کی طرف واپس چلے جائیں پھر کسی مشرک کا کوئی عہدہ اور معاہدہ نہ ہوگا
جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدہ ہوگا وہ اس کی بدلت تک ہوگا اور
اس سال کے بعد کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف
کیا ہے۔

اور سورۃ برأت کی معاجزات، ہفت اور مشرکین کو دخول مسجد سے روکا وٹا کرنے والی تصدیقات یہ ہیں :

مَرَأً قَمِنَ الْمَدِينَةِ مَصْلُومَةٌ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ
 (ترجمہ) اے مدینہ! اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین سے برأت کا اظہار کیا جاتا ہے جن کے ساتھ تم نے معاہدہ کیا ہے پس تم چار ماہ زمین میں پھرو اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور اللہ کافروں کو دلائین کرنے والا ہے اور حج کبر کے روز اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ اللہ و اس کا رسول مشرکین سے چیز در ہیں پس اگر تم توبہ کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نہ پھرو تو جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور کافروں کو دردناک عذاب کی خبر دے دو، اے ان جن مشرکین سے تم نے معاہدہ کیا ہے پھر انہوں نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور نہ تمہارے خلاف کسی کو بددوی ہے تو ان کے عہد کو ان کی مدت تک پورا کرو و بی مشبہ اللہ تعالیٰ شہادتوں سے عہد کرتا ہے اور جب حرمت اللہ یعنی گنہ گار جانیں تو مشرکین کو جہنم و نازل کر دو۔ در انہیں پیر لو اور انہیں گھیر لو اور ہر گھات کی جگہ پر ان کے لیے مٹیوں پس اگر وہ توبہ کریں اور سزا قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو بلاشبہ اللہ بخشنے والا اور بابرہم کرنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
 إِنَّ الشِّرْكَ كُفْرٌ بَعْضُهُ

(ترجمہ) مشرکین نہیں ہیں پس وہ اس سال کے بعد مسجد اطرام کے نزدیک
نہ آئیں۔ درالغرہ تم فقر سے غفلت ہو تو اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اپنے
فصل سے تمہیں غنی کر دے گا بلاشبہ اللہ جانتے والا اور حکمت
والا ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی فوج نجران کی
جانب ربیع الآخر سنہ ۶
غزوہ تبوک کے بعد جو
رجب ۱۰ میں ہوا
اور جو ان جنگی کارروائیوں
کا خاتمہ تھا جن کی کان خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے، اسکا
نئے جزیرہ عرب کی جنوبی جانب کے دو دروازوں اور علاقوں کے سوا، جزیرہ کے
تمام علاقوں کو اپنے پرہیزگاروں نے جمع کر لیا اور وہ دو علاقے یہ تھے یمن میں شہر
کا علاقہ اور نجران میں بنی الحارث کا علاقہ، انہوں نے داعی اسلام کو جو اس
دینا اور وہ ہی اپنے اعلان اسلام کے لیے مدینہ کی طرف اپنے وفد بھیجے جیسا کہ
نے ہجرت کے نویں سال کے دوران میں کیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف جو یمن کے انتہائی جنوب
میں رہتے تھے، حضرت علی بن ابی طالبؓ کو اور بنی الحارث کی طرف نجران
میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھیجا۔

اور ماہ ربیع الآخر میں سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد
بن ولیدؓ کا مدینہ کی طرف حکم بھیجا کہ وہ نجران کے بنی الحارث کی طرف مارچ
کریں۔ یہ لوگ خطائینوں کے مزاح کا ایک عظیم بطن ہیں اور خوشحال
قوت ہیں اور جاہلیت ہیں ان کی ہمسکری نابینا ایک مشہور کتاب بخ ہے
اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے جس فوج کی کان کی وہ ایک عظیم فوج تھی۔
اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کا مدینہ کو حکم
کہ وہ انہیں معذور کر کے ان سے جنگ کی اجزاء کریں اور دیوں کہ پہلے

انہیں تین بار دعوت اسلام دی گئی اور اسلام قبول کر لیں تو جہاں
وہ ان سے جنگ کریں اور ان کے گھروں کو برباد کر دیں تاکہ ان کے درمیان سے
شرک کے ہمارے مٹ جائیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا
ہے کہ جو یہ عرب میں شرک اور کفر پرستی کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔

ابھی اس وقت تک کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پہلو پر
یا جہاد فی اللہ کے سلسلہ میں حضرت خالد بن ولید کو نجران میں جی الحارث بن کعب
کی طرف بھیجا اور آپ کو حکم دیا کہ آپ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے قبل انہیں
تین بار دعوت اسلام دیں پس اگر وہ قبول کریں تو آپ بھی ان کی بات کو قبول کر
لیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے جنگ کریں۔

اور حضرت خالد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا کھلے طور پر انکار
کیا اور اپنی فوج کے ساتھ نجران گئے اور جب وہاں پہنچے تو آپ نے ماہ ربیع
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کیا اور سب سے پہلے نبی الحارث کو اسلام
میں داخل ہونے کی دعوت دی تاکہ آپ ان کے ساتھ جنگ کرنے پر مجبور نہ
ہوں، مورخین بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ جی الحارث نے کسی عسکری مقابلہ کا اہتمام
کیے بغیر داعی اسلام کی بات کو قبول کیا اور اپنے میں سے ایک وفد کو مدینہ بھیجے
کے لیے تمنا ہو گئی تاکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اپنے اسلام
کا پتھار کر لیں۔

ابھی اس وقت تک کہ حضرت خالد بن ولید کو ان کے پاس آنے اور سوار
کو بھیجا جو ہر طرف چلتے پھرتے تھے اور دعوت اسلام دیتے تھے اور کہتے تھے
اے لوگو اسلام لاؤ تم محفوظ رہ جاؤ گے پس لوگ اسلام لے آئے اور جس طرف
انہوں نے دعوت دی تھی اس میں داخل ہو گئے اور حضرت خالد نے ان میں
قبول کیا آپ انہیں اسلام اور اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی کی سنت کو تعلیم دینے
لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہی حکم دیا تھا کہ گروہ مسلمان

جو جایش اور جنگ نہ کریں گے انہیں اسلام کی تعلیم دینا۔

حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ پر بنی اعدائے کے مسلمان ہو جانے کے بعد آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا:

بسم اللہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تعالٰیٰ نے ایک حرف سے اسلام علیک یا رسول اللہ درمیان اللہ و رب کا ہے میں آپ کے ساتھ ہوں کہ اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ابا بکر یا رسول اللہ صلی اللہ علیک آپ نے مجھے بنی احبارت کی کسب کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تین دن ان سے جنگ نہ کروں اور یہ کہ میں انہیں دعوت اسلام دوں اور اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو میں ان میں قیام نہ کروں اور ان کی بات کو قبول کروں اور انہیں اسلام کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی تعلیم دوں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کروں میں نے ان کے پاس آکر انہیں تین دن و طوحت اسد سم دی ہے جیسا کہ آپ نے مجھے حکم دیا ہے اور میں نے ان میں سواروں کو بھیجا ہے جنہوں نے کہا کہ بنی احبارت مسلمان ہو جائیں وہ مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے جنگ نہیں کی اور میں ان کے درمیان اقامت پذیر ہوں اور جس پامت نما اللہ نے حکم دیا ہے میں انہیں اس کے حکم پر جتا ہوں اور جس اللہ نے روکا ہے میں انہیں اس سے روکتا ہوں اور میں انہیں سلام اور سنت نبوی کی تعلیم دیتا ہوں حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب خط لکھا گیا ہے۔ والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت خالد بن ولید کے خط کو ابوبکر سے لے لینے کے بعد جو جنگ کے

غیر انجمن کے قبائل بنی الحارث کے مسلمان ہونے کو متعین تھا آپ نے اسے
حاکم وجہ کو وہ مدینہ واپس جلائے اور ان کے سادات کا ایک وفد بھی اپنے ساتھ
لے جائے اور یہ بات اس خط میں تھی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت خالد کو بھیجا تھا اس میں آپ نے فرمایا :
بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے خالد بن لیث
کی طرف

آپ پر سلامتی ہو، میں آپ کے ساتھ مل کر اس خدا کی تعریف کرتا
ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے بعد آپ کے ایچی کے ساتھ
آپ کا خط میرے پاس پہنچا، آپ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ
کے جنگ کرنے سے قبل بنی الحارث بن کعب نے اسلام قبول کر لیا
ہے اور آپ نے انہیں جو دعوت اسلام دی ہے مجھے انہوں نے
قبول کر لیا ہے اور گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں
اور یہ کہ اللہ نے آپ کی ہدایت سے انہیں ہدایت دی ہے پس
انہیں بشارت دو اور امتیاز کرو اور آؤ اور آپ کے ساتھ ان کا
وفد بھی لےئے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کو وصول کرنے کے بعد، جو اس حکم کو
متعین تھا کہ آپ انہیں اور آپ کے ساتھ بنی الحارث کا وفد بھی ہو حضرت
خالد واپس گئے اور آپ کے ساتھ ایک وفد بھی تھا اور یہ بات ذکر کرنے کے
لائق ہے کہ بنی عبد المذہب جو خاندانی شرافت میں مشہور ہیں وہ بھی بنی الحارث
نہیں تھے اور ان کے ہارسے میں شہرکت ہے۔

اگر کسی ایسے ہاشمی سے میرا پالا پڑے جس کے ماموں عبد المذہب ہیں

تو میں جس معیبت سے دوچار ہوں گا وہ میرے لیے حقیر ہو جائے گی لیکن
اؤں کو کچھ میری کس نے آزمائش کی ہے۔

ابو اسحق کا بیان ہے کہ حضرت خالدؓ آئے شہر واپس کے ساتھ بنی الحارث بن کعب کا
وفد بھی تھا اس میں قیس بن العسینؓ ذی القعدةؓ بیزیر بن عبد اللہؓ ابن یزید بن العجلؓ و عبد اللہ
بن عمروؓ و شداد بن عبد اللہؓ الغسانی اور عمرو بن عبد اللہؓ الغسانی شامل تھے۔

جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے انہیں
دیکھ کر فرمایا یہ کون لوگ ہیں جو ہندوستان کے جہازوں کی خدمت میں عرض کیا یا رسول
اللہ بنی الحارث بن کعب کے جوان ہیں اور جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس کھڑے ہوئے تو انہوں نے آپؐ کو سلام کہا اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں
کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور
میں اللہ کا رسول ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم وہ لوگ جو
جب انہیں روکا جاتا ہے تو وہ آگے بڑھتے ہیں انہوں نے خاموشی اختیار
کی اور ان میں سے کسی نے آپؐ کو جواب نہ دیا آپؐ نے پھر اس بات کو دہرایا تو ان میں
سے کسی نے آپؐ کو جواب دیا پھر آپؐ نے تیسری بار اس بات کو دہرایا تو ان میں سے
کسی نے آپؐ کو جواب نہ دیا پھر آپؐ نے چوتھی بار اس بات کو دہرایا تو یزید بن

سہل قیس بن العسین بن یزید بن قتادہ بن سلمہ بن وصبہ بن عبد اللہ بن یزید بن الحارث بن
کعب اللہ عجل العارثیؓ و یہ ایک سرساز تک اپنی قوم کا سردار و رملہ اللہ سے ذوق
کلام دیا گیا اس لیے کہ اس کا حلق گلو گیر تھا۔

یہ منہ کے علامت ہیں (اسد الغابہ میں) اس سے زیادہ کچھ بیان نہیں ہوا کہ جب
یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو وفد کے ساتھ اس کے
ایک ہاتھ کا ذکر کیا گیا ہے۔

عبداللہ نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! ہم وہی دگ ہیں جبہ! نہیں روکا جاتا ہے تو وہ آگے بڑھتے ہیں! اس نے یہ بات چار دفعہ کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر خالد کے بچے نہ نکھا ہوتا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور تم نے جنگ نہیں کی تو میں تم کو سرور کو فتح دے سکے پاؤں کے نیچے پھینک دیتا۔

اس موقع پر یزید بن عبداللہ نے آپ کو جواب دیا جو اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو کھلت کر سنے کی کھنکھائی دے دیتے تھے جیسے کبھی کل جمہوریت کہتے ہیں، یزید بن عبداللہ ان سے آپ سے کہا: خدا کی قسم نہ ہم نے آپ کی تعریف کی ہے اور نہ حضرت خالد کی ستائش کی ہے آپ نے پوچھا پھر تم نے کس کی ستائش کی ہے؟ انھوں نے کہا ہم نے اس اللہ عزوجل کی ستائش کی ہے جس نے یا رسول اللہ! آپ کے ذریعے ہمیں ہدایت دی ہے آپ نے فرمایا تم نے درست کہا ہے۔

اور بنی الحارث جاہلیت میں سرور کوں ہیں کثرتِ فتوحات حاصل کرنے کے باعث ایک مشہور زبردست اور خوفناک قوت تھے اس لیے کہ وہ مقتدر تھے اور ان کے پاس عقل تھی جو انہیں لوگوں پر ظلم کرنے سے روکتی تھی لیکن جب انہیں جنگ پر مجبور کر دیا جاتا تو وہ اس میں گھس جاتے اور اسے حاصل کر لیتے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا جاہلیت میں جو لوگ تم سے لڑتے تھے تم ان پر کس وجہ سے غلبہ پاتے تھے؟ انھوں نے کہا ہم کسی پر غلبہ نہیں پاتے تھے آپ نے فرمایا ہاں تم اپنے ساتھ لڑنے والے پر غلبہ پاتے تھے انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم سے جو جنگ کرتا تھا ہم اس پر غلبہ پاتے تھے ہم اگھے رہتے تھے اور اگے اگے نہیں ہوتے تھے اور کسی نے ظلم کا آغاز کرتے تھے آپ نے فرمایا تم نے درست کہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث بن کعب پر اقیس بن المعین کو امیر مقرر کیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی الحارث کا وفد شوال کے بقیہ دنوں اور ذوالقعدہ

کے آغا میں اپنی قوم کے پاس واپس آگیا اور وہ اپنی واپسی کے بعد اپنی قوم میں ابھی چار ماہ ہی گزرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔
 وداۃ الحمد بیٹ اور اصحاب میر بیان کرتے ہیں کہ بنی الحارث کے وفد کے مدینہ چھوڑنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث کی طرف عمرو بن حزم کو بھیجا کہ وہ (جہیں دین، سنت اور شاعر اسلام کی تعلیم دیں) وہ ان سے حدیث لیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو کہہ دیا کہ ایک تحریر لکھی جس میں اہم ادا کرو تو اہی اسلام اور اس کے آداب بھیجے تھے اور بہت سے مسلمان ماہرین تو انہیں کے نزدیک اس خط کی بڑی اہمیت سمجھتے تھے کیونکہ وہ اسلامی قانون کے بہت سے اصولوں پر مشتمل ہے اور علماء حدیث اس خط پر صحیفہ عمرو بن حزم کا اطلاق کرتے ہیں اور بعض لوگ اس کی سند میں ضعف کے باعث اس سے محبت نہیں کرتے اور اکثر لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اس صحیفہ میں جو روایات، اسلامی باتیں اور آداب بیان ہوئے ہیں ان کی اہمیت کے پیش نظر ہم اللہ کے حکم سے اسے اس جگہ مکمل طور پر بیان کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے وصاحت ہے۔ اسے لوگو جو ایمان لائے ہو، محمد کو پورا کرو، محمد نبی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بن یزید بن نوفان القحطانی الخزرجی، آپ کی کنیت ابو العباس ہے اور آپ نوفان صحابہ میں سے تھے آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے خندق کی جنگ لڑی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ۱۰ سال کی عمر میں اہل نجران پر حائل مقرر کیا آپ نے سترہ برس مدینہ میں وفات پائی اور آپ سے آپ کے بیٹے محمد اور المنذر بن عبد اللہ، سلمیٰ اور یادی بن المنذر کی سے روایت کی ہے۔ دسمبر القابہ جلد ۹۹

صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرو بن حزم کو یمن کی طرف بھیجا تو اسے یہ وصیت کی، اُسے اپنے تمام مہا ملات میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ بشیر اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور جو احسان کرنے والے ہیں اور اسے حکم دیا کہ وہ ابراہیم کے مطابق حق کے پابند رہیں اور بھلائی کی بشارت دیں اور انہیں بھی اس کا حکم دیں اور لوگوں کو قرآن سکھائیں اور اس میں رہیں انہیں باہر نہ لے جائیں اور لوگوں کو منع کریں وہ قرآن کو پاک ہونے کی حالت میں چھوئیں اور جو بات ان کے فائدہ اور نقصان کی ہے اس کی اصلاح لوگوں کو بھی دیں اور حق میں لوگوں کے ساتھ نرمی کریں اور ظلم میں ان پر سختی کریں۔

بشر اللہ نے ظلم کو پسند کیا ہے اور اس سے روکا ہے۔ اور فرمایا ہے (آگاہ رہو ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے) اور لوگوں کو جنت کی اور جنتی کام کرنے کی بشارت دیں اور لوگوں کو دوزخ سے اور دوزخی کام کرنے سے احتیاء کریں اور لوگوں سے ایمل کریں حتیٰ کہ وہ دین کو سیکھیں اور لوگوں کو شہ تر ج اور اس کے فرائض و سنن کی تعلیم دیں اور اس کے متعلق اللہ نے جو حکم دیا ہے وہ بھی بتائیں، حج اکبر اور حج اصغر، حج اصغر، عمرہ کو کہتے ہیں اور لوگوں کو ایک چھوٹے سے کپڑے میں غار پر چڑھنے سے منع کریں، سونے کے کہ وہ ایسا کپڑا جو جس کے دو کناروں کو موڑ کر وہ اپنے کندھوں پر ڈال لے اور لوگوں کو ایک کپڑے میں گھوٹے دھونے سے منع کریں کہ اس کی قرع کو آسمان تک پہنچا دے اور لوگوں کو اپنی مٹی میں اپنے سر کے بالوں کی چوٹی بنانے سے منع کریں جب لوگوں کے درمیان جوش ہو تو قبائش و عشائر کی طرف دعوت دینے سے روکیں بلکہ ان کی دعوت خدائے واحد لا شریک کی طرف مونی چاہیے پس

جو دعوت ال اللہ نہ کریں اور قبائل و عشائر کی طرف دعوت دیں انہیں
 "مواہستہ ایک" و احسنی کہ وہ خدا کے واحد و شریک کی طرف رجوع
 ہیں اور لوگوں کو مکمل و معز کرتے اور اپنے چہرہ اور ہاتھوں کو کمینوں
 تک دھونے اور پاؤں کو تھنوں تک دھونے کا حکم دیں اور وہ آتے
 کے حکم کے مطابق اپنے سردار کا ساتھ کریں اور وقت پر نماز پڑھنے کا
 حکم دیں اور کھن و کوع و سجود کرنے اور خشوع کرنے کا حکم دیں اور
 مسج کو چھٹیٹے میں اور ظہر کو آفتاب کے ڈھلنے کے وقت اور عصر
 کو جب سورج نہ چن پر چٹھ بھیر رہا ہو اور مغرب کو اور اس کی آمد
 کے وقت پڑھیں اس کے اتنا مؤخر نہ کریں کہ آسمان میں تلکے نمودار
 ہو جائیں اور عشاء کو رات کے پہلے حصے میں پڑھیں اور جب
 جمعہ کی اذان ہو جائے تو جمعہ کی تیاری کا حکم دیں اور جمعہ کو جاتے
 وقت غسل کرنے کا حکم دیں اور آپ نے انہیں شہادت سے اللہ
 کا شمس لینے کا حکم دیا اور اللہ نے مومنین پر جائیروں کا جو صدقہ
 مقرر کیا ہے یعنی چٹھہ اور بارش کے میراب ہونے والی زمین سے
 عشر اور ٹوڈل کے میراب ہونے والی زمین کے نصف عشر
 لینے کا حکم دیا اور ہر دس اونٹوں پر دو بکریاں اور ہر بیس اونٹوں پر
 چار بکریاں اور ہر چالیس گایوں پر ایک گائے اور ہر بیس گایوں
 پر جمیعہ جذر یا جزعہ اور ہر چالیس چرے والی بکریوں پر ایک بکری
 لینے کا حکم دیا یہ اللہ کا فضلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنین پر صدقہ کے
 حصے میں مقرر کیا ہے پس جو تمکی میں بڑھے وہ اس کے بے بہترے
 اور عیودوں اور نصرائیل میں کے خاص عود پر مسلمان ہو اور
 دین اسلام کو اختیار کرے وہ مومنین میں سے ہے اُسے بھی انہیں
 کے طرح حقوق حاصل ہیں اور جو ان پر ذمہ داریاں ہیں اس پر بھی ہیں

اور جو شخص اپنی موجودیت یا انفرادیت پر تہمت ہے اسے اس سے بھیرا نہیں
جائے گا اور سب بالغ مرد، عورت، آزاد اور غلام پر پچھوا ایک دینار
یا اس کے بدل کے طور پر چترے دیئے واجب ہیں اور جو اسے ادا
کرے گا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی امان میں ہوگا اور جس نے
اسے رد کیا وہ اللہ، اس کے رسول اور تمام مومنین کا دشمن ہے۔
صلوات اللہ علی محمد و سلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ کا سہرہ | بناؤ و قری کے باشندے میں ہجرت
یمن کی طرف..... رمضان سنہ ۱۱ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعداد علی کہ
انہوں نے عدا اختیار کیا ہے اور وہ ابی جزیہ کی طرح اسلام میں داخل نہیں ہوئے
پس آپؐ نے ان کی طرف ایک خوشی دستہ بھیجا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس دستے کے لیے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو کمانڈر منتخب کیا اور
آپؐ کے پیچھے یمن سو جوانوں پر جو سب کے سب سوار تھے بھڑا دیا نہ تھا اور
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ وہ ان دشمنی مشرکین
کو وھوت اسلام پہنچا یں اور ان کے ساتھ جنگ کرنے سے قبل انہیں اس میں
داخل ہونے اور اس کی ہدایت کو اختیار کرنے کی دعوت دیں۔

واقعہ سیاحین اسحق اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو رمضان سنہ ۱۱ میں بھیجا اور انہیں حکم
دیا کہ وہ تباہی میں پڑاؤ کریں آپؐ نے وہاں پڑاؤ کیا حتیٰ کہ آپؐ کے اصحاب
کھل ہو گئے اور اس روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؐ کے لیے کھانا باندھا

آپ نے غلامی لیا اور اسے دو ہزار چھ ہزار کے پیرے کے سوسے پر باندھا پھر اسے آپ کو دے دیا اور فرمایا "لو اوروں ہوتا ہے اور آپ نے انہیں غلامی کے تین ہی باندھے اور اسے ایک ہفتہ آپ کے آگے رکھا اور ایک ہفتہ آپ کے پیچھے رکھا پھر فرمایا "یوں غلام باندھنے کی شیت ہوتی ہے۔"

واقعہ یہ ہے کہ حضرت اسامہ بن زید نے عن ابیہ عن عطاء بن یسار عن ابی رافع محمد سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھیجا تو فرمایا چلے چلو اور پرواہ نہ کرو حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا جب آپ ان کے عمن میں آخری توان سے جنگ نہ کری حتیٰ کہ کچھ سے جنگ کریں پھر اگر وہ آپ سے جنگ نہ کری تو آپ ان سے جنگ نہ کریں حتیٰ کہ ان کو قتل نہ کریں پس اگر وہ تم میں سے کسی کو قتل کریں تو آپ ان سے جنگ نہ کریں حتیٰ کہ ان کو قتل نہ کریں کی طرح مسلمان ہیں پھر ان سے کہیں کیا تم لا لا اللہ کو سمجھے؟ اگر وہ کہیں ہاں تو انہیں کہیں کیا تم اپنے ہمال سے صدقہ دو گے جو تم اپنے فقراء کو دیتے ہو، اگر وہ کہیں ہاں تو اس کے ساتھ ان سے کچھ مطالبہ نہ کریں، خدا کی قسم اگر آپ کے ہاتھوں اللہ ایک شخص کو موت دے تو وہ آپ کے لیے ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے۔

مادی کا بیان ہے کہ آپؐ تین سو سواروں کے ساتھ مدینہ ہوئے اور ان کے گھوڑے پہلے گھوڑے تھے جو ان شہروں میں داخل ہوتے ہیں جب آپؐ مدینہ پہنچے اور وہ شہر فتح کا علاقہ تھا۔ تو آپؐ نے اپنے اصحاب کو متفق کر دیا اور وہ لوٹ کا مال غنائم اور قیدی خود تیس اور بیچے اور انٹ اور بکر ہاں وغیرہ سلمہ میں کتابوں اور علاقہ نائب، عربیہ اور انبیضا کے درمیان ہے۔ اور یہی علاقہ تھا کہ قیدیوں اور غلامی کے متعلق اسلام کا موقف ہماری کتاب طرہ و نحو قرآن میں دیکھیے اس میں غلامی کے متعلق دشمنان اسلام کا رد ہے۔

لائے، حضرت علیؑ نے غنائم پر حضرت بریدہ بن العصب کو مقرر کیا اور فوج سے انہیں جنگ سے قبل جو کچھ ملادہ آپ کے پاس لے آئے پھر آپ نے فوج سے حفاظت کی اور انہیں دعوت اسلام دی تو انہوں نے انکار کیا اور آپ کے اصحاب کو غیراد سے، آپ نے اپنا جھنڈ حضرت مسعود بن کسنان غسانی کو دیا تو وہ اس کے ساتھ آگے بڑھے پس غزوہ کا ایک شخص دعوت مبارزت دیتا ہوا نکلا تو حضرت مسعود بن غسانی اس کے مقابلے میں گئے اور دونوں نے ایک گھنٹہ تک جولاں کی اور دونوں سوار تھے، حضرت مسعود نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سامان لے لیا پھر حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا پس وہ متفرق ہو گئے اور شکست کھا گئے اور اپنے جھنڈے کو کھڑا چھوڑ گئے آپ نے ان کی تلاش سے روکا اور انہیں دعوت اسلام دی تو انہوں نے جلدی سے جواب دیا اور ان کے سرداروں کی ایک جماعت نے آگے بڑھ کر اسام بن سید کی بیعت کی اور کہنے لگے، ہمارے قوم کے جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ہم ان کے ذمہ دار ہیں یہ جلد سے حد توالت ہیں ان سے اللہ کا حق لے لیجئے۔

پس حضرت علیؑ نے ان فتنہ کو جو انھوں نے حاصل کیا، جمع کیا اور ان کے پیچھے جھٹکے اور ان کا قریحہ ڈالا اور ان میں ایک جھٹے پر کھانا پکا دیا، پس یہاں جھٹے غص کا جھٹ نکلا اور آپ نے لوگوں میں سے کسی کو کچھ نہ اٹھایا اور اس سے قبل وہ اپنے اصحاب کو — جو درمردان کو چھوڑ کر حاضر ہوئے تھے — غص سے فیتے تھے پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دیتے تو آپ ان کی بات کو قبول نہ کرتے پس انہوں نے حضرت علیؑ سے اس کا سوال کیا تو آپ نے انکار کیا اور

اللہ اسد الغابر میں ہے کہ حضرت مسعود بن کسنان انصاری جنگ یمامہ میں قتل ہوئے تھے مگر مسعود بن خزاعی اسلمی انصاری میں سے بنی سلمہ کے حلیف تھے اور انی لوگوں میں سے ایک تھے جو خیبر میں ابن ابی الحنفیہ یهودی کے قتل میں شامل ہوئے تھے۔

کمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیاس سے جانوں لگا اور وہ اس میں اپنی مرضی کر رہے تھے اور انھیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پراہم ہے جس اور ہم آپ سے ملاقات کریں گے اور اللہ آپ کو جو بات بکھائے سمجھ آپ اس میں وہ کریں گے پس آپ جلد کے سے واپس آ گئے آپ نے جنگ کی کی اور اپنے اصحاب پر حضرت ابوہریرہؓ کو فائز مقرر کیا۔

اور جب جنوبی یمن میں حضرت علیؓ نے مخرج کے مشرکین پر فتح پائی اور وہ اسلام میں داخل ہو گئے تو آپ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عوفؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کی طرف غلط گھٹا اور اس میں آپ کو اطلاع دی کہ آپ کی درمید کی ایک فوج کے ساتھ لڑنا میرا فریضہ ہے جس میں اوقات ہوتی ہے لہذا آپ نے انہیں دعوت اسلام دی ہے نیز یہ کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو آپ ان سے لڑکر جائیں گے پس انہوں نے اس بات کے قبول کرنے سے انکار کیا اور آپ نے ان سے جنگ کی اور حضرت علیؓ نے اپنے اس وعدے میں بیان کیا ہے کہ اللہ نے مجھ کو ان پر فتح نصیب فرمائی ہے حتیٰ کہ ان میں سے جو قتل ہوئے تھے وہ قتل ہو گئے۔

سہ ابورافعؓ، سابقین، وہ لوگ ہیں جسے آپ کے حالات ہماری پہلی کتاب غزوہ تبوک میں دیکھیے۔

اسے عبداللہ بن عمرو بن عوفؓ بن زید بن عیینہؓ الخزلیؓ، آپ قدیم الاسلام تھا اور غزوہ تبوک میں رونے والوں میں سے ایک تھے کیونکہ آپ اپنے فقر کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شامی ہوئے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے اور آپ ۵۱ لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے کعبہ کی طرف تھوڑی قبلہ سے قبل بیت اللہ کی طرف متوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ترنہ پڑھی ہے آپ حضرت معاویہؓ کے دور کے آخر میں مدینہ میں وفات پائی۔

میں پھر انہیں جو پیشکش کی گئی تھی اس کا انہوں نے جواب دیا اور اسلام میں داخل ہو گئے اور نہ کوئی قہر کی بات بھی ان کی اور ان میں سے کچھ لوگ دین یکھنے کے لیے آئے اور اس نے انہیں قرآن پڑھنا سکھایا ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کا خط وصول کیا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حج پر آئیں پس حضرت عبداللہ بن عوفؓ یہ حکم لے کر حضرت علیؓ کی طرف واپس چلے گئے۔

حضرت کعب الاحبار کا اسلام قبول کرنا | حدیث ۱۶۱۸ بخاری اور مساجد کی کتب میں بیان ہوا ہے

کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب جب اس سال یمن میں جنگ کرنے آئے تو حضرت کعب الاحبار نے آپ کے متعلق مشہور اور آپ کے ساتھ ایک یہودی عالم بھی تھا، اور حضرت کعب بھی ان کے ایک عالم تھے، حضرت علیؓ نے غطیفہ دیا اور حضرت کعب اور یہودی عالم آپ کی طرف کان لگائے ہوئے تھے۔

حضرت کعب الاحبار سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب حضرت علیؓ فرما رہے تھے تو میں نے آپ سے ملاقات کی اور میں نے کہ کچھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جیسے آپ مجھے حضورؐ کے متعلق بتائے گئے اور میں سکرانے لگا، آپ نے پوچھا آپ کس بات پر سکر رہے ہیں میں نے کہا اس بات پر جو ہمارے ان آپ کی صفات سے موافقت کرتی ہے، آپ نے پوچھا آپ جو حلال و حرام کرتے ہیں، میں نے کہا وہ بھی ہمارے ان آپ کے بیان کے مطابق ہے اور

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعدیل کی اور آپ پر ایمان لے آیا اور ہم سے پہلے جو ہمارے عالم تھے میں نے انہیں دعوت دی اور میں ان کے پاس ایک کتاب لے گیا اور میں نے کہا میرے باپ نے مرثا کر یہ کتاب میرے لیے رکھی ہے جو بڑی تھی اور کہنا تھا اسے نہ کھولنا حتیٰ کہ تو بیٹرب میں ظاہر ہونے والے نبی کے متعلق مٹنے، ادا دی کا بیان ہے کہ میں یمن میں اپنے اسلام پر قائم رہا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور حضرت ابو بکرؓ بھی وفات

پانچے اور میں حضرت عمرؓ کی خلافت میں آیا اور کاش میں ہجرت میں پیشرو کی کرتا۔

وفود کا سال اور جزیرہ عرب میں اسلام کا تکامل | میں اہم اور کچھ

والے واقعات نے۔۔۔ جزیرہ عرب کے بھٹ پرستوں کے درمیان۔۔۔

شُرک اور بھٹ پرستی کی بنیادوں کے جزیرہ عرب میں قائم رہنے کے لیے مکمل
مالوسی پیدا کر دی اور یہ تین واقعات ہماری نگاہ کے ہونے والے واقعات صحیح
صور پر یہ ہیں۔

۱۔ مکہ کا فتح ہونا اور مسلمانوں کا اس دارالخلافت پر قابض ہونا جو عربوں کے
بھٹ پرستوں اور قبائلی میلانات کے اختلافی نقطہ نگاہ کے باوجود ان
کے نزدیک مقدس تھا۔

۲۔ معرکہ حنین پر مسلمانوں کا سب سے طاقتور اور زبردست فوج (جو ان
کی فوج) پر فتح پانہ جس نے بھٹ پرستی پر قائم رہنے والوں کو امید دلائی
تھی کہ اس کا مسلمانوں پر فتح پر قابضت پرستی کے اقتدار کے دوبارہ لانے
کی امید ہے جیسا کہ وہ پہلے تھا۔

۳۔ وہ عظیم فتح جو مسلمانوں نے غزوہ تبوک میں حاصل کی جو ان فوج کے اقتدار کے
نقارے، عمدہ نوری میں اسلام کی تاریخ میں سب سے بڑی فوجی فتح تھا
اور وہ اس صرح کہ اس فوج نے سب سے بڑی شنشائیت کو جو بن مشیہ
دنیا کی سردار تھی غور و فکر دیا اور وہ بارہ نبطی شنشائیت تھی جس نے
ہزدلی دکھائی اور ان مسلمانوں کے سامنے آنے سے مرگ کا جزو کوک پہنچ
گئے تھے اور انہوں نے اطراف شام میں مسلہ کشی دے تے پھیلے کہ اس
شنشائیت کو چیلنج کیا تھا اور بہت سے عرب عیسائیوں کو جو رومیوں کے

میں دیکھا دیکھا ہے اس نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا اور تبوک سے غزوہ شروع ہوئے اور تھیقہ نے اسلام قبول کیا اور نبی کی توہر جانب سے عربوں کے غزوہ آپ کے پاس آئے، ابن ہشام نے بیان کیا ہے کہ ابو عبیدہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ یہ سلسلہ کا واقعہ ہے اور اسے ہی غزوہ کا سال کہا جاتا ہے۔

ابن ابی نعین نے بیان کیا ہے کہ عرب، قریش کے اس قبیلے کے معاملے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں اسلام کے فیصلے کے منتظر تھے اور وہ اس طرح کہ قریش لوگوں کے لیڈر اور رہنما تھے اور بیت۔ طہرام کے ہاتھ تھے اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم کی خالصة اور دیکھے دور عربوں کے قائد تھے اور وہ اس کا انکار نہ کرتے تھے اور قریش ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ برپا کی اور جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش آپ کے معین ہو گئے اور اسلام نے انہیں ذلیل کر دیا اور عربوں کو معصوم ہو گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے اور آپ سے عدوت رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تو وہ اللہ کے دین میں داخل ہو گئے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے اہر جانب سے فوجیں آپ کے پاس آئیں، اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ فَكَانَ تَوَاجِدًا

یعنی اللہ نے جو تیر سے دین کو غالب کیا ہے تو تم اس پر اللہ کی حمد کرو

اور اس سے استغفار کرو اور مشیدہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

ہم اس جگہ اختصار کے ساتھ تمام غزوہ کے نام بیان کریں گے اور فائدہ کے تکرار و تکرار کی تجلیم و ترمیم کے لیے ان کے کچھ حالات بھی بیان کریں گے اور عام غزوہ مشیدہ اور مشیدہ کے اوائل کے درمیان رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول اسلام کی تفصیل ہماری کتاب غزوہ حنین میں دیکھیے۔

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان میں سے تھوڑے سے شہرہ میں آئے۔

(۱)

وفد مزنیہ

مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو پہلا وفد آیا وہ مزنیہ کا وفد تھا، ان میں سے چار سو گھڑ سوار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جن کی سربراہی عبدالجہ اشقی، قاتلجہ صحابی اور معز بن نفیع (یعنی ایران کے معز کہ نہادند) کے بیرون حضرت النعمان بن مقرن کر رہے تھے۔ مزنیہ کو نصرت اسلام اور خصوصاً ایام الروۃ میں ایک عظیم شان حاصل ہے اور وہ یوں کہ مزنیہ قبیلہ اس فوج کی ریڑھ کی ہڈی تھا جس کے غیثہ اقل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتدین کے حملہ کو مدینہ سے روکا اور جس شخص نے مزنیہ کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی وہ خزاعی بن عبد نهم تھا۔

ملہ خزاعی بن عبد نهم بن عقیف بن ربیعہ مزنی اور مزنیہ کے بٹ کا حاجب تھا جس کا نام نهم تھا، اس نے بٹ کو توڑ دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام اور وہ کہہ دیا تھا کہ

میں نهم کے پاس گیا۔ میں اس کے پاس قرانی کی کھربا کو فوج کروئی جیسے کہ میں کیا کرتا تھا، جب میں نے دل کی دہائی سے گفتگو کی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا یہ گونگا مسجود ہے جو غفل نہیں دکھتا، میں نے آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کو اختیار کر لیا ہے اور میں آسمان کے بزرگ اور فضل اللہ کے خدا کے پاس آیا ہوں۔ میں سارا مزنیہ قبیلہ سمان ہو گیا اور خزاعی کے عہد میں وہ ایک ہزار جوان تھے پھر وہ بڑھ گئے اور وہ اسلام کے لیے بڑی طاقت تھے۔

اور خزاہی ایک معزز آدمی تھا جس نے اپنی قوم کے متعلق حسن ظن کیا اور ان سب کی طرف سے اسلام کی بیعت کر لی لیکن — شروع شروع میں — اس نے انہیں اپنے خیال کے مطابق غریب اور حضرت حسان بن ثابت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ شعر کہیں اور ان میں خزاہی کا ذکر کریں اور اس کی بھونڈ کریں، حضرت حسان نے کہا:۔

اے خزاہی کے پاس ملتی بھجی کہ وفاداری، عجب کدھو دیتی ہے اور
نور عثمان بن عمرو کا جتنی آدمی ہے اور عجب بلند سی کا ذکر ہو تو تو کن
سے بلند تر ہے درتو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے
اور آپ عینک آدمی ہیں اور نبی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور مجھے
یہ کہنے پہنچا یا ہے پس جس چیز کی تو حالت نہ رکھے وہ تجھے عاجز
ذکرے اب تجھے دشمنی عاجز نہ کرے۔

خزاہی نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اس شخص کے شاعر نے تمہیں غصہ
دی ہے میں تم سے اللہ کے نام پر پیس کرتا ہوں تو ان سب نے یہ کہتے ہوئے
کہ مجھ جیسے پشت نہیں دیں گے، تم سے قبول اسلام کا جواب دیا اور مسلمان ہو
گئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فتح کے مدد میں مزید کا جھنڈ اس خزاہی کو دیا اور اس مدد میں ایک
بڑا جوان سچے اور مزید وہ دلا جانا ناقابل ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی رغبت کے موجب ہجرین میں رکھا حالانکہ اپنے جنگل میں مقیم تھا آپ
نے انہیں فرمایا:۔ تم جہاں بھی ہو مدد میں ہوں تم اپنے دشمنوں کی طرف رہیں
جاؤ، سو وہ اپنے علاقے کو واپس چلے گئے اور یہ بات مذکور نص کے متن ہے کہ
مزید کا مدد میں جس مدد میں آیا تھا اور یہ واحد وہ ہے جو مسلمانوں سے قبل آیا تھا۔

(۲)

وفد نبی اسد

پھر نبی صلی علیہ وسلم نے بھی اسد بن خزیمہ کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ دس آدمی تھے جو مکہ کے سربراہ جلیل الشان سیارہ مخالبی حضرت حذراف بن الازدود تھے اور ان میں نبی اسد کا سوار علیہم بن خزیمہ بھی شامل تھا جس نے بعد میں نبوت کا دعوئی کیا اور غزوہ فتنہ کے جیوش سے تباہ کن جنگ کی، آپس حضرت خالد بن ولید نے انہیں شکست دی حتیٰ کہ یہ شام کی طرف فرار ہو گیا اور وفد نبی اسد کے تعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ یسعون علیک ان اسلموا لآئیت۔ وہ آپ کو مسلمان ہونے کا اعلان جتاتے ہیں، اس لیے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ — ہم یہاں کی لڑ رہے ہیں کہ اگر دو قحط کے سال میں آپ کے پاس آئیں تو آپ نے ہمارے کوئی طرح نہیں بھیجی۔

یہ حضرات بنی الازدود، الازدود کا نام مالک بن اوس ہے جو بنی اسد بن خزیمہ کے ہیں، آپ مشہور شہسوار اور شجاع تھے اور جب آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ کے ایک ہزار آدمی چڑھ چکے ہوں گے پاس تھے اور حضرت حذراف بن ولید بھی جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے حذراف تو نے اپنے سود سے یہ دعوہ کر نہیں دیا اور حضرت حذراف، حذوف الرودہ میں حضرت خالد بن ولید کے جنگی بورڈ کے دکن تھے، اور حضرت مغیرہؓ نے حضرت خالد بن ولید کے حکم سے قیس کے بیوی پر بوج کے سردار مالک بن نویرہ کو قتل کیا تھا اور حضرت حذراف، جنگ یمامہ میں شامل ہوئے اور اس میں عظیم شہادت کا اظہار کیا اور آپ نے اجماع میں یہی شہادت پائی جو شام میں ہے۔

وفد تمیم (۴)

اسی طرح نجد سے تمیم کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ فرمایا آدمی تھے جن میں ان کے کئی سردار بھی تھے، ان میں عطاء بن حابس، ابن بربقانؓ، بدر اقبیس بن عاصم اور اقرع بن حابس شامل تھے۔

عطاء بن حابس بن دربارہ بن عذریٰ جو بنی دارم سے تھے اور اپنی قوم کے سردار تھے سبوح بن عتبہ بنوت سے، انہیں گمراہ کر دیا اور انھوں نے اس کی پیروی کی پھر توبہ کی اور مشن اسلام سے آراستہ ہوئے۔

سنہ الزمرقان بن بدر بن امرئ القیس تمیمی آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے آپ کو (زمرقان) کہا گیا ہے اور الزمرقان، چاند کو کہتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آپ کی قوم کے صدقات پر عامل مقرر کیا اور حبیب آپ کی قوم کے کچھ لوگوں نے ائمہ ادین کو آپ اسلام پر ثابت قدم رہے اور آپ جاہلیت میں اور اسلام میں عظیم الشان سردار تھے اور حضرت عمرؓ بن الخطابؓ کے زمانے میں آپ بصرہ میں فرادکش ہوئے۔

سنہ قیس بن عاصم بن سنان بن خالد الخثعمی، آپ کے لیے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ وہ ساتھیوں کے سردار ہیں — آپ عاتل بن عیثم تھے اور عیثم بن مشہور تھے، حضرت احنف بن قیس سے وہ یافت کیا گیا آپ نے عیثم کس سے یکجا ہے؟ آپ نے فرمایا قیس بن عاصم سے، میں نے آپ کو ایک روز اپنے گھر کے صحن میں اپنی تلوار کے پرستے سے ٹکڑا کر سے (باقی مضمین صفحہ چوتھے پر)

(بقیہ حاشیہ منوعہ شدہ)

بیٹھے دیکھ آپ اپنی قوم کے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے اور اچانک ایک شخص کی مشکیں
 بندھی ہوئی ٹھیں لہ ریگیا اور دوسرے متذنب تھا اور کہا تھا کہ آپ کا بھتیجا ہے جس نے
 آپ کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اور وہی کہ بیان ہے خدا کی قسم میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں
 اور اپنا کھانا اور خراجی گھنگھو بندن اور جب آپ اپنی گفتگو ختم کر چکے تو اپنے بھتیجے کی نظر
 متوجہ ہوئے اور فرمایا اسے میرے بھتیجے تو نے بہت بڑا کیا ہے تو اپنے رب کا گندہ کار ہے
 اور تو نے اپنے رشتہ کو قطع کیا ہے اور اپنے غم کو قتل کیا ہے اور تو نے اپنے تیر
 سے خود کو تیرا بنا ہے اور اپنی قوم کو کم کیا ہے پھر آپ نے اپنے دوسرے بیٹے سے
 کہا اسے میرے بیٹے اپنے غم زد کئے ہو جا اور اس کی مشکیں کھول دے اور اپنی اس کے
 پاس ایک سواونٹ اس کے بیٹے کی ریت لے جا بلاشبہ وہ مسافر ہے اور حضرت
 قیس نے جا بیت میں مشرب کو اپنے اوپر حواصہ کیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ آپ نے
 نشے کی حالت میں اپنی بیٹی کے پیٹ کی سلوٹ کو ہاتھ سے ٹولا اور اس کے والدین کو
 گالیاں دیں اور آپ نے مشرب کی مذمت میں شعاع کہے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے
 بلاشبہ شرب مشرب تو نشوں کو دھوا کرتی ہے اور ان سے امر عظیم
 کا ارتکاب کرتی ہے۔

حضرت قیس اسلام لائے اور خن اسلام سے آراستہ ہوئے اور حضرت جن ابقر
 نے بیان کیا ہے جب حضرت قیس کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں
 کو بلایا اور انہیں وصیت کی کہ اسے میرے بیٹے میری بات یاد رکھو کوئی شخص مجھ
 سے بڑھ کر تمہارا خیر خواہ نہیں ہے میں جب مر جاؤں تو اپنے بیٹوں کو مسخر بنانا
 اور اپنے چھوٹوں کو مسوار بنانا لوگ تمہارے بیٹوں کو بے وقوف کہیں گے
 اور ان کے سامنے سچ بوجھ ڈالے تم پر ماں کی صلاح لازم ہے وہ تمہارا انسان کو
 پیدا کرنے والا ہے اور وہ اس کے درپے کیے سے مستحق ہو جاتا ہے اور
 لوگوں سے سوال کرنے سے بچنا۔ یہ انسان کی آخری کمائی ہے اور مجھ پر واجب

اور بنی قیس کے اس وفد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

ان الذین ینادونک اکثرھم لا یفعمون^۱

(ترجمہ) بلاشبہ جو لوگ آپ کو حجرات کے پیکھے سے آواز میں دیتے ہیں ان کی اکثریت عقل سے کام نہیں لیتی۔

اس لیے کہ انھوں نے (اور وہ مسجد میں تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی اسے محمد و صلی اللہ علیہ وسلم، ہمارے پاس آؤ اور انھوں نے اپنی آواز دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ آیت دی آپ کو اذیت دی، آپ ان کے پاس آئے اور ان کا واقعہ اور مسجد میں ان کے شعر اور خطبات کی منافرت کا اظہار طوفانی ہے اسے سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد اور البیہقیہ و التہذیب میں واضح کیے گئے ہیں اور ان کا خطیب عطاء بن حجاب تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت ثابت بن قیس بن الشماس نے اسے جواب دیا اور ان کا شاعر الزہری قال

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) عرب میں بکھڑی نہ کرنا ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق آپ نے فوج گری سے منع فرمایا ہے، حضرت قیس بن الشماس صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرتے، لوگوں میں سے ہیں اور آپ سے حسن اور اخلاف، وہ آپ کے بیٹے حکیم نے روایت کی ہے، آپ ۳۲ برس بچوں کو چھڑ کر فوت ہوئے۔
در حاشیہ صفحہ ہذا، شہ حجرات آیت ۴

۱۔ ابن ہشام بن قیس بن الشماس بن زبیر بن کعب خزرجی انصاری آپ کا پہلا عربی معرکہ، معرکہ اُحد ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بشارت دی تھی کہ آپ (ابن ہشام) میں سے ہیں (و بعد الخ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ کہہ کر کہ میری زندگی میں آپ سے نہیں ملے گی، اس میں بڑی شجاعت کا اظہار کیا اور جب شروع شروع میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی تو آپ نے بہادری کی طرح جنگ کی اور جنگ یدامہ میں شہادت پائی، انہی بن ابی کعبہ (باقی صفحہ پر مستند ہے)

بن بدر تھا، آتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت حسان بن ثابت نے جواب دیا اور تعیم قبیلے نے اعتراف کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطیب ان کے خطیب سے بڑا خطیب ہے اور آپ کا شاعر ان کے شاعر سے بڑا شاعر ہے۔ درجیئے سیرت ابن ہشام ج ۲ قسط ۴۲۳

(۴)

وقد عیس

اسی طرح نجد سے بنی عیس کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ نو آدمی تھے جن میں پیسروں، مسروق اور پیشروں امارت بھی تھے ان کے لئے اسلام قبول کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ کیا۔ ایک آدمی ملائش کہ دو جو تمہیں دس کر دے میں تمہارے لیے جھنڈا باندھوں گا پس حضرت طلحہ بن عبید اللہ کہئے ادا ہے ان کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کا شعار یا عشرہ مقرر کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بیان ہے کہ جب یہ امر کے روز لوگ منتشر ہو گئے تو میں نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس سے کہا اسے چما کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں اور میں نے آپ کو خوشبو لگا دیا آپ نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح جنگ نہیں کرتے تھے تم نے اپنے ہم مقابلوں کو بڑی عادت ڈال دی ہے اور اپنے آپ کو بھی بڑی عادت ڈال دی ہے اسے اللہ میں تیرے حضور اس بات سے غم نہ رہا کہ تمہیں جو یہ کفار مرتدین میں نائے ہیں اور اس بات سے بھی غم نہ رہا کہ تمہیں جو یہ مسلمان کہہ رہے ہیں پھر آپ نے جنگ کی حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

اور ان کے اسودہ قبول کرنے کے بعد ان میں سے تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے قادی ہمارے پاس آئے ہیں اور انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ جس کی ہجرت نہیں اس کو اسلام بھی کوئی نہیں اور ہمارے پاس اموان اور مولیشی ہیں اور وہی ہماری مدد میں کافرانہ ہیں اگر اس شخص کا کوئی اسلام نہیں جس کی ہجرت نہیں تو ہم انہیں فروخت کر دیتے ہیں اور ہجرت کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہمارے بھی ہوا اللہ کا تقویٰ اختیار کرو وہ تمہارے اعمال میں ہرگز کوئی کمی نہیں کرے گا خواہ تم بعد اور جانان میں ہو اور آپ نے ان سے ان کے نما سفر، خاتون سنان عیسیٰ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا اس کی کوئی اولاد نہیں ہے آپ نے فرمایا نبی کو اس کی قوم نے مٹانے کر دیا ہے پھر آپ اپنے اصحاب سے غمری سنان کی باتیں بیان کر لے گئے (طیقات ابن سعد جلد ۱ ص ۱۱۱)

(۵)

وفد فزارہ

فزارہ اقبالی خلفان کا سب سے بڑا قبیلہ ہے اور اس کا سرور عینیہ بن عیینہ تھا جس کا لقب الحق معاذ تھا، فزارہ کا وفد مسلمانوں میں مدینہ آیا، ابن سعد کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آئے اور یہ لوگ اس کا وفد آپ کے پاس فزارہ کے چودہ پندرہ آدمیوں کا وفد آیا، ان میں غار جریح بن اور الطریح بن قیس بھی تھے، ان سب سے چھوٹے تھے اور وہ کمزور سواروں پر سوار تھے وہ اسودہ کا اقرار کرتے ہوئے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے عدوتے کے متعلق دریافت فرمایا تو ان میں سے ایک نے کہ یہ رسول اللہ ہمارا اعلان غلط ہے، یہ ہے اور ہمارے مولیٰ رک ہو گئے ہیں اور ہمارا

ہمقام خشک ہے اور ہمارے عیال تباہ ہو گئے ہیں، اپنے رب سے ہمارے لیے
 دُعا کیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر فرمایا: — اے اللہ اپنے
 ملک اور اپنے بھائیوں کو سیراب کر دے اور اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنے مُردہ
 ملک کو زندہ کر دے اے اللہ ہمیں ہمہ گیر شرف دے دانی، موسیٰ ہمارے والی، اُحماک
 بیٹے وال، وسعت والی، جلدی کرتے والی، دیر نہ کرنے والی، الفح و بیٹے والی
 نقعنان نہ بیٹے والی بارش سے سیراب کر، اے اللہ ہمیں رحمت کی بارش
 سے سیراب کر، اُحزاب کی بارش سے سیراب نہ کر اور نہ کرنے والی، غرق کرنے
 والی اور تباہ کرنے والی بارش سے سیراب کر، اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب
 کر، اور دشمن پر فتح دے پس بارش ہوئی اور لوگوں نے چھ دن تک آسمان
 کو نہ دیکھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور فرمایا: اے اللہ
 ہمارے ارد گرد بارش ہو جم پر نہ جو ٹیلوں، پتھروں اور دیوں کے نشیب اور
 درختوں کے ٹٹکنے کی جگہوں پر ہو، اور اوی کا بیان ہے کہ بادل مدینہ سے کپڑے
 کی طرح پھٹے گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۹۹)

(۴۶)

وفد بنی مرہ

مرہ کا نام متعدد قحطانی اور عدنانی قبائل پر بولا جاتا ہے، معلوم ہوتا ہے
 کہ یہ وفد اس مرہ سے تھا جو عدنانی غطفان کا عظیم بطن ہے اور اس کی دلیل
 یہ ہے کہ ان کا سردار الحارث بن عوف تھا جو ان جیو کشی و اعزاز کے ایک بار
 کا کنڈر تھا جنہوں نے یہود کے ساتھ اتفاق کر کے مدینہ کا محاصرہ کیا تھا۔
 بنو مرہ کا وفد تبوک سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
 اور وہ تیرہ آدمی تھے ان کا سردار الحارث بن عوف تھا، رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم الحارث بن عوف بن ابی جاد بن مرہ قحطانی ثم قریبان آپ (باقی صفحہ پر)

علیہ وسلم نے انہیں چاندی کے دس اونیوں کی اجازت دی اور الخالد بن عمرو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ان کا علاقہ خشک ہو گیا ہے اور آپ سے شفا کی درخواست کی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — اے اللہ! انہیں بارش سے سیراب کر! پس وہ اپنے علاقے کی طرف واپس آ گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہی دن اس میں بارش ہوئی ہے جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی۔

(۷) وقف تعلیم

بنو ثعلبہ کا نام متعدد قحطانی اور حدنانی قبائل پر بولا جاتا ہے جن کی تعداد بیس قبیلوں تک پہنچتی ہے، یہ لوگ اپنے اسلام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور میرے سامنے جو مصداق ہیں ان میں یہ تعلیم نہیں کیا گیا کہ وہ کس قبیلے سے تھے، قحطانی تھے یا حدنانی، سفیری تھے یا قیس، اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

جامعیت کے مشاہیر میں سے ایک تھے اور جنگ داحس اور انصاریہ میں مشہور کارنامے کرنے والے ہیں، جب آپ نے صلح کی کوشش کی اور اپنے مال سے دیات برداشت کیں تو شعراء نے آپ کے کارنامے پر آپ کی تعریف کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بی مرتبہ کا امیر مقرر کیا آپ عاتل اور داکا تھے آپ نے جنگ خیبر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، غطفان نے ساتھ شامل ہو کر یہود کی مدد کرنے سے انکار کر دیا اور کہا بلاشبہ محمد رسول اللہ علیہ السلام ہے۔

جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے وہ ابن سعد نے اپنے طبعیات کی جان کے مشابہہ پر بیان کیا ہے کہ جبہ شہد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم الجعرانہ سے آئے تو شعبہ کے چار آدمی آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم اپنی قوم کے پیچھے رہنے والے لوگوں کے پیچھے ہیں اور ہم اور وہ اسلام سے ہندھے ہوئے ہیں تو آپ نے ان کی ضیافت کرتے کا حکم دیا اور وہ کئی دن ٹھہرے رہے پھر وہ آپ کو اوداع کہنے آئے تو آپ نے حضرت بلال سے فرمایا کہ ان کو دفن کی طرح معینہ و پس آپ چاندی کا ایک ٹکڑا لٹکے اور ہر شخص کو پانچ روپے دیے اور فرمایا ہم سے پاس وراجم نہیں میں اور وہ اپنے سلاتے کوہ اپس پیچھے گئے۔

(۸)

وفد محارب

محارب کا نام سات قبائل پر بولا جاتا ہے جو سب کے سب عدنانی ہیں لیکن یہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے یہ قبیلہ عدنان کے بنو سہل تھے جو عدنانی ہے۔ اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی سختی کر کے دے گئے تھے اور ان کا وفد عذرا بن عبد اللہ کی سربراہی میں تھا جس نے حجۃ الوداع میں مدینہ آئے اور مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے ہم اپنے سے پیچھے رہنے والے لوگوں کے نمائندہ ہیں۔

اور وفد میں ان کا ایک آدمی تھا جسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا اس آدمی نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے زندہ رکھا حتیٰ کہ میں نے آپ کی تعظیم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ یہ اللہ کے رشتہ میں ہے اور آپ نے ان میں سے ایک آدمی کے چہرے پر ہاتھ پھیرا جس کا نام خزیمہ بن سہل تھا اور وہ سفید روشہ ہو گیا اور آپ نے انہیں

وفد کی طرف سے پہلے دیئے اور وہ اپنے اہل کی طرف واپس چلے گئے۔

(۹)

وفد سعد بن بکر

یہ لوگ جو اذن کے بطن میں سے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رُود صحر بنایا اور ان کا وفد جب شہر مدینہ آیا اور ابن ابی بنی نے مسجد میں بیٹھ کر ان سے ایک ہی آدمی کا تھا جس کا نام صفوان بن ثعلبہ تھا ابن اسحق۔ اسے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں جو سعد بن بکر سے صفوان بن ثعلبہ کو ایچی بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا وہ آپ کے پاس آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو بٹھایا پھر اسے سجدہ کے دوران سے پرانا ہاتھ لگا دیا وہ مضبوط آدمی تھا اور وہ چوٹیوں والا تھا اور مشہورہ وفد میں اسی کا ذکر ہے اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جو آپ کا اور آپ سے پہلے لوگوں کا اور جو آپ کے بعد ہونے والے ہیں ان کا معبود ہے کیا اللہ سے آپ کو سہارا دی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا ہے شک، اس نے کہا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جو آپ کا اور آپ سے پہلے لوگوں کا اور جو آپ کے بعد ہونے والے ہیں، ان کا معبود ہے کیا اللہ سے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم صرف اس کی عبادت کریں اور کہیں اس کا شریک نہ بنائیں اور ہمارے نبی کو چھوڑ دیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہے شک، پھر وہ قرآن اسام کا ایک ایک کر کے ذکر کرتے لگا، غار، نوح، ابراہیم، اسمعیل، حج اور اسلم حج تو انہیں کا، وہ ہر قرینہ پر آپ کو واسطہ دیتا جیسا کہ اس سے پہلے قرینہ پر دیا تھا حتیٰ کہ وہ غار رخ ہو گیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہے۔

اور میں ابن زبائن کو ادا کروں گا اور جن باتوں سے آپ نے منع کیا ہے ان سے اجتناب کروں گا اور میں کسی بیٹی نہیں کروں گا پھر وہ واپس چلا گیا ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جانے پر فرمایا اگر اس دو چوٹیوں والے نے سچ کہا ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

پھر صغامہ بنتی قرم کے پاس گیا اور وہ اس شکمے پاس اکٹھے ہو گئے اور سب سے پہلی بات اس نے یہ کی کہ لاف و عزلی بہت بڑے ہیں انہوں نے کہا اے صغامہ نہیں کر ، پھنہری ، جذام اور جنوں سے بچ ، اس نے کہا تم ہلاک ہو چلو خدا کی قسم یہ دونوں نہ نفع دے سکتے ہیں نقصان ، اور اللہ تعالیٰ نے ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر کتاب نازل کی ہے اور جن باتوں میں تم مبتلا ہو ان سے وہ تم کو نجات دیتی ہے اور جن جس بات کا تم کو حکم دیتا ہوں اور جس سے منع کرتا ہوں وہ میں ان کے مال سے تمہارے پاس لایا ہوں اور ادوی کا بیان ہے اور قسم بخدا کہ ابھی اس دن کی شام نہیں ہوئی تھی کہ اس کے قبیلے میں جو مرد اور عورت تھی وہ مسلمان ہو گئے اور انھوں نے مساجد تعمیر کیں اور نمازوں کے لیے اذانیں دیں حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ ہم نے صغامہ سے وفضل بن علی کے متعلق کچھ نہیں سنا اور اسد الخاقہ جلد ۱۰ ص ۳۳۳ اور طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۹۹

(۱۰)

وقد کلاب

کلاب کا نام متعدد عدنانی قبائل پر بولا جاتا ہے اور یہ لوگ کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے بیٹے ہیں جو ہوازن سے تھا ان کا وفد سجدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور یہ تیرہ آدمی تھے جن میں حضرت عبید بن ربیعہ تھا۔
 ابن عبید بن ربیعہ بن عامر بن الکلب بن جشمون کلاب ، آپ فاضل شعر اور میں سے تھے

(تقریر عاشید مصنفہ گذشتہ)

اور اسلام اور جاہلیت میں بلند رتبہ تھے اور آپ کے اشعار سے حکمت چمکتی تھی اور آپ کے بحث سے اشعار منہرپ الشکر ہیں ان میں سے آپ کا ایک شعر یہ ہے کہ
شریف آدمی اپنے نفس کی بات نہ دلاست نہیں کرتا اور آدمی کو اس کا ایک
ساختی ٹھیک کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، سب سے بڑی بات جو کسی نے شاعر نے کہی ہے یہ ہے (آگاہ رہو
اللہ کے سوا اہر حیز یا اعلیٰ ہے) اور یہ لبید کا پہلا مصرعہ ہے جس میں وہ کہتا ہے
(لا کل شیء ما خلا اللہ باطل)۔ وکل نعیم لا محالۃ زائل) اور جب لبید سلمان جو
تھے تو آپ نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے موت نہیں دی حتیٰ کہ اس نے
مجھے اسلام کا لباس زیب تن کرا دیا) اور لبید کے مشعور اشعار میں سے یہ اشعار
بھی ہیں :

ہر آدمی عنقریب بیدار ہوگا اپنی کوششوں کو معلوم کرے گا جب خدا کے
ہاں محاذ نظر ہو جو جائیں گے۔

اور اکثر مودعین کا خیال ہے کہ حضرت لبید نے مسلمان ہونے کے بعد سوائے
ایک شعر کے اور کوئی شعر نہیں کہا اور وہ شعر یہ ہے :
الحمد لله الذی اخرجنی اھلی - حتی کسائی من الاسلام سربالا
حضرت عمروؓ الخطاب نے --- جب آپ غلیفہ تھے --- حضرت لبید کے کہا
مجھے اپنے کچھ اشعار سنناؤ، آپ نے جواب دیا :

اللہ تعالیٰ نے مجھے بقرہ اور آل عمران سکھا دی ہے اس کے بعد میں شعر کہتا
نہیں، سو حضرت عمرؓ نے آپ کے عہد میں پانچ سو کا اضافہ کر دیا اور وہ دو ہزار
تھیں، حضرت لبید ایک سو چالیس سال زندہ رہے اور حضرت عثمانؓ کی خلافت میں
لبید بن عقبہ کی امارت میں کوثر میں وفات پائی۔

اور جبار بن سلی بھی شامل تھے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپ کو سلام اسلام کہا اور کہنے لگے کہ اسحاق بن سفيان کے ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور آپ کی وہ سنت لے کر آئے جس کا آپ نے انہیں حکم دیا ہے اور انہوں نے ہمیں دعوت الی اللہ کی، پس ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو قبول کر لیا اور انہوں نے ہمارے اغنیاء سے صدقہ لیا اور اسے ہمارے فقر کو دلوں میں پس کر دیا۔

سید جبار بن سلی بن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ ایہ ان لوگوں میں شامل تھے جو عامر بن عبید کے ساتھ مدینہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے چہرہ مسلمان ہو گئے، آپ ہی نے حضرت عامر بن فہیرہ کو جریمہ کے جرم میں قتل کیا تھا آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس بات نے مجھے دعوت اسلام دی وہ یہ ہے کہ میں نے ان میں سے ایک شخص کو نیزہ دیا اور میں نے اسے کہتے سنا، قسم بخدا میں کامیاب ہو گیا ہوں، میں سنبھلے دل میں کہا یہ کامیاب نہیں ہو، کیا میں نے اسے قتل نہیں کیا ہے؟ حتیٰ کہ اس کے بعد میں نے اس کے اس قول کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ اس کا مطلب شہادت پاتا ہے، میں نے کہا اللہ کی قسم وہ کامیاب ہو گیا ہے۔

سید اسحاق بن سفيان بن عوف العامری العوفی، آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کو آپ کی قوم اسلام پر ابھر کر لیا اور آپ دایرہ باروں میں سے تھے اور ایک سو گھڑ سوار کے مقابل شمار ہوتے تھے۔ آپ سے حضرت سعید بن العقیق اور حضرت حسن بصری نے حدیث کی روایت کی ہے۔

(۱۱)

وفد بنی عامر بن صعصعہ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کا واقعہ

نوافس کا بیان ہے کہ بنی عامر بن صعصعہ — جو جو الان میں رہتے ہیں — کا وفد حضرت میں کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس میں عامر بن صعصعہ، اور بن قیس بن جزد اور جبار بن سلمیٰ بھی شامل تھے اور یہ قوم کے شیوخین اور ان کے مشائخ تھے۔

اور عامر بن صعصعہ حبشہ، شجرہ تھا، اور اس کا خیال تھا کہ وہ اس امت کے زیادہ لائق ہے کہ عرب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس کی پیروی کریں اور اس کی قوم کے لوگوں نے اسے کہا اسے عامر، لوگ مسلمان ہو گئے ہیں تو بھی مسلمان ہو جا، اس نے کہا خدا کی قسم میں نے قسم کھائی ہے کہ میں مذکور کوں حلقہ کہ عرب میری اولاد کی پیروی کریں، کیا میں قریش کے اس جوان کی پیروی کروں؟

اور اس نے اہل بدر بن قیس کی مشاکست سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس نے اسے کہا، جب ہم اس شخص کے پاس جائیں گے تو میں اس کے چہرے کو چھید دوں گا اور جب میں یہ کام کروں تو اس پر تیرا کا والد گردینا، سو ادرہ سے اس قریب کا داراء سازش مجھ سے اتفاق کیا، مگر اللہ تعالیٰ نے اس سازش کو ناکام کر دیا، وفد بنی عامر نے بیان کیا ہے کہ عامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاملہ کیا کہ آپ مجھ سے عثمانی میں ملاقات کریں، آپ

نے جواب دیا نہیں حتیٰ کہ تو خدا سے واحد و لا شریک پر ایمان سے آگئے اور مجرم عامر، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر کے لٹکا اور آپ کو مشغول کرنے لگا اور اپنے ساتھی اربد کا انتظار کرتے لٹکا کہ وہ آپ کو قتل کرے مگر وہ عہدہ ایسا مذکور مسکایں عامر مالوس ہو گیا پھر وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے نکل گیا اور اس نے اپنے شریک مجرم اربد کو قلامت کرتے ہوئے کہا :
 تو بلا تک ہو جائے میں نے تجھے جس بات کا حکم دیا تھا تو اس سے کمان بچھا،
 خدا کی قسم روئے زمین پر تجھ سے بڑھ کر میں اپنے نفس کے بارے میں کسی سے
 خوفزدہ نہ تھا اور قسم بخدا آج کے بعد میں تجھ سے کبھی خوفزدہ نہ ہوں گا،
 اربد نے کہا تیرا باپ نہ رہے مجھ پر سبقت نہ کر، خدا کی قسم تو نے مجھے آپ
 کے حلق جو حکم دیا تھا میں نے جب بھی اس کا ارادہ کیا تو تو مجھ سے اور اس
 شخص کے درمیان حاکمی ہو گیا حتیٰ کہ میں نے تیرے سوا کسی کو نہ دیکھا کیا میں
 تجھے تلوار مار دیتا؟

ردایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ مجھے علم برین
 انطویل سے کفایت کر اور عامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکی دی تھی
 کہ قسم بخدا کہ میں آپ کے خلافت زمین کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا پس
 عامر اور اس کا وفد اپنے علاقے کی طرف، ایسی کے لیے روانہ ہوا اور ابھی وہ راستے
 ہی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر کی گردن میں ظاہر کی بیماری پیدا کر دی اور
 اثر نے اسے بنی سؤر کی ایک عورت کے پاں مار دیا اب رہ گیا اس کا ڈر سہل
 مجرم ساتھی اربد، تو اس پر اللہ نے بجلی کو مسلط کر دیا اور اس نے اسے جودیا اور
 جیشوں میں سے واحد شخص جسے اللہ نے نجات دی اور اسلام کی طرف اس کی
 راہنمائی کی وہ جبار بن سکی تھا۔

(عامر بن انطویل کا طویل واقعہ سیرت ابن ہشام جلد ۳ ص ۱۹۱ اور طبقات

ابن سعد جلد ۱ ص ۳۳ پر دیکھیے)

وقد عبد القیس

عبد القیس، ربیعہ ثانیہ کا غنیمہ بنی میں (وہ جیسے بحر قبا لی العرب) ان کے موطن
 تھا۔ میں تھے پھر بالآخر یہ بحرین میں ٹپک گئے، ان کا وفد جازرہ بن عمرو کی سربراہی میں
 سلمہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ نصرانی تھا آپ نے اس
 پر اسلام پیش کیا اور اس کی طرف اس سے دعوت دی تو اس نے کہا اسے محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم، میں ایک دین پر قائم ہوں اور اپنے دین کو آپ کے دین کے لیے چھوڑا
 ہوں کیا آپ مجھے میرے دین کی ضمانت دیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا: ہاں میں ضمانت ہوں کہ اللہ نے اس ذہن کی طرف راہنمائی کی ہے جو اس
 سے بہتر ہے، مگر خیمین کا بیان ہے کہ وہ عداوت کے ساتھ مسلمان ہو گئے اور روایت
 ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد عبد القیس کو یہ کہنے جو سنے خوش آمد
 کہا کہ ان لوگوں کو خوش آمدید ہو جو شرمندہ اور ذلیل نہیں، وفد کے لوگوں نے
 کہا یا رسول اللہ ہمارے اور مشرکین مفسد کے درمیان عداوت ہے اور ہم حرمت
 و اسے عبیدتوں میں آپ کے پاس آ سکتے ہیں ہمیں منع آدین کے متعلق بتائیے
 کہ اگر ہم اس کو جان لیں تو ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے
 ہیں، تمہیں بھی اس کی وعادت دیں۔

سنة ۱۰ ہجری ۱۰ اور بعض نے بی اسلی بیان کیا ہے، آپ کو جلازہ کا نام اس لیے دیا گیا
 ہے کہ آپ نے جاہلیت میں بحرین وائل پر فدا ہو گئی کی، وہاں کو نقصان پہنچایا اور انہیں پرہیز
 کر دیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے والوں میں سے ہیں،
 صحابہ میں سے آپ سے حضرت عبد اللہ بن عمر ابن العاص نے روایت کی جسنو ابوبکر
 میں سے ابو مسلم الجذعی، مطرف بن عبد اللہ بن الحنفیہ اور حضرت ابن مسعود وغیرہ سے
 روایت کی ہے، حضرت جبار و سہ سرزمین ایران میں سرکشتہ وفد میں حضرت المنان بن
 مقرر مزیل کے ساتھ شہادت پائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: -- میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں۔

اللہ پر ایمان لانا، کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ گو وہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور خدا کا شکر کرنا اور کوفہ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور یہ کہ تم غنیمت سے غمس دو، اور چار باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں۔ (الموطا) الفقیر، الطہر اور المیزان کی تفسیر سے۔

نوٹ: (۱) صبر و جہد، ایسا داکر و کو کہتے ہیں اور فقیر یہ ہے کہ کچھ دے دینا کہ جو جس سوداغ کو کہے مشرب حیا کرنا، در حقیقت، بھلے کو کہتے ہیں اور عزت و ایسے برتن کو کہتے ہیں جس پر مال لگائی گئی ہو اجالیت میں لوگ ان چیزوں میں شراب تیار کرتے تھے آپ نے ان سب باتوں سے منع فرمایا ہے۔

اور جب عرب امرتہ ہو گئے تو جرہ عبد القیس ثابت قدم رہے اور یہ سخاوتوں کی طرح تھے (وفد عبد القیس کے حالات کی مزید تفصیل سیرت ابن ہشام جلد ۳ ص ۲۲۱، ۲۲۲ اور طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۲۱) پر دیکھیے۔

(۱۳)

وفد رؤس

رؤس، عامریں صحیحہ کا بطن ہیں جو ہوازن سے ہیں: وہاں کا ایک آدمی جسے عمرو بن العاص بن حنیس کہا جاتا ہے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا پھر اس نے اپنی قوم کے پاس آکر انہیں دعوت اسلام دی تو انہوں نے کہا جب ہم بنی قریظہ بن کعب (یہ بھی صحیحہ کا ایک بطن ہیں) کو اسی وفد نقصان پہنچا دیں جتنا انہوں نے ہمیں پہنچایا ہے تو پھر مسلمان ہو جائیں گے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ وہاں سے جنگ کی جستجو میں نکلے اور عمرو بن العاص کو

بھی ان کے ساتھ تھا اور فریقین کے درمیان جنگ ہوئی اور عمر بنی مالک نے جو مسلمان ہو چکا تھا، اپنی عقل کے ایک شخص کو قتل کر دیا، عمرو کا بیان ہے کہ میں ندم ہوا اور میں نے کہا میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے حالانکہ میں نے اسلام قبول کیا ہے اور معتز بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے پس میں نے اپنا ناتھ اپنی گردن کے طوق سے باندھ دیا ہے پھر میں حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے ارادہ سے روانہ ہوا اور آپ کو اس امر کا اظہار مل چکا تھی آپ نے فرمایا اگر وہ میرے پاس آیا تو میں اس کے ناتھ کے اس حصے پر جو طوق سے آویزاں ہے ضرب لگاؤں گا وادی کا بیان ہے میں نے اپنے ناتھ کو کھول دیا پھر آپ کے پاس آیا اور آپ کو سلام عرض کیا تو آپ نے مجھ سے اعراض کیا، میں آپ کے سامنے سے ہو کر آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ بلا شک و شبہ خود فتوہ دی جا رہا ہے اور رضی ہو جاتا ہے آپ بھی مجھ سے راضی ہو جائیں اللہ آپ سے راضی ہو گا آپ نے فرمایا میں تجھ سے راضی ہو گیا ہوں۔

(۱۴)

وفد عقیل بن کعب

بنو عقیل بنی ہوازن کا بعض ہیں جو بنی عامر بن صعصعہ کے ہیں، ان میں سے تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے بیعت کی اور اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کے ان لوگوں کی طرف سے بھی جو ان کے پیچھے تھے، آپ کی بیعت کی اور سوائی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عقیق عطا فرمایا، عقیق بنی عقیل یہ ایک زمین ہے جس میں چشمے اور کھجوروں کے درخت ہیں اور ان کے لیے شرب چمڑے میں اس کی دستاویز لکھی جس میں لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر مسکرائے اور انہیں کو دعا کیا، جب
انکے وہ نماز قائلہ کریں، کہ توبہ کریں اور کبھی اطمینان کریں آپ نے انہیں
کسی صفت کا حق نہیں دیا۔
اور یہ دستاویز معرفت کے ہاتھ میں تھی۔

(۱۵)

وفد جمعہ

جمعہ یا الجعدہ ایہ نام متعدد خطائی اور عداوتی قبائل پر لڑا جاتا ہے اور
الجعدہ، قفقاز کے لوگوں کا قبیلہ ہے اور وہ اسی حضرت موسیٰ میں رہتے ہیں اسی طرح الجعدہ
ایک قبیلہ ہے جو عداوت کے مغرب میں رہتا ہے اور ان کے علاقے پہاڑی ہیں
اور یہ لوگ حدیث کا فائدہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو میں انہیں دعا کی کہ ان کے لیے دستاویز کھی
جوان کے پاس ہے۔

(۱۶)

وفد قشیر

قشیر، ہوازن کا قبیلہ ہے اور وہ قشیری کہلاتے ہیں۔ یہ عربی عامر میں معدود ہیں

لے قلیج، قلیج الاطلاق ہے، امر صمد، علاج میں بیان ہوا ہے کہ یہ العارض اور
معدنہ الشمس کے درمیان انجائزہ سکے چکے ہیں جس میں العارض کی دادوں گرتی
ہیں اور وہ ان کے جوروں کے درخت، کھیتیں اور دھان پھینکتے ہیں۔

طہذات ہیں سعد میں بیان ہوا ہے کہ قیشر کا ایک گروہ جس میں قرۃ بن حبیرہ بھی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ سب مسلمان ہو گئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرۃ بن حبیرہ کو درجران کا ایک سردار تھا، عظیم دریا اور اسے چادر پہنائی اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے مفادات کا متصرف ہو اور قرۃ نے واپس پرکھا۔

جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اترے تو آپ نے یہ چیزیں انہیں دیں اور انہیں مذمت ہونے والی بخشش پر قدرت دی اور وہ بہتر باطلعہ بن گئے حالانکہ وہ خود اس سے تھے اور انہوں نے اپنی ضرورت بات محمد رسول اللہ علیہ وسلم سے پوری کیں ان کا سردار ایک ایسا جرآن ہے کہ اس کے کجاوے کے پیچھے مذمت نہیں بیٹھ سکتی اور وہ عاجز مزدک کے محلے کو چھوڑنے والا ہے۔

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع میں تھے تو آپ نے قرۃ کی طرف دیکھا جو ایک چھوٹی سی اونٹنی پر سوار تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا، جب تو میرے پاس آیا تھا (یعنی جس روز وہ آپ کے پاس وفد میں آیا تھا) تو تو نے کیسے اشعار کہے تھے، ان کا بیان ہے میں نے کہا یا رسول اللہ اللہ کے سوا اہمارے پاس دیاب اور رات یعنی نیت اور مورخیاں وغیرہ تھیں ہم دن کو پکارتے اور وہ ہمیں جواب نہ دیتے ہم ان سے نہ ملے، اور وہ ہمیں نہ دیتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تو ہم آپ کے پاس آگئے اور انہیں چھوڑ دیا اور آپ کو پسند کر لیا اور جب اس نے پشت پھیری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عقل دی گئی وہ کامیاب ہو گیا۔

اور انہیں میں حروب الرقة میں حضرت خالد بن ولید کی افواج کے انھوں نے گرفتار ہو گئے اور ان پر اجماع تھا کہ انہوں نے زکوٰۃ کو رد کیا ہے اور حضرت خالد

اور علیہ جو فریاد کی جنگ کے دوران ہوا ان مسلمانوں کی ناک میں تھے اور انہوں نے علیہ کے ساتھ اشتراک نہ کیا۔ مگر حضرت فلیقہ اول نے فرقہ کو آلا کر دیا اور اُسے موافق کر دیا۔

(۱۷)

وفد بنی البکاء

یہ البکاء بھی بنی عامر بن صعصعہ ہوا انہی سے ہیں ان میں سے تین آدمی شہید ہیں رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جن میں معاویہ بن نوفل بن عبد مناف البکاء بھی تھا اور اس وقت اس کی طرح سوساں تھی پس یہ سب مسلمان ہو گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مہمان نوازی کی اور عطیات دیے اور اس معاویہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں کستوری سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ اور میں عمر بن سعید ہو گیا ہوں اور میرا یہ بیٹا مجھ سے حسن سلوک کرتا ہے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرے سورسوں کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن معاویہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ وہ اس سے سفید ہو گیا اور اس دوران کے لیے برکت کی دعا کی: اے اللہ! عید اللہ بن عمر البکاء نے بیان کیا

اللہ! خدا ہمیں بیان ہوا ہے کہ وہ عید اللہ بن عامر بن انس ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی قوم کے اسلام کی خبر لے کر آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مصافحہ کیا اور انہیں مسلم بنا دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسے داغ ہے اور خوب جمع ہوئی تو صبح کو بنو عامر اس کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بنی عامر کے لیے بھلائی کے سوا ہر چیز سے انکار کیا ہے۔

مکہ میں اوقات خشک سال بنی البکا کو تکلیف دیتی ہے اور آپ انہیں تکلیف نہیں دیتے۔

اور مدینہ میں ایک شخص شامی تھا جسے البقیع بن عبد اللہ کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک تحریر لکھی:

محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے البقیع کے لیے اور اس کے لیے جو اس کی پیروی کرے اور مسلمان ہو اور عادی تم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ اور اس کے رسول کو دے اور غنائم سے: اللہ کا خمس دے اور نبی اور اس کے اصحاب کی مدد کرے میں اس کے اسلام کی گواہی دیتا ہوں اور مشرکین سے الگ ہو جائے وہ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امان پر یقین کرنے والا ہے۔

اور چشمہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن محمد کا نام عبد الرحمن رکھا اور اسے اس کا — ذوالنصرہ — پانی کھچ دیا جس پر وہ سلطان ہوا تھا اور عبد الرحمن اصحاب اللہ: یعنی اصحاب صفہ میں سے تھا۔

(۱۸)

وفد بنی عبد بن عدی

مجھے معلوم ہیں ان لوگوں کے حالات نہیں ملے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکہ میں سے ہیں جو حرم کے چڑوسی ہیں ابی سہل نے بیان کیا ہے کہ بنی عبد بن عدی کا والد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، ان میں احد شویٰ انصاری وغیرہ ابی الاحمر اور حلتہ کے دو لڑکے تھے حبیب اور ربیع بنی تھے اور ان کی قوم کے کچھ

مذہب تھے ان سب جلد اصراف

کے ان دوزخ کے اسلام کے دعاتہ کے زیادہ کچھ ان کے مات نہیں ملے۔

وگ بھی آپ کے ساتھ تھے جنہوں نے کہا اسے محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم، ہم حرم کے باشندے ہیں اور اس کے سرزحرین لوگوں میں سے ہیں، ہم آپ سے جنگ کے خواہاں نہیں اللہ اگر قریش کے سوا دوسرے وگ آپ سے جنگ کرتے تو آپ ہم قریش سے جنگ نہیں کرتے اور ہم آپ سے محبت کرتے ہیں اور جس سے آپ یہی اس سے بھی محبت کرتے ہیں پس اگر آپ ہم میں سے کسی آدمی کو غلطی سے قتل کر دیں تو اس کی دیت آپ پر ہوگی اور اگر ہم آپ کے اصحاب میں سے کسی کو مار دیں تو اس کی دیت ہم پر ہوگی آپ نے فرمایا خلیف ہے تو وہ مسلمان ہو گئے۔

(۱۹)

وفد اشجع

اشجع، غطفان کے عظیم قبیلے کا نام ہے اور اشجع بن حارث بن زیدوں میں سے ایک تھا جنہوں نے حبش احزاب میں مسلمانوں سے جنگ کی تھی اہل ان میں سے نبیم بن سود کا غزوہ غندق میں مشہور واقعہ ہے وہ بھی احزاب کے حبش میں تھا پھر وہ غنیہ طور پر سلطان ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین اور یہود کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے اس کے ذریعے مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا و نفیم بن عیسیٰ تھا کو ہمارے تیسری کتاب غزوہ احزاب میں دیکھیے) بیان کیا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی قریظہ سے فارغ ہو جانے کے بعد وفد اشجع آپ کے پاس آئے اور وہ سات سو آدمی تھے پس آپ نے ان سے مصالحت کی پھر اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے اور فتح مکہ کے وقت حبش نبوی میں ان کا ایک دستہ بھی شامل تھا اور احزاب کے سال، مشرک کی فوج میں ان کا کمانڈر سود

یہ خبیثہ تھا مگر اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور حبش اسلام کے آرا مستتر ہوا۔

(۲۰)

وفدِ یاہلہ

یاہلہ، تیس عیلات عدنانیہ کا ایک عظیم قبیلہ ہے، یہ لوگ یمن میں رہتے تھے اور اسلامی فتوحات کے عظیم کمانڈروں میں سے ایک عظیم کمانڈر قتیبہ بن مسلم الباہلی بھی ان میں سے ہیں۔

ان کا انجی مطرف ابن الکلبیؓ الباہلی اپنی قوم کی نیابت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا اور اس نے اپنی قوم کے لیے امان حاصل کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک دستاویز لکھی جس میں غزواتِ احد، فحاحہ کا بیان تھا پھر یاہلہ میں سے نضل بن مالکؓ احوال اپنی قوم کا نمائندہ بن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ وہ مسلمان ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے اور اس کی قوم میں سے مسلمان ہونے والوں کے لیے ایک دستاویز لکھی جس میں اسلامی قوانین کا بیان تھا اور اسے حضرت عثمانؓ بن عفانؓ نے لکھا۔

(۲۱)

وفدِ بنی سلیم

بنی سلیم ایک عظیم قبیلہ ہے اور تیس عیلات بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

سے سوانح نگاروں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے واقعہ سے زیادہ کچھ نہیں لکھا۔ سوانح نگاروں نے نضل کے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے واقعہ سے زیادہ کچھ نہیں بیان کیا۔

پہر اپنی قرم بنی پیر کے پاس واپس گیا اور انہیں اس طرح بات بتائی کہ جس نے
 شک کی گنجائش نہ دے دے وہی کوٹھو صلی اللہ علیہ وسلم مرسل نبی میں اس نے اپنے
 میں نے وہم کے حالات اور ایران کا کلام اور عربوں کے اشعار اور کاجون کی
 اور حمیر کے خوش زبان کو مشناس ہے و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ان کے کلام
 کچھ مشابہت نہیں رکھتا پس میری مانو اور اس سے اپنا حجتہ لو و سو اس کی قرم
 مسلمان ہو گئی اور جب قیج کا سال آیا تو وہ ایک ہزار جوان باہر نکلے و دریا میں
 کے نزدیک قدیر پیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور ان میں عباس
 مرد اس بھی شامل تھا۔

اور وہ شخص بھی بنو سلیم ہی میں سے تھا جس کی انسانیت اس وقت واپس لو
 جب اس نے دو ٹوٹوں کو اپنے محبوب و منہم پر عیشیاب کرنے دیکھا تو اس
 اپنے دل میں منہم کو بیچ خیال کیا اور اس کا انکار کر دیا اور اس پر حملہ کر کے اس
 دبا اور وہ کہتا تھا کہ

کیا وہ رب ہے جس کے سر پر دو ٹوٹ عیشیاب کر رہے ہیں اور جس پر
 ٹوٹ عیشیاب کریں وہ بیچ ہو جاتا ہے۔

پھر وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا
 ہم کیا ہے؟ اس نے کہا غادی بنی غلام آپ نے فرمایا تو راشد بن عبد اللہ
 سلمہ اس کا نام غادی بنی غلام تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام
 بن عبد اللہ رکھا اور بنی سلیم کے تحت سوار کا خانہ تھا ایہ مسلمان ہو گیا اور
 اسلام سے آراستہ ہوا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو آپ نے تہل
 افشاہ کیا تو وہ اپنے منہ کے بل گر پڑے تو راشد نے شہادہ کے

وہ کہنے لگے آؤ ہمیں کریں میں نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ (اور اسلام قرم سے نکلا
 ہے اور اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیغمبر کو دعیت جب تہل تو
 عادی تھے تو تم اللہ کے نو کو غنہ ہوتے اور شرک کو اپنا تارک چہرہ دھاتیے لیکن

پس وہ مسلمان ہو گیا اور حق اسلام سے آراستہ ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسی راشد کی تعریف کی ہے اور فرمایا، "جس پرین حرلی یعنی خیر ہے اور نیکو سلیم کا سہترین
خود ہی ماحد ہے اور آپ سے کہتے ہیں کہ اس کی قوم کا یہ مشق کر دیا اور نیکو سلیم کی منازل تجد
کے بالائی سمت میں خیر کے نزدیک ہیں اور ان کی منازل میں سے وہ دینی نظر میں
ہے جو باغات کی وجہ سے مشہور ہے اور اسلامی فتوحات میں انہیں بڑی شان حاصل
ہے، خصوصاً افریقہ کی فتوحات میں، جہاں ان کے بہت سے قبائل ہیں خصوصاً
یہودیہ کے شمال اور مصر میں، اور یہ سلسلہ میں مصر آئے (دیکھیے ہم قبائل العرب
جلد ۲ صفحہ ۵۴۶، ۵۴۷، طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۳۰۸، القاموس المحیط جلد ۱
صفحہ ۱۳۲)۔

(۲۲)

وقف بنی ہلال

بنو ہلال اصحاب بنی مسعود بنی بکر بن ہوازن کا بطن ہیں، ان کی منازل
تجد و مجاز ہیں اور جزیرہ عرب ہیں ان کی اور اسی میں سے حبشہ اور تترہ میں جو عاتق
کے علاقے میں ہیں اور اسلامی فتوحات کے وقت وہ مصر و مغرب میں پھیل گئے اور
وہیں رہائش اختیار کر لی۔

ان کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، ان میں عبد عوف بن امر
بھی تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کے نام کے متعلق پوچھا تو
اس نے آپ کو اپنا نام بتایا آپ نے فرمایا تو بعد ازاں ہے پس وہ مسلمان ہو گیا
اور اس کی اولاد میں سے ایک شخص نے کہا کہ

میرے دادا عبد عوف کو تمام ہوازن نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس جانے کے لیے بھی منتخب کیا اور وفد کے ممبران میں قبیلہ بنی المہراق بھی
تھا اس نے کہا یا رسول اللہ میں نے اپنی قوم کی طرف سے منائیت اٹھائی ہے

اس میں میری مدد کیجیے آپ نے فرمایا جب صدقات ادا ہو گئے تو اس میں سے ممانعت کی رقم تیری ہوئی۔

موجود ہیں نے بیان کیا ہے کہ لیا بن عبد اللہ بن ملک بن بھیر اللطیف، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور جب وہ عریضہ میں داخل ہوا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت سمیرہ بنت الحارث کے گھر کی طرف گیا اور آپ (یاد فرمادہ) کہ حالت تھکس اور اس کی ماں غرقہ بنت الحارث تھی اور وہ ان دونوں جوڑے تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو وہ آپ کے پاس تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے تو حضرت سمیرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ میری بہن کا بیٹا ہے پس آپ حضرت سمیرہ کے پاس آئے پھر کھد کی طرف چلے گئے اور زیاد بھی آپ کے ساتھ تھا، آپ نے کھد کی نراٹ پٹھن پھر لیا کہ تو قریب کیا اور اس کے لیے کھاکو اور اپنا کھانچہ اس کے سر پر رکھا پھر اسے اس کے ناکہ کی جانب آتا اور تھوڑا لکھا کرتے تھے، ہم ہمیشہ ہی زیادہ کے چوسے جس بوقت تلاش کرتے تھے۔

122

وقتیکہ زمین وائل

بکریچ وائل نامیہ لوگ بنی مسد بن نزار بن مسد بن عدنان کا عظیم نسب ہیں اور کچھ
 بن وائل سے بہت سے بطون متفرع ہوئے ہیں جن میں سے جو عینہ بن جوحیل اور
 بنو شیبان ہیں بکریچ وائل جزیرہ عرب کے دو دور ز علاقوں پر قابض ہیں جو
 سے بکریچ تک معتد ہیں اور بکریچ وائل کو جاہلیت اور اسلام میں بڑی شان حاصل
 تھی اور انہوں نے اسلام سے قبل عراق میں دریا کے کنارے ایک چھوٹی
 قلعہ کی اور وہ علاقہ آج تک دیار بکریچ کے نام سے موسوم ہے اور یہ لوگ اسلام

جسے قبل ایرانی شنشائییت سے جنگ کرتے تھے لیکن جب حضرت خالد بن ولیدؓ کو فتح عراق کی قریرہ ایرانیوں کے حلیف تھے اور یہ جھڑپ تھی۔

اور ان کا رقد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان میں سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کیا آپ قسم بن ساعدہ کو جانتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قسم بن سے نہیں تھا یہ شخص آیا وہ میں سے تھا جو جاہلیت میں مروجہ ہو گیا تھا اور عکاظ آیا اور لوگ لکھے ہوئے تھے اور یہ ان سے وہ گفتگو کرنے لگا جو اس نے اس سے یاد کی تھی اور وہ میں بشیر بن ابیصہؓ بھی تھا۔

(م ۴)

وفد تغلب

تغلب اعظم عنانی قبیلہ ہے ان کا جبراعلیٰ ربیعہ بن معمر تھا اور تغلب سے بہت سے لہون متفرع ہوتے ہیں اور تغلب نے اسلام سے قبل عراق میں سنجار اور نصیبین کی طرف رایش اختیار کی اور ان کے دیار عراق میں دیار ربیعہ کے نام سے معروف ہیں، تغلب نے سلسلہ میں ربویوں کی جانب سے مسلمانوں سے جنگ کی کیونکہ ان میں نصاریٰ بھی تھے۔ علاوہ انہوں نے سلسلہ مسلمانوں کی جانب سے ایرانیوں سے جنگ کی۔

اور ان میں سے ایک مختلط ذرہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

لے اس کا نام زحما تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نام بشیر رکھا اور وہ بنی ثبیان میں سے تھا یہ مسلمان ہو گیا اور حسن اسلام سے گواہ بن گیا اور بدر میں مکتوفت اختیار کی آپ روایت حدیث میں سے تھے، آپ کے ابو القحطانی البہدی نے روایت کی ہے۔

آیا ان میں کچھ نصاریٰ بھی تھے اور وہ سولہ آدمی تھے نصاریٰ کے سوا اور مسلمانوں کی مسلمان ہو گئے۔ اور نصاریٰ اپنی تعصبات پر قائم رہے پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو عقیقات دیے اور نصاریٰ سے مصالحت کی اور انہیں ان کے دین پر قائم رہنے دیا۔

۲۵

وقد خلیفہ

بنو عقیفہ، عظیم قبیلہ ہے جو ربیعہ بن نزار کے بعد ناصیوں میں سے ہے، جو بکر بن وائل سے کہہ ہے ان کی منہ قدلی، یہ عرب میں واقع ہیں، اور بنو عقیفہ نے جو جنگوں میں شہداء ہوئے ہیں، یہ مسلم سے مرتد ہو گئے اور ان کے علاقے میں اتراد کے زبردست مور کے ہوئے جن میں مسلمانوں نے علی الاطلاق جتہ لیا، ان کا دینہ سلمہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان میں سیلہ بن حبیب بھی شامل تھا جسے اجماعاً کذاب کا لقب دیا گیا کیونکہ اس نے دعویٰ نبوت کیا تھا اور المرعہ بن عوفہ بھی تھا جس نے قرآن سیکھا پھر مرتد ہو گیا اور وہ سیلہ کذاب کے داعی کے قائم مقام تھا اور یہ دونوں جنگ یمامہ میں مارے گئے۔

اور وہ کے تمام مہربان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حق کی شہادت دی، پھر بعد ازاں ان میں اتراد پیدا ہو گیا اور حبیب انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو انہوں نے مسیہ کو اپنے خیموں میں پکھے چھوڑا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ہر ایک کو چاندی کے پانچ ار پیسے اور وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ہم نے اپنے ایک ساتھی کو اپنے خیموں میں پکھے چھوڑا ہے کہ وہ ہمارے لیے ان کی دیکھ بھال کرے اور ہماری سواہیوں کی حفاظت کرے،

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بھی اتنا ہی عطیہ دینے کا حکم دیا جتنا انہیں دیا تھا اور فرمایا، وہ قہاری سوار یوں اور عتبار سے غمخواروں کی حفاظت کرنے کی وجہ سے بڑے مقام پر نہیں ہے، سیکڑ سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو وہ جھپٹ کھٹے لگا آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کے بعد یہ کام میرے سپرد ہونے والا ہے پس وہ اپنے علاقے کو واپس چلے گئے اور ان کے پاس کلیسا ہیں ایک راجپوت تھا جب اس نے ان کے مؤذن کو، تو حید کی اذان دیتے مشنا تو کھٹے لگا یہ حق بات ہے پھر سیکڑ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور ارحال بن عصفورہ صفہ اس کی گواہی دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے امر (نبوت) میں شریک کیا ہے پس لوگ اس سے عقیدہ میں پڑ گئے جس سے بنی حنیفہ اور اسلامی قوجوں کے درمیان تباہ کن جنگیں ہوئیں۔

(۴۶)

وفد بنی شیبان

شیبان ایک عقیدہ قطعی قبیلہ ہے جو کبر بن دائل سے متفرع ہوتا ہے اور ان میں سے جاہلیت اور اسلام میں ممتاز جنگل کا نڈر ہوتے ہیں اور جاہلیت میں ان میں سے ہانی بن مسعود ہوا ہے جس نے معرکہ ذوقار میں عربوں کی کان کن اور اس میں ایرانیوں کو شکست دی اور کامیاب سالار مقتدی بن عارض بھی ہوا ہے جس نے عراق میں بہادرانہ جنگیں کی ہیں اور بھی بہت سے جنگی کا نڈر ہوتے ہیں اور وہ نجدی قبائل میں سے تھے اور کثرتِ اسلام میں انہوں نے عراق میں وجہ کے مشرقی علاقہ کو وطن بنالیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے والہ بنی شیبان کا اچھی حریش بن شیبان شیبانی تھا۔

۱۔ اسماء الغابہ میں بیان ہے کہ صحیح ترین قول یہ ہے کہ اس کا نام الحارث تھا پھر

اور قبلہ بنت محرزؓ نے ایک طویل حدیث میں جس کا ذکر ابن سعد نے طبقاً
جلد ۱ ص ۳۱۹ پر کیا ہے، بیان کیا ہے کہ میں حریت سے جو راستہ باز آدمی
تھا۔۔۔ کے ساتھ روانہ ہوئی حتیٰ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے، آپ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اور نماز اس وقت کھڑی کی گئی
جب فجر طلوع ہوئی اور ستارے آسمان میں سے ٹپکے تھے اور لوگ تاریکی شب
کے باعث ایک دوسرے کو پہچان نہ سکتے تھے میں نے بھی مردوں کے ساتھ صف
بنائی اور میں جاہلیت سے نئی تھی اس لئے والی عورت تھی، مجھے ایک شخص نے
جو صف میں میرے نزدیک تھا، کہا تو عورت ہے یا مرد؟ میں نے کہا میں
عورت ہوں، اس نے کہا، ہو سکتا ہے تو کچھ فتنہ میں ڈالی دے، اپنے
پچھپے عورتوں کے ساتھ نماز پڑھ۔ کیا دیکھتی ہوں کہ عورتوں کی ایک صف
خبروں کے پاس بن گئی ہے میں نے داخل ہوتے وقت اسے نہ دیکھا تھا پس
میں ان میں شامل ہو گئی حتیٰ کہ جب سورج طلوع ہوا تو میں قریب ہوئی اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اس نے قبلہ کے ساتھ اس کا واقعہ بیان کیا ہے اور یہ الحارث بن زہل بن شیبان
سے تھا اور حارث سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میں آیا تو رسول
صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر فرما رہے تھے، ابکر بن وائل کی طرف فرج بھیجی گئی
میں نے کہا یا رسول اللہ میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں عاد کے
ایمیں کی طرح ہوں۔

۱۰ (حاشیہ صفحہ ۳۱۸) قبلہ بنت محرزؓ غزوہ تبوک، ابن اثیر نے اس کے حالات
میں اسد الغابہ میں صرف اس کے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آنے کا واقعہ بیان کیا ہے۔

میں نے ایک خوش منظر اور تندرست آدمی کو دیکھا، میری نگاہ اس طرف اٹھی
 تاکر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے اوپر دیکھوں، حتیٰ کہ وہ شخص
 آیا۔ اور سورج جہد ہو چکا تھا۔ اور اس نے کہا السلام علیک یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو پیچے پڑنے لگے کپڑے بندھے تھے جن پر زعفران
 پھیرا ہوا تھا اور آپ کے پاس کھجور کے درخت کی بے مچال شاخ تھی جس
 کے سونے پر صوف دوپٹے تھے اور آپ اکڑوں بیٹھے تھے اور جب میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عاجزانہ طور پر بیٹھے دیکھا تو میں خوف سے کانپ
 اٹھی اور آپ کے ہم نشین نے کہا یا رسول اللہ! نہ سکیں لرز گئی ہے، رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ نے میری طرف نہ دیکھا اور میں آپ کی
 پشت کے نزدیک تھی۔ اے مکینہ تجھے پڑ سکون ہوتا لازم ہے، جب آپ نے
 یہ بات کہی تو میرے دل میں جوڑ غیب داخل ہوا تھا وہ اللہ نے قبول کر دیا۔
 اور حریش بن حسان آگئے بڑھا اور اس نے اسلام پر رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی بیعت کی اور اس کی قوم نے بھی کی اور ابن سعد نے طبقات میں
 بیان کیا ہے کہ حوطلہ بن عبد اللہ روانہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس آیا اور سلطان ہو گیا پھر کوچ کر گیا پھر واپس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ مجھے
 کیا کام کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اسے حوطلہ کی کہ اور بڑی بات سے
 اجتناب کر پھر وہ واپس گیا اور اپنی اڈھنی کے پاس آیا پھر واپس گیا اور کہنے لگا
 یا رسول اللہ! آپ مجھے کیا کام کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے حوطلہ
 یہی کہ اور بڑی بات سے اجتناب کر اور اس بات کی طرف دیکھ کہ جب تو لوگوں

شہ عروہ بن عبد اللہ بن ابی اسلمی غنیری، ابن اثیر نے اس کا وہ واقعہ بیان کیا،
 جو ہم نے درج کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ اسے بعثتوں میں شہادت کیا جاتا ہے۔

کے پاس سے اٹھے تو تیرا کان اس بات کو پسند کر کے جو وہ تیرے متعلق کہیں تو تم سے نکل ہوا کام بھی چھے وصل ہو جائے گا اور جب تو ان کے پاس سے اٹھے تو وہ جو بات تیرے متعلق کریں تو اسے ناپسند کر کے تو اس سے اجتناب کر لے

(۲۷)

وفد طئ

طئ ایک عظیم قبیلہ ہے اور یہ کمنان سے ہیں، بنو علی بن اذہ بن قید بن شیبہ بن عرب بن نید بن کمنان، ان سے متعدد قبیلوں، متفرق ہوتے ہیں اور ان کی منازل یمن میں ہیں پھر ان کے خروج کے بعد یہ لوگ وہاں سے نکل آئے اور نجد میں بنی اسد کے پیشروں میں اترے پھر ان کے دو پہاڑوں آجا اور سلمیٰ پر ان کو مغلوب کر لیا اور دونوں پہاڑوں پر ٹھہر گئے اور طئ (جاہلیت اور اسلام میں خونخوار عربی قوت تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب اترہ آئے تھے پیدا ہوئے تو طئ نے بھی ارتداد اختیار کر کے کارواہ کیا لیکن ان کے مہارک سرور عدی بن حاتم نے انہیں اترہ آئے کے خیال سے روک دیا اور وہ حضرت خالد بن ولید کے پہلو میں ایک لمبر دست طاقتور قوت بن گئے جس سے آپ نے بنی اسد کے مرتزقین سے جنگ کی اور شکستہ بنیں عراق کی جنگ میں طئ نے المثنیٰ بن حارثہ کے ساتھ ایہ ان کے مجرموں کے ساتھ جنگ کرنے میں شاندار کردار ادا کیا۔ ان کے پندرہ آدمیوں کا وفد مشورہ شمس اور نبیدہ المہلی کی سربراہی میں مدینہ آیا اور جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان پر اسلام پیش کیا اور ان میں سے ہر شخص کو چاندی کے پانچ اونیسے دیے اور حضرت

زید الخلیل کو بارہ اوتھے اور ان کے سردار ہونے کے غلط سے عمدہ خوشبو میں دی۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید الخلیل کی تعریف کی ہے اور فرمایا ہے — عرب کے جس جو ان کا ذکر مجھ سے کیا گیا میں نے اسے زید کے سوا اس بیان سے کمتر پایا جو میرے پاس بیان کیا گیا۔ سب سے آپ میں جو باتیں بتائی جاتی ہیں اس نے وہ سب نہیں پہنچی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام زید الخلیل رکھا اور اس کے ساتھ دو زمینیں آپ کو جاگیر دیں اور یہ آپ کو لکھ دیں، آپ اپنی قوم کے پاس واپس جانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے اور جب حضرت زید الخلیل کے علاقے میں اس کے پانیوں میں سے ایک پانی پر پہنچے تو آپ کو وہاں بخارہ نے آیا اور آپ فوت ہو گئے۔ اور ہم اس کتاب میں پہلے

زید الخلیل سے متعلق گزشتہ

آپ بہت دیر سے مسلمان تھے جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا زید الخلیل، آپ نے فرمایا بلکہ آپ زید الخلیل ہیں، انھوں نے پوچھا میں اس شخص کے متعلق اللہ کی علامت پوچھتا ہوں جسے وہ وہ نہیں چاہتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا آپ نے صحیح کیسے کی ہے؟ آپ نے کہا میں نے خبیث اور نیک کرنے والوں کو اور اس پر عمل کرنے والوں کو پسند کرتے ہوئے صحیح کی ہے اور اگر میں اس پر عمل کروں تو اس کے ثواب کو پاؤں گا اور اگر اس سے کوئی چیز مجھ سے ضائع ہو جائے تو میں اس پر غم کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا یہی اللہ کی علامت ہے اس شخص کے بارے میں جسے وہ چاہتا ہے اور نہیں چاہتا اور اگر وہ آپ کے متعلق دوسری بات کا ارادہ کرے تو آپ کو اس کے لیے تیار کر دیتا پھر اللہ پر واہ نہیں کرے گا کہ آپ کس وادی میں ہلاک ہوتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی مخالفت اور ان کے اسلام لانے کے ساتھ کو مفصل بیان کر چکے ہیں۔

(۲۸)

وقد تجيب

تجيب اکتہ: کو ایک معنی ہیں اور یہ حضرت کے وسط میں انکس میں رہتے تھے اور الہدائی کے حمد میں یہ پندرہ سو آدمی تھے جن میں چار گھڑ سوار تھے۔ یہ سترہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، دوران کا وفد تیرہ آدمیوں کا تھا اور یہ اپنے ساتھ اپنے اموال کی نخواستہ بھی لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خوش ہوئے اور فرمایا تمہیں خوش آمدید ہو اور ان کی عزت کی اور انہیں عطیات دیے اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ان کی خوب ضیافت کریں اور انہیں خوب عطیات دیں پس آپ نے ان کو دس سے زیادہ عطیات دیے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی شخص باقی رہ گیا ہے یا انہوں نے کہا ایک نوجوان کو ہم نے اپنے خیموں میں چھوڑا ہے اور وہ ہم سے فخر ہے آپ نے فرمایا اسے ہمارے پاس بھیجنا، پس وہ نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، دیکھنے لگا میں نے لوگوں کے بیٹوں میں سے ہوں جو ابھی آپ کے پاس آئے تھے اور آپ نے ان کی عزت کیا پوری کی ہیں میری عزت بھی پوری کریں آپ نے پوچھا تیری عزت کیا ہے اس نے کہا اللہ سے محو عا کیجیے کہ وہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل میں غنا وال دے آپ نے فرمایا۔ اسے اللہ اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کے دل میں غنا وال دے پھر آپ نے اسے اسی کی مانند حکم دیا جو آپ نے اس کے اصحاب میں سے ایک شخص کو دیا تھا پس وہ اپنے علاقے

کو واپس پلے گئے اور جب وہ مسئلہ میں منیٰ میں حج کے اجتماع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ نے ان سے اس نوجوان کے حلق پر چمکا، انھوں نے کہا اللہ نے اسے جو رزق دیا ہے ہم نے اس کی مانند اس پر اس سے بڑا فایز نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ ہم سب انھیں نری گئے۔

(۲۹)

وفد خولان

خولان اس کے قطیفی قبائل میں سے ہیں اور یہ کھلان نسل سے ہیں اور وفد خولان بن عمرو بن مالک بن اذر شیبہ مرقہ بن اذہ بن زید بن شیبہ بن عرب بن زید بن کھلان بن سبا ہیں اور ان خولانوں کے دیاں، مستعوا کے مشرق میں ہیں اور وہاں ایک قلعہ تعمیر بھی ہے جسے آج کل خولان ابن عامر کہا جاتا ہے اور ان کی شانیں، صدقہ کے شمال میں واقع ہیں اور ان کے تلوں کے وسط میں یہ قلعہ بھی ہے۔

اور یہ خولان ابن کے ذکر کے ہم ورہے ہیں، اسلامی فتوحات میں ان کی بڑی شان ہے اور ان میں کامیاب فوجی کامنڈ ہوئے ہیں جن میں سے الشیبہ ابن دل خولانی امیر خولانی امیر سندس بھی ہے جس نے دوسری صدی ہجری کے اوائل میں جنوبی عراق میں کئی کئی اور شہر (خولوز) پر قابض ہو گیا اور مسلسل قریب دو سال تک اس میں ایک سرگرم کام اس کے سامنے سمیع تھا اور غمر السیبی زبان میں اسے (بنی الزمان) — WIA AZZAMMA کہتے ہیں یعنی شایع السیح ہیں، اسے کا ذکر ابیر شیبہ اور سلطان رحمہ اللہ سے اپنی کتاب (فتوحات العرب فی اردنا وجزائر البحران) میں ملتقط میں کیا ہے۔

خولان کا اندازہ وہ چند آدمی تھے، شعبان سنہ ۱۱ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہمارے

اور اس کے رسول کی تصدیق کرتے، اسے اس اور ہم آپ کے پاس اونٹوں پر سفر کر کے آئے ہیں اور سخت اور گرم زمیْنوں پر چلے ہیں اور یہ اللہ اور اس کے رسول کا احسان ہے اور ہم آپ کی طاعات کو آئے ہیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا، یہ جو تم نے پہلے پاس آئے کا ذکر کیا ہے تو آپ کے اونٹوں سے ہر قدم جو اٹھایا ہے اس کے بدلے میں تمہیں ایک نیکی ملے گی اور یہ جو تم نے کہا ہے کہ ہم طاعات کو آئے ہیں، بلاشبہ جس نے مرتبہ میں میری طاعات کی وہ قیامت کے روز میرا بڑا وسی ہوگا۔

پھر آپ نے ان سے ان کے بٹ کے متعلق پوچھا جس کی وہ پرستش کرتے تھے اور اس کا نام (رحم انس) تھا انہوں نے کہا اس کے بدلے میں اللہ نے ہمیں وہ چیز دے دی ہے جو آپ سے ہے میں گواہ کہ بڑھیا ایک بہت بڑھا اس سے شک کیے ہوئے ہیں۔ وہ اگر ہم اس کے پاس گئے تو اسے توڑ دیں گے انشاء اللہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلامی قوانین کی تعلیم دی اور انہیں عہد کے پورا کرنے اور امانت کے ادا کرنے اور ہر دوسری سے حق سلوک کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ کسی پر ظلم نہ کریں پھر انہوں نے آپ کو الوداع کہا، آپ نے ان میں سے ہر ایک کو چاندی کے ہار دیے اور تیسہ اور عمدہ خوشبو عینہ دی اور جب وہ اپنے علاقے کو واپس گئے تو انہوں نے اپنے بٹ (رحم انس) کو توڑ کر رکھ دیا اور جو چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حرام قرار دی تھیں انہیں حرام قرار دیا اور جو ان کے لیے حلال کی تھیں انہیں حلال کیا (نخایۃ الطالب للفتاویٰ، تاریخ العروس غنیمت بیروت، جلد ۱، صفحہ ۳۱۴، حنفیہ جزیرۃ العرب للامام ابی حنیفہ رحمہ، طبقات ابی سعد جلد ۱، صفحہ ۳۲۴)

(۴۴)

وفد حنفی

حنفی، قطانی، یحییٰ بن قسطل ہے، یہ سب العشرۃ بن مالک کملانی سے جو مدینہ

ہے اپنی مثال کے درمیان اور مشعاد کے درمیان ۴۲ فرسخ فرتے ہیں ان میں سے دو آدمی، قیس بن سلمہ بن شرجیل اور سلمہ بن یزید یہ مشجعہ جو مل جاتے تھے آئے اور سمان ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم دل نہیں کھاتے ؟ دونوں نے جواب دیا ہاں آپ نے فرمایا تمہارا اسلام صرف کھانے سے مکمل ہوگا اور آپ نے ان دونوں کے پیچھے دل منگوایا اور یحیٰ بن عیسیٰ نے اُسے سلمہ بن یزید کو دیا اور جب اس نے اُسے پکڑا تو دوسرا کا ہاتھ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا اسے کھا تو اس نے اُسے کھا لیا۔

ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن سلمہ کے لیے ایک دستار یزید بھی جس کی نقل یہ ہے۔

محمد رسول اللہ کی جانب سے قیس بن سلمہ بن مشرجمیل کے لیے

میں نے آپ کو مرزا اور اس کے حلیفوں اور حمیم اور اس کے حلیفوں اور الکلاب اور اس کے حلیفوں پر جوئی ڈپڑے اور زکوٰۃ دے اور اپنے مال سے صدقہ دے اور اُسے پاک کرے، امیر مقرر کیا ہے۔

پھر وہ دونوں گئے۔ یہ رسول اللہ ہمدانی مال ٹیکہ سنت الحلو، قیدیوں کو چھڑاتی اور سنگدست کو کھانا کھلاتی اور سسینوں پر رحم کرتی تھی اور وہ فوت ہو گئی ہے اور اس نے اپنی چھوٹی بچی کو زندہ درگودہ کر دیا تھا اس کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا زندہ درگودہ کرنے والی اور زندہ درگودہ کی جانسنے والی دوزخ میں ہیں تو وہ دونوں ناراض ہو کر کھڑے ہو گئے، رسول کو یہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف واپس آؤ اور فرمایا: دلیری مان بھی تم دونوں کی ناں کے

سے آج کل یہ مشعاد کے شان مشرق میں پایا جاتا ہے اور اسے بیت سمان کہا جاتا ہے اور یہ بلاد احب میں سے ہے۔

ساتھ ہے (یعنی دوزخ میں ہے) پس دونوں نے انکار کیا اور یہ کہتے چلے گئے خدا کی قسم اس شخص نے جیسے دل کھلایا ہے اور اس کا خیال ہے کہ ہمدانی میں جوڑنا ہے یہ اس قابل ہے کہ اس کی اجازت نہ کی جائے اور دونوں چلے گئے اور بھی وہ راستے میں تھے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کوٹے جس کے پاس صدر کے اونٹ تھے ان دونوں نے اسے باندھ دیا اور اونٹوں پر قبضہ کر لیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ان دونوں پر ان کے ساتھ لعنت کی جن پر آپ لعنت کیا کرتے تھے۔

ان جیسے کا ایک اور شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کے دبیٹے بھی تھے وہ مسلمان ہو گئے اور وہ عمرو بن ذحل بن عمرو بن صعفی اور اس کے دونوں بیٹے سبرقہ اور عربزہ تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربزہ سے فرمایا تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا عربزہ آپ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی عربزہ نہیں، تو عبد الرحمن ہے تو وہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن ذحل کو یمن میں ایک وادی جاگیر دی جسے عمرو بن کما جاتا ہے۔

(۳۱)

وفد عداہ

عداہ مکہ میں کا ایک بطن ہے جو قحطان سے ہے اور جو لوگ اہل یمن میں سے ہیں (مجموع قبائل العرب جلد ۲ ص ۱۱۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء میں جنین سے والیسی کے بعد ایک جنگی فوج بنائی جو چار جوانوں پر مشتمل تھی اور ان کی کمان حضرت سعد بن عبادہ کو عطا کی اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ بلاد عداہ پر حملہ کریں، پس انہوں نے مدینہ کے شمال میں وادی ثناقاہ میں پڑاؤ کیا اس فوج نے قبیلہ عداہ کے ایک آدمی کو اطلاع دی تو وہ جنگی

سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مطالبہ کرتے ہوئے آیا کہ اس فوج کو جو حضرت سعد بن عبادہ کی کمان میں ہے روک دیا جائے اس نے کہا میرے پیچھے جو لوگ ہیں میں ان کی طرف سے آپ کے پاس ایچی بن کمرآہ ہوں، فوج کو واپس لے آئیے میں اپنی قوم کا آپ کے پاس ضامن ہوں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس کر دیا اور اس شخص نے بھی کچھ کہا، پس صداد میں سے پندرہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ضمان ہو گئے پھر ان کی قوم کے لوگ پیچھے تھے ان کی طرف سے آپ کی بیعت کی، پس اسلام ان میں پھیل گیا اور جب دسویں سال حجۃ الوداع ہوا تو ان میں سے ایک سو آدمی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کے، اسلام کی ضمانت دی تھی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کو واپس بلا لیا تھا وہ زیادہ بن الحارث الصدائی تھا پس جب وہ ان کے ساتھ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ صداد کے بھائی بلاشبہ تو اپنی قوم میں مطاع ہے۔

(۳۳)

وقد مراد

مراد کھلان میں سے قحطانی یہانی مذہبی قبیلہ ہے اور بنو مراد میں ذریعہ ہیں اور وہ مذکور ہیں اور ہے ان کے علاقے زمبید کی جانب ہیں جوین ہیں ہے اور آج کل قبیلہ مراد ابن کے جنوب مشرق میں آباد ہے اور ان کا دار الحکومت رالجوبہ ہے اور وہ عرب، و دلع اور حریب کی مثلث میں ہیں۔

مراد کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنے والا ایچی غزوہ ابن میک تھا، اس نے اسلام قبول کیا، اور حشر اسلام سے آسا سہ ہوا اور

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اس کی قوم مراد البید اور مذبح سب پر ایمر مقرر کیا اور اس کے ساتھ حضرت خالد بن ولید بن اموی کو حصہ قرہ کا حال چکر بھیجا اور وہ اس کے ساتھ ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور جب یمن میں امداد ہو تو قرہ بن میکہ اپنے خاں اسلام پر قائم رہا اور اس نے اسود غسانی اور اس کے مرتد مددگاروں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کی۔

(۳۳)

وفد زبید

زبید نام متعدد قبائل پر بولا جاتا ہے اور یہاں جس زبید کا ذکر ہے وہ مذبح بن صعب بن سعد العشرہ ہیں جو بنی زبید بن کھلان ہیں اور یہ مشہور مشولہ عمرو بن سعد کرب زبیدی کی قوم ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والا ان کا عمرو بن سعدی کرب تھا، وہ آپ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا اور آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لایا اور عمرو اپنی قوم کی طرف واپس گیا تو ان کا سموار قرہ بن میکہ مراد ہی تھا کیونکہ وہ سب مذبح سے تھے۔

غلا وہ الدین یہ بات بھی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرہ ہو گئے تو سعدی کرب اسلام سے مرتد ہو گیا اور کذاب متنبی اسود غسانی کے ساتھ شامی ہو گیا اور عمرو خلافتی فرقہ کی ایک غلطی کی قید میں آ گیا اور اسے قیدی بنا کر مدینہ لائے تو حضرت خلیفہ اولی نے اُسے معاف کر دیا وہ مسلمان ہو گیا اور مشرین اسلام سے آزاد رہا اور وہ یہ کہ وہ وفادار رہا اور ان کے سرکوں میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوا اور اس نے اور علیہ ہیں اور سعدی تھے جس نے دعویٰ نبوت کیا اور پھر توبہ کر لی تھی، معصوم تھا اور نہ شہادت پائی۔

(۳۴) وفدِ کندہ

کندہ، عظیم قطافِ حضری قبیلہ ہے، اسلام سے قبل اس میں بہت سے بادشاہ ہوئے ہیں اور ان کی حکومت، نجدِ امین اور حجازِ مکہ پھیلی ہوئی تھی۔ دہم قبائلِ العرب جلد ۲ صفحہ ۹۹

اور کندہ، بنو کندہ ہیں، اس کا نام ثور بن عبید بن عدی بن الحارث بن مرہ بن آدم بن زید بن شجب بن عرب بن زید بن کھلان تھا اور ثور کو (کندہ) کا نام اس لیے دیا گیا کہ اس نے اپنے باپ کا تفریقِ نعمت کیا، ان کی متاثرہ حضرات میں الکسر میں واقع ہیں اور حضرات کے شمالی کی طرف وسیع مسافتوں تک پھیلی ہوئی ہیں اور حضرات ہیں ان کے بہت سے بھون متفرق ہو گئے ہیں اور صدرِ اقل میں اسلام کے اقتدار کے زمانے میں کندہ کو حجاز سے بڑی شان حاصل تھی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کندہ، اسلام سے مرتد ہو گئے اور المہاجرین امیر، در حضرتِ عمر بن ابوجہل سے ان کو عاجز کر دیا، در ان کا، دشاہ اشعث بن قیس، قید ہو گیا اور حضرتِ خلیفہٴ اول سے اس سے معاف کر دیا، در وہ مسلمان ہو گیا اور مشنِ اسلام سے آراستہ ہوا۔ سترہ ہیں اسی سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان کا سردار، اشعث بن قیس تھا، یہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آپ کے پاس آئے انھوں نے کنگھی کی اور سر نہ لگایا اور وہ کہتی چادر اوڑھ رہے ہوئے تھے اور ان کے کناروں پر ریشم لگایا ہوا تھا اور وہ سونے سے مرعہ ہوا در بیاج پہنے ہوئے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا، کیا تم مسلمان نہیں ہوئے؟ انھوں نے کہا، جی ہاں میں آپ نے فرمایا پھر تم یہ جو ریشم اور سونا ہے اس کا کیا حال ہے تو انہوں نے

اسے پھینک دیا اور شعلے لے کر ہر نو آکل المراد میں اور آکل والمرث ہی ملو
 ہی تھریں عمرو بن معاذ بن ثعلابہ ہی معاویہ بن ثور بن مرثع بن معاویہ بن کنزہ تھا اور
 اسے آکل المراد کا نام اس لیے دیا گیا تھا کہ عمرو بن ابوسلمہ غسانی نے ان پر غارتگری
 کی اور عمارت موجود نہ تھا سو اس سے غنیمت حاصل کی اور عورتوں کو قید ہی بنایا اور
 جن عورتوں کو اس نے قید کی بنایا وہ ہیں ام ایمن بنت عوف بن مسلم الشیبانی بھی تھی جو
 عمارت پر عرو کی بیوی تھی، ۵۰ عورتیں امرو سے — اس کے صفحے دوران — کہنے
 لگی، گویا میں سخت سبیاہ چمک درمادی کے ساتھ ہوں گویا اس کے سونٹ آکل مرار
 آونٹ کے سونٹ ہیں، اس نے تیری گردن پکڑ لی ہے، یعنی اس کے خداوند عمارت کے
 پس اس روز سے عمارت کا نام آکل المراد پڑ گیا۔ اور عمارت کے عمرو بن العبد اور اس کے
 قوم کا پھینکا گیا اور اسے حالہ اور اسے قتل کر دیا اور اپنی بیوی کو اور اس نے جو غنیمت
 حاصل کی تھیں انہیں بچھڑا دیا۔

(۳۵)

وفد الذکر

آذہ عرب کی عظیم قرار مشہور تہ اقامہ میں سے ایک قوم ہے جو زمین الغوث
 ہی بنت ہیں، ایک ہی کھنڈن قحطانی کی طرف منسوب ہوتی ہے، آذہ، چار عظیم خرو
 میں متفرع ہوئے ہیں۔

۱۔ آذہ و ثمود، ان کی نسبت، کعب بن عبد اللہ بن مالک ابو نعیم الذکر کی طرف
 سے اور ان کی مثال السرقة میں ہیں اور یہ شہادت میں قریب اور ہمیشہ کی راویان
 ہیں۔

۲۔ آذہ و غسان، ان کی منازل، جزیرہ نما عرب میں ہیں پھر انہوں نے شام کو
 وطن بنایا اور وہاں اپنی حکومت کی بنیاد رکھی۔

۳۔ ازد السراقہ، ان کی منازل، جبال میں ہیں جو اب تک اس نام سے مشہور ہیں۔

جبال السراقہ

۴۔ ازد عمان، ان کی منازل عمان میں ہیں، جبال انہوں نے اسلام سے قبل اپنے لیے ایک عظیم حکومت کی بنیاد رکھی۔

ان کا اصل وطن، نادرین ہے جو ارض سبا سے ہے اور جنب سہ چوٹ لگی اور گرنے لگی تو انہوں نے ہجرت کی اور شہر ان میں پرانگندہ ہو گئے اور ان میں سے ہوس اور خزدوج کے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے بہرہ کو وطن بنا لیا اور خزاہہ، کھچا گیا اور وادہ، نجد، خزام اور حنیک وغیرہ عمان چلے گئے اور غامد، یسکر، بارتق اور میدعان وغیرہ السراقہ چلے گئے اور جنبہ، آل محرق بن عمرو بن عامر ازرقیہ اور قضاہ شام چلے گئے۔

اور نادرین سے ہجرت کے بعد انہیں بڑی شہنشاہی ہو گئی اور یہ شام و عراق اور یثرب و عمان میں بادشاہ تھے اور یہ بائد ذکر کرنے کے لائق ہے کہ عقیل کا عظیم قبیلہ، قبیلہ ازد سے اترتا ہے۔

ان کا وفد سیدہ میں حضور بن عبد اللہ کی سربراہی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

لے کر وہیں جہد اللہ اڑی، وہیں چلے آئے اور وہیں اشراف سادات انصار میں اس کا ذکر کیا ہے اور اپنی قوم کے ساتھ اس کے آنے کا واقعہ بیان کیا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عمرو اعرش پر آپ کا امیر تھا اور میں نے دلائل مقبول والیا تمیل کی لائبریری میں ایک قلمی نسخہ دیکھا ہے کہ الیا تمیل وہ لوگ ہیں جو العبر کو چھوڑ کر حضرت موسیٰ کے خمال میں رہے وادی یسرب میں العبر کی طرف آ گئے وہ عربوں کی طرف اڑی کی طرف انتساب کرتے ہیں اور وہ حضرت موسیٰ کے واسطے میں العبر کی طرف تقریباً تین سو سال سے آئے ہوئے ہیں۔

کے پاس آیا اور جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے گفتگو کی اور آپ ان کی ہلاکت اور لباس دیکھ کر حیران رہ گئے آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا اہل مدینہ ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا ہر قوم کی کوئی حقیقت ہوتی ہے، تمہارے ایمان اور قول کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ رہا حقیقتیں، اور میں سے پانچ کے متعلق آپ کے اچھیوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہم ان پر ایمان لائیں اور ان میں سے پانچ کے متعلق آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان پر عمل کریں اور ان میں سے پانچ ہم نے جاہلیت میں اپنائی ہیں اور ہم ان پر قائم ہیں، سو اے اس کے کہ آپ ان میں سے کسی کو ناجائز کریں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ پانچ کونسی ہیں جن کے متعلق میرے اچھیوں نے تم کو حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جہد اللہ تعالیٰ! اس کے طعنہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور نبیوں کے موت پر ایمان نہیں آپ نے فرمایا اور وہ پانچ کونسی ہیں جن کے متعلق میں نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ان پر عمل کرو؟ انہوں نے کہا آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جہد اللہ تعالیٰ! اور قائم کریں اور کوفہ دین اور مدینہ کے دوڑے رکھیں اور استقامت رکھیں جس بیعت اللہ کا چ کرے آپ نے فرمایا اور وہ پانچ کونسی ہیں جو تم نے جاہلیت میں اپنائی ہیں؟ انہوں نے کہا افراتفری کے وقت شکر کرنا اور میلہ بیعت کے وقت میر کرنا اور خضار قدر پر راضی رہنا اور میرے بھائیوں میں بیعت قدم رہنا اور شامت اعداؤ کو ترک کرنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیے حکم و علماء میں اقریب سے کہ براہی بھی درازی سے انبیاء و مومنان، پھر آپ نے فرمایا اگر تم ایسے ہی ہو جیسے تم یہاں کرتے ہو تو میں اشد ذکر کے تمہارے لیے دن کو کھن پیس کر دیتا ہوں جو چیز تم کھاتے نہیں اس کو بھی نہ کرو۔ اور جس میں بہتے نہیں اسے نہیں نہ کرو اور اس چیز کی رغبت نہ کرو جسے کلی تم جھوٹے دانے ہو اور اس چیز میں رغبت نہ کرو جس کی طرف تم نہ جانا ہے اور اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

پس وہ دہلیں چلے گئے اور انہوں نے حضرت ابو کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کو یاد رکھا اور اس پر عمل کیا۔

موجود ہیں، اصحاب اللہ بیٹ اور سوانح نگار بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرہ بن عبد اللہ کو اس کی قوم کے مسلمانوں پر امیر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے مسلمانوں کے ساتھ ان لوگوں سے جو نہیں کہ بعض پاکٹوں میں مشرک پر تھا تم ہیں، جھڑک رہے۔

اور جرش زیر ایک مضبوط اور بندھن ہے، اس قلعہ کے قبائل، مشرک پر قائم تھے، سو امیر ضرہ ان کی طرف گیا اور تقریباً ایک ماہ تک ان کے شہر کا محاصرہ کیا مگر اس پر فتح نہ ہوا، ضرہ نے ایک جنگی تدبیر کی جس میں مشرکین کو بھٹا دیا، اس نے جرش شہر کی قبیلوں کے سامنے سے شکست کا اظہار کرتے ہوئے ریشہ زنت کی حتی کہ جبل شکر تک پہنچ گیا اور جرش کے باشندے اس کے تعاقب میں نکلے حتی کہ انھوں نے اسے جبل میں آگیا، ان کا خیال تھا کہ وہ شکست خوردہ ہو کر بھاگا ہے، پس اس نے اپنے جوانوں سے ان پر حملہ کر دیا اور انہوں نے انہیں خوب قتل کیا پھر جنگ رک گئی اور اہل جرش ہدایت کی طرف پلٹے اور انھوں نے اپنے میں سے ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور وہ مسلمان ہو گئے اور مشن اسلام سے آگے بڑھنے اور وہ ختم و خیر سے تھے۔

(۳۶)

وفد الصدق

الصدق کا نام تین لفظوں قبائل پر لونا جاتا ہے دو قبیلے حضرمی ہیں اور

ایک قبیلہ بیل حمیری ہے (دیجیے بحکم قبائلی العرب جلد ۱ ص ۳۳۳) اور یہ وہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے معلوم نہیں کہ وہ ان تین قبائل میں سے کس سے تعلق رکھتے تھے ابن سعد نے طبقات جلد ۱ ص ۳۳۳ پر شرجیل بن قیس بن عمرو سے اس کے آباء و اجداد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ : ہمارا اجداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ دس چھترہ آدمی تھے جو اپنی اولاد میں بہر تہمتہ اور چار دس اور تھے سوا دس تھے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے اور منبر کے درمیان مفاصل کی دور بیٹھ گئے اور سلام نہ کیا آپ نے جو چاہا تم مسنون ہو؟ انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا پھر تم نے سلام کیا انہیں کیا؟ تو انہوں نے کھڑے ہو کر کہا السلام علیک یا ہذا البتی ورحمۃ اللہ علیہ آپ نے فرمایا وعلیکم السلام بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اوقات کے متعلق پوچھا تو آپ نے انہیں اوقات بتائے۔

(۳۳)

وفد خشین

خشین کا نام دو قبیلوں پر پولا ہوتا ہے ایک تغنا عبد قحطانیہ ہے اور دوسرا حذافہ ہے اور جس مذہب میں کہ ان دونوں میں سے کس کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، مؤرخین نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ ابو طلحہ خشینی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ خیر کو تیار کر رہے تھے، اس نے اسلام قبول کیا اور آپ کے ساتھ گیا، ورنہ میں شامی ہوا پھر اس کے بعد خشین کے نو آدمی آئے اور ابو طلحہ کے ہاں آئے اور اسے اور مسلمان ہو گئے اور ریخت کی اور اپنی طرف راہیں چلے گئے۔

(۳۸)

وفدِ سعد بن ہذیم

سعد بن ہذیم، لیث بن سعد کا بطن ہے جو قنصاعہ قطافی سے ہے ان کے وفد کے سربراہ کے روایت کی گئی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میں اپنی قوم کی ایک عجمت کے ساتھ ایٹمی بن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ہم حرمینہ کی ایک طرف اترے پھر ہم مسجد جاسنے کے ارداسے سے نکلے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں ایک جنازہ پڑھا نے دیکھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے کہا، ہم سعد بن ہذیم سے ہیں۔ پس ہم نے اسلام قبول کیا اور حیت کی چھوڑنے کی خبر واپس آگئے پس آپ کے حکم سے میں آگیا اور ہماری مکان نوازی کی گئی اور ہم تین دن ٹھہرے پھر ہم آپ کے پاس آپ کو الوداع کہنے آئے تو آپ نے فرمایا اپنے میں سے ایک کو اپنا امیر بنا لو، اور آپ نے حضرت بنی مال کو حکم دیا تو انہوں نے ہم کو عطیہ کے طور پر چاندی کے ادھیسے دیے اور ہم اپنی قوم کی طرف واپس آگئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

(۳۹)

وفدِ بنی

بنی قنصاعہ قطافیہ کا ایک عظیم قبیلہ ہے اور وہ بنو بنی بن عمرو بن الحافہ ہیں ان کی منازل، جزیرہ عرب کے شمال اور شام کے جنوب ہیں وسیع علاقے پر جاوی ہیں اور ان میں سے بادیع شام پر درویشوں کے دفائی ہوئے ہیں اور معرکہ موثر میں جو شام کے جنوب میں مسلمانوں اور درویشوں کے

درمیان ہوا جنگی بھی روئی جو راج میں دس دس پانے دسے قبائل میں سے ایک تھا۔
 ان کا بغور مشاہدہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دین کا بلا اور اسلام
 قبول کیا اور انھوں نے اپنے دین کی کچھ باتیں بھی سیکھیں۔ روایت ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس قدر کا شک ہے جس سے اسلام کی طرف
 تہاری رہنمائی کی ہے اور مردہ شخص جو اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہے
 وہ دوزخ میں ہوگا پھر وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو الوداع کرنے
 آئے تو آپ نے انہیں عطیات دینے کا حکم دیا جیسا کہ آپ ان جیسے لوگوں کو
 عطیات دیتے تھے اور ان کے دفن کے سربراہ کا نام جو انہیں دینے لایا،
 ابو الضیاب تھا، نعت کی گئی ہے کہ ردیف بن ثابت ابوی نے بیان کیا
 ہے کہ میری قوم کا دفن ہوا ربیع الاول ۳ھ میں آیا اور میں نے انہیں اپنے
 گھر میں جو بنی حدید میں ہے اتنا دیا پھر میں انہیں بھیجا حتیٰ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور آپ نے انہیں اصحاب کے ساتھ حج کو اپنے گھر
 بیٹھے ہوئے تھے، دفن کا سربراہ ابو الضیاب آگے بڑھا اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور باتیں کرنے لگا اور سب لوگ مسلمان
 ہو گئے۔

۱۔ جن نے سوانح میں اس کا نام ردیف بن ثابت ابوی نہیں پایا بلکہ ردیف بن
 ثابت بن سکین کا نام پایا ہے جو بنی نجار النصار کے تھا اور یہ کوئی مقبرہ
 نہیں کو اسی نے انہیں اصحاب ساسی پر اتارا جو کہ وہ اس کی قوم کے حلیف
 تھے۔

ردیفیہ مسند لطیف جلد ۲ صفحہ ۱۹۱

۲۔ حقیقات ابی سعد جلد ۱ صفحہ ۳۳

(۴۰)

وفد ہراء

ہراء، وفدِ حاکم قیس ہے اور یہ قبیلہ بنی کا بھائی ہے، آپس میں انھوں نے بنو ہراء بن عمرو بن الحارث بن قضاہ میں اور ہراء بن عمرو بن الحارث بن قضاہ میں۔

ہراء کی مشائخہ ہجرہ عرب میں اپنے عزیز و غلبہ لڑائی کی مثال کے شمال میں واقع ہیں اور ہراء ایک حکیم قبیلہ ہے جس کے بہت سے بھائی و شفعہ ہوتے ہیں اور ان کی مشائخہ، عقبہ و مہارہ، زاید، ایک پھیلی ہوئی ہیں اور یہ بھی بنی کی مانند محکمہ موتہ میں شفعہ میں مسلمانوں کے خلاف، و میوہ کے مددگار تھے اور ان کے بہت سے آدمی ہجرہ و ہجرہ سرحد کو یاد کر کے اس کے غریب ساحل پر چلے گئے اور ان کے بہت سے قبائل جیشہ اور عصبہ معر کے درمیان پھیل گئے۔

یہ سہ بیابان کرتے ہیں کہ ان کا دفتر میں سے آیا اور وہ تیرہ آدمی تھے اور وہ شفعہ میں آئے اور انھوں نے اسناد قبول کیا اور قرآن فیض اسلام کو سیکھا اور مدینہ میں کئی روز قیام کرنے کے بعد انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس جانے کی اجازت طلب کی اور انھوں نے آپ کو روادار کہا اور آپ نے ان کو عطیات دیے جیسے کہ آپ دیگرہ و دیگرہ کو دیتے تھے۔

(۴۱)

وفد عذرة

عذرة — وفدِ حاکم ایک عظیم بھائی میں اور قضاہ میں اور سہ ذریعہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں جن کے حاکم اس کتاب میں پہلے بیان ہو چکے ہیں اور ان

عذراہ سے بہت سے قبائل متفرع ہوتے ہیں اور یہ بنو عذراہ، عفت کے ساتھ شدت عشق میں مشہور ہیں۔

ردائت سے کہ سعید بن جبہ نے ایک اعرابی سے پوچھا کہ آپ کس قوم سے ہیں؟ اس نے کہا ایسی قوم سے ہوں کہ جب وہ عشق کرتے ہیں تو مر جاتے ہیں اس نے کہا آپ کعبہ کی قسم عذری ہوں، سعید کہتے ہیں، میں نے اعرابی سے پوچھا یہ بات کس وجہ سے ہے؟ اس نے کہا جہاد ہی عورتوں میں صباحت پائی عاقبت ہے اور ہمارے مردوں میں عفت پائی جاتی ہے۔

اور عذراہ کا وفد صفر ۶۱۰ھ میں آیا یہ وفد پندرہ آدمیوں پر مشتمل تھا اللہ جب یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے جاہلیہ کا سنہم کیا اور کہنے لگے ہم تھی کے ماں جاسے بھائی ہیں اور ہم وہ لوگ ہیں جو انہوں نے خزاہہ اور بنو نجر کوک سے ڈر کر دیا تھا اور سب ہی قرآن پڑھتے اور زنتہ دہیا میں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں خوش آمدید ہو، مجھے تمہارے متعلق یہ معلوم نہیں جو کہ تمہیں اسلام کے سلام سے کس بہت سے لوگ ہے؟ تمہوں نے کہا ہم اپنی قوم کے لیے چراگاہ تلاش کرتے آئے ہیں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دین کے متعلق کچھ باتیں دریافت کیں تو آپ نے انہیں ان کو جواب دیا اور وہ مسلمان ہو گئے اور کئی دور غمر سے رہے پھر اپنے اہل کی طرف واپس چلے گئے اور آپ سے ڈر مسرت و خود کی طرح انہیں بھی عطیات دیے۔

(۴۴)

وفد سلمان

سلمان کا نام صحیح قطیفی قبائلی پر، در ایک ہذنانی قبیلہ پر بولا جاتا ہے اور عمر فاروق کمان کی کتاب بحکم قبائل العرب میں بیان ہوا ہے کہ کہنے والے سلمان بن سلمان

بن سعد نے جو قنعاہ کا قطعی بلوں ہیں، ان میں سے سات آدمی مشعرہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے اور اسی کے پیچھے گئے یہاں کہہ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو آپ اس وقت مسجد سے ایک چٹانہ کی طرف جا رہے تھے جس کی طرف آپ کو بلا یا گیا تھا، چھپے گئے، کہا، السلام علیک یا رسول اللہ آپ نے فرمایا، اذ علیکم، تم کون ہو؟ ہم نے کہا، ہم مسلمان ہیں سے ہیں ہم اسلام پر آپ کی بیعت کرنے آئے ہیں اور ہماری قوم کے جو لوگ ہمارے پیچھے ہیں ہم ان کے پیچھے ہیں تو آپ ٹو بان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اس وفد کو روانہ نہ کرو جہاں وفد آترہتے ہیں اور جب آپ نے خبر کی تو باز پڑھی تو آپ منبر اور اپنے گھر کے درمیان بیٹھ گئے اور ہم آپ کی طرف بڑھے اور ہم نے آپ سے نماز کے متعلق اور اسلامی قوانین اور تعویذوں کے متعلق پوچھا اور مسلمان ہو گئے اور آپ نے ہم میں سے ہر ایک کو پانچ اونیسے دیے اور ہم اپنے علاقے کی طرف واپس آ گئے اور یہ سوال مشعرہ کا واقعہ ہے۔

(۳۴)

فد حنین

حنینہ — قنعاہ قطعیہ کا ایک عظیم قبیلہ ہے اور وہ بنو حنین بن نذیر بن لیث بن سعد بن اسلم بن الحنفی بن قنعاہ ہیں اور حنین سے بہت سے بطون متفرع ہوتے ہیں اور ان کی منازل عجاڑ میں عسدر احمر و بھر قلام کے کنارے اور اس کے سامنے حجاز کے جنگل میں ہیں اور شیع بھی ان کا ایک شہر خیال کیا جاتا ہے اور وہ بھر احمر کو جودہ کر کے اس کے طرف ساحل پر چلے گئے اور وہیں پھیل گئے اور بھر احمر کے مغرب میں بنے والی اقوام پر غالب آ گئے اور سوڈان میں انہیں بڑی شان حاصل ہوئی اور حبشہ کی حکومت پر وہ غالب

آگے اور صید معزز اور حبشہ کے درمیانی علاقے میں پھیل گئے اور صید معزز کے باشندوں کی اکثریت حیدرآباد سے تعلق رکھتی ہے۔

جہنہ میں اسلام قدیم سے ہے اور ان میں صدی اور اسلام میں مسیحت کرنے والے آدمی ہیں اور ان آدمی کی جنگوں میں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پرستی کے خلاف جہاد کیا، ان کی بڑی شان ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہنہ کو انصار کے مقام پر خیال کرتے تھے اور ایت سب سے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الانصار امنیہ جہنہ**، انصار اور نبی عبد اللہ میں سے جو لوگ، لوگوں کو چھوڑ کر اور سنت میں، اللہ اور اس کا رسول، ان کا دوست سے ملے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کے بعد، جہنیہ قبیلہ نے غلامانہ موقف اختیار کیا اور مزنیہ قبیلہ کی طرح اسلام پر قائم رہا، باوجودیکہ اکثر عرب اسلام سے متردد ہو چکے تھے، حضرت رافع بن کلیث جہنی اولین ہاجرین میں سے تھے اور فتح مکہ کے روز، حبشہ نبوی میں جہنیہ بڑی قوت میں تھے اور ان کا جہنم جہنم رافع بن کلیث اور عبد اللہ بن جہل تھا جسے ہوسے تھے۔ یہ ایک سالہ ان سلام شخص ضروری حرمہ جہنی نے بیان کیا ہے کہ — ہمارا ایک بٹ تھا اور ہم اس کی تعلیم کرتے تھے اور میں اس کا خادم تھا جب میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا تو میں نے اسے توڑ دیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آکر مسلمان ہو گیا اور میں نے حق کی گواہی دی اور آپ جو حلال و حرام کی تعلیم لائے ہیں میں اس پر

۱۔ البیان دالہ عرب از مقریٰ ص ۳۵ کہ بمجم قبائل العرب از عمر رضا کھلمہ
جلد ۱ ص ۲۹۱ ۲۔ دیکھیے ہماری آٹھویں کتاب فرج مکہ کا وہ مقام جہاں
کی بھرتی اور قبائل کے اسما ہیں۔

(۴۴)

وفد بنی کلب

کلب کا نام مشہور قطیف اور حدنا فی خیالی یہ بولا جاتا ہے اور یہ آتے دیتے کلب، اصحابِ دومۃ الجندل تھے اور وہ بنو کلب بن وبرہ ہیں جو قضاۃ حمیر سے ہیں اور ان کی منازل اورۃ الجندل، تبوک اور اطراف شام میں اور بازار طیف میں سے میل جول رکھنے کی وجہ سے یہ حقہ بگوش نصراست ہو گئے اور کبھی کبھی یہ دو میوں کے حلیف بھی بن گئے اور یہ وہی لوگ ہیں جو بنو خزیمہ عرب میں بہت پرستی پسند تھے تو یہ (وقد) بہت کر دومۃ الجندل لائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی کلب کے ان مسلمانوں کے لیے ایک دستاویز لکھی آپ نے اسے ان کے اچھے عاریہ بن قطن کے لیے لکھا اس میں بیان ہوا ہے کہ

یہ دستاویز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دومۃ الجندل کے ہاشم بن ابی اسد اور ان کے آس پاس عارث بن قطن کے ساتھ کلب کے ساتھ جو جماعتیں رہتی ہیں ان کے لیے ہے۔

چار سے لیے بارانی زمین کا میدان اور تمہارے لیے کھجور کے درختوں والا اندرونی حصہ ہے، جاری پانی والی زمین پر عشر اور گھوڑے پانی والی زمین پر نصف عشر ہے، تمہارے مویشی جمع نہ ہوں اور نہ تمہاری بکریاں پر غلیم ہو، تم نماز کو وقت پر قائم کرنا اور زکوٰۃ کا حق ادا کرنا، تم پر گھاس وغیرہ منور نہیں اور نہ تم سے گھوڑو سامان کا عشر لیا جائے گا، تمہارے لیے اس عہد

مشتاق پر قتلہ و جہاں لازم ہے نہ ہم پر نہ کسی خیر خواہی کرنا اور دغا دہی کرنا۔
اور اللہ اور مسلمانوں کے رسول کی نافرمانی کو یوں کر لازم ہے، نہ شرعاً نہ
در مسلمانوں میں سے جو لوگ حق میں ہیں وہ گواہ ہیں۔

(۴۵)

وقد حرم

جرم کا نام متحد وقوعہ فی تباہی پر ہوتا جاتا ہے اور یہ آسنے والے جو جرم ہیں
زیادہ بن حنوف بن عمر بن الخطاب بن قنطرحہ تھے جو قنطاری ہیں۔
ان کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انہوں نے اسلام قبول
کیا اور قرآن لیکھا اور اپنی عترت و ریات پر دہی کی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا: ہمیں کون نماز پڑھنا کرے؟ باپ نے فرمایا: تمہیں زیادہ
قرآن جمع کر کے داغیا کرنا اور قرآن جمع کرنے سے زیادہ قرآن پڑھنا اور نماز
پڑھنا۔ پس وہ اپنی قوم کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا واحد
نماز ہی چھ سال کا ایک لڑکا ہے تو انہوں نے اسے نماز پڑھانے کے لیے
آگے کر دیا اور وہ مضائقہ اس پر ایک چھوٹی سی چادر تھی، جب وہ سجدہ
کرتا تو اس کی شرمگاہ پر ہتھ بوجھتی، قیسے کو ایک عورت کے کہہ، تم اپنے
نماز کے سر میں سب سے پہلے نہیں پھیپھڑے سے ہاتھوں سے سب سے بھرین کی طرف
قیسے پہن دے، اور وہ بڑا کمزور تھا مجھے اس قیسے سے بڑھ کر کسی چیز
کو خوشی نہیں ہوئی۔ اس واقعہ میں ضرورت کے وقت بچے کی ذمہ داری جو لڑکا
کی میں پائی جاتی ہے۔

(۴۶)

وفد عثمان

عثمان عظیم اودی، یمنی، قطافی قبیلہ سے ہے جو تعریف سے بے نیاز ہے۔ یہ لوگ غزوہ اسلام کے وقت شام میں رہتے تھے اور ان میں حکومت بھی تھی ان میں سے یمن آدمی رمضان ستلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سلطان جھگٹے اور وہ شام میں اپنی قوم سے خائف تھے اس لیے کہ انہیں موسم نہ تھا کہ وہ اسلام کے متفقین ان کی بات چیت کرتے ہیں یا نہیں پس جب وہ شام میں اپنی قوم کے پاس آئے تو انہوں نے انہیں جواب نہ دیا اور اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا اور ان میں سے دو مسلمان آدمی فتح سے قبل فوت ہوئے اور ان میں سے ایک آدمی باقی رہ گیا اور جب اسلام افواج نے شام کو آزاد کیا تو ان میں سے ایک بزموک کے سال حضرت ابو عبیدہ کو ملا اور اس نے مصیبت کو اپنے اسلام کی خبر دی۔

(۴۷)

وفد ہمدان

ہمدان، عظیم قطافی یمنی قبیلہ سے ہے اور یہ کہلان بن سبا کے بطن میں سے ہے اور یہ بنو ہمدان بن سبا کے ہیں اور یہیں اور سلم بن ابیہ بن الحیار ہیں۔ ملک بن نزیہ بن کہلان ہیں۔ ہمدان سے بہت سے قبائل متفرع ہوتے ہیں جن میں ارحب،

موجودہ (شاید آج کل) اسے مرحمت کئے ہیں، ایم، اور عبدالرحمن شال ہیں، باقی
 ہیں ان کے وہ یارین کے مشرق میں تھے (اب جب اسلام آیا تو یہ شام، عراق،
 افریقہ، ہندوستان کی عربیہ جہاز میں مشارکت کے باعث متفرق ہو گئے۔

تاریخ اسلام میں ہمدان کو بڑی شان کا حامل خیالی کیا جاتا ہے اور یہ کہ
 (میں نے) ناک اخلاوت میں و امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب اور امیر معاویہ
 بن ابی سفیان کے درمیان ہوا، بعض کے معرکوں میں حضرت علیؓ کی جگہ
 تھے، اور حضرت امیر المؤمنین اس جانتا قبیلہ کے احسان کو بیان کرتے ہیں کہ
 فرمایا کرتے تھے کہ میں

اگر میں جنت کے دروازے پر دیوان ہوتا تو میں ہمدان سے کہتا
 سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

سعد میں تبرک سے والیچ بن ہمدان کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاس آیا اور انہوں نے اسلام قبول کیا اور مشی (سلاطین سے) آمادہ ہوا
 اور میرے علم کے مطابق ہمدان ان مرتد عناصر میں سے تھے جسے یہ
 بعض گروہوں نے سود غنسی اور عروہ بن سعدی کر رہا ہے یہی خبری کی
 میں ہارتد اور اختیار کیا۔

حیثیت یہ ہے کہ ہمدان میں اسلام بھرت سے قبل ہی پھیل گیا تھا اور
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکہ میں ہی تھے، ابن سعد نے یہ حقیقت بیان کیا ہے
 کہ ان میں سے ایک شخص جسے قیس بن مالک بن سعد بن قیس الارحبی کہا جاتا ہے
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آیا اور اس نے آپ کو بتایا
 وہ آپ پر ایمان لائے کہ آپ کے لیے آیا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمایا تم کو خوش آمدید، اسے گروہ ہمدان کیا تم تھے ان باتوں کے ساتھ
 محمد میں ہیں نے عطا ہو گئے؟ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان
 ہوں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے

جائے، اور انھیں ان کے پاس آیا اور وہ مسلمان ہو گئے اور اس سے محنت نہیں کریم حضرت
علیہ وسلم کو وہیں آکر اپنی قوم کے مسلمان ہونے کی خبر دی تو آپ نے یہ کہنے ہوئے
اس کی تعریف کی، قوم کا انھی انھیں کیا ہی اچھا ہے تو سنئے وعدہ وفا کی ہے اللہ
تبارک و تعالیٰ کہتے ہیں اور اس کی چٹائی پر ہاتھ پھیرا، لیکن رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں گئے بجز آپ نے ان کے لیے ایک دستاویز بھی
جن کا متن یہ ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے خلف کے لیے اور
خیاب المصنوب اور حقائق الرسل کے باشندوں کے لیے ایک خط
ہے جو ان کے اچھے ذوالشعار ملک میں انبیاء اور اس کی قوم کے مسلمانوں
کے واسطے ہے کہ ان کے بالقی اور شعیب عنایت سے ان کے لیے ہیں جب
تمک وہ نماز پڑھیں اور کواۃ دین بان کا چارہ کھائیں اور ان کا
گھاس وغیرہ چریں ان سے یہ اللہ کا عہد اور اس کے رسول کا
عہد ہے اور حاضرین اور انصار سے گواہی دیجیے

(۴۸)

و قد سعد العشرة

سود العشرة اذ مع قطان ایک کا بطن میں اور وہ بنو سعد العشرة ہی خاندان
ہیں، بنو سعد العشرة یمن میں رہتے تھے، ان کے کچھ قبیلوں نے ہجرت
کی اور بحرین کی جانب مغربی ساحل پر غلبہ کے بعض علاقوں کو وطن بنالیا، اور

میں میں سعد العشرۃ کا ایک بٹ تھا جسے فراتی کہا جاتا تھا، اس جب انہیں حضرت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کا علم ہوا تو انہوں نے بٹ کو توڑ دیا، اُسے
ان کے ایک شخص نے توڑا جسے زیاب کا جوتا تھا پھر زیاب حضرت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔

(۴۹)

وفد غنس

غنس وندجی قحطان کا ایک بطن بن اور ان کا نام بدل گیا ہے اور اسے غنس
بول جاتا ہے اور غنس، اپنی مالک ہے، زور و مزاح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے و لا غنس کا ایچی اور بیہ تھا وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی
سجدہ نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں آپ کے
فرمایا، حقیقت کے آئے ہو یا خوف سے؟ اس نے کہا، درحقیقت کی بات ہے کہ
خدا کی قسم آپ کے پاس ملی نہیں ہے اور خوف کی بات یہ ہے کہ قسم بخدا کہ میں
ایسے علاقے میں رہتا ہوں جہاں آپ کی فوجیں نہیں پہنچ سکتیں لیکن مجھے خوفزدہ
کیا گیا تو میں خوف زدہ ہو گیا اور مجھے کہا گیا اللہ پر ایمان لاؤ، تو میں یمن سے
آیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، غنس میں
بہت خطیب ہوتے ہیں یہ وہ خطبہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے جانے لگا جب وہ آپ کو الوداع کرنے آیا پھر چلا گیا۔ اور اسے ہی میں موت ہوئی اور اللہ

(۱۵۰)

وفد الدارین

الدارینوں، طعم قحطانوں کا بطن ہیں اور وہ بنو العادین بانی بن حبیب بن خزاعہ بن عکرمہ ہیں اور العادینوں اور وہیوں کے پڑوسی ہیں۔ ان کا جوہد ان کا اسلام لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا وہ پندرہ آدمیوں کا تھا۔ ان میں تیسہ اور کیا جسے آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، ہر سے پڑوسی بنی ہیں ان کی ولایتیاں ہیں ایک تاجر جس کی دعا چلتا ہے اور دوسری بیت عینون ہے اگر اللہ تعالیٰ آپ کو شام پہنچے دسے تو دونوں لے جائے دینا آپ نے فرمایا وہ دونوں تیری ہوئیں اور جب حضرت خلیفہ اولیٰ کی افواج سے شام کو فتح کیا تو حضرت خلیفہ اولیٰ نے حضرت تمیم کو یہ بیتیاں دے دیں اور ان دونوں کے باشندے میں ان کے لیے دستاویز لکھی، معلوم ہوتا ہے کہ الدارینوں کا وفد سلیم کے آغا زمین کیا تھا اس لیے کہ اس نے دربار میں غلام کیا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

۶

۱۔ تمیم بن اوس بن خازم الدارین النخعی، یہ نصرانی تھے پھر مشرک بنے مسلمان ہو گئے ہمت مروت گزار اور تہجد گزار تھے آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خلیفہ فاروقی کے زمانے میں ساجد میں چراغ جلایا آپ نے فلسطین میں اس لہجے میں قیام کیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو قرآن کے نزدیک جائز نہیں دیا حتیٰ بہت سے لوگوں نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے شد اسرافیل جلد ۲۲۵ و ۲۲۶، مجمع قبائل العرب جلد ۱ ص ۲۴۷، صحاح ابن سعد جلد ۱ ص ۲۴۷

(۱۵)

وفد الرہادین

الرحاء قطاف بن مذحج کا ایک بطن ہیں اور وہ بنو رعاہ بن سبئہ بن حرب بن عدنان بن عبدمنظہر ہیں ان کا وفد مشہور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ پندرہ آدمی تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وفد العنیاخت میں ملاقات کی: اور وہ وفد بنت الحارث کا گھر تھا، اور آپ نے ان سے طویل گفتگو کی اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تحائف دیے جن میں ایک گھوڑا بھی تھا جسے المرادع کہا جاتا تھا، آپ کے حکم سے اسے آپ کے سامنے مدھایا گیا تو اس نے آپ کو تعجب میں ڈال دیا اور وہ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے قرآن اور فرائض سیکھے اور آپ نے انہیں وفود کی طرح عطیات دیے پھر وہ اپنے علاقے کی طرف واپس آ گئے اور ان کی ایک جماعت آئی اور انہوں نے مدینہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا اور انہوں نے قیام کیا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور آپ نے ان کے لیے وصیت کی کہ خیر کے ایک سو دس قریب میں ان پر جاری ہیں اور آپ نے ان کے لیے ایک دستار بند بھی رکھی جسے انہوں نے حضرت سادہ کی خدمت میں فروخت کر دیا اور الرہادہ وفد میں عمر بن سبیح نام ایک شخص تھا جو مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے جہنم آباد کیا اور وہ اندر ہناک خانہ جنگی میں اس جہنم کے ساتھ حضرت امیر معاویہ کی جانب سے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلافت پر آیا۔

(۵۱)

وقد غامد

غامد اصل میں قرہ کا یہاں تو طاق قبیلہ ہے اور وہ جو غامد ہیں، اس کا نام عمرو بن عبد اللہ تھا، ان کے دس آویسوں کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا یہ ماہ رمضان سنہ ۶ کا واقعہ ہے، جب وہ عہدہ آئے تو آمنوں نے اپنے اچھے پکڑے چنے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو سلام کیا اور اسلام کو قرار دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک خمر یہ بھیجی جس میں اسلامی قوانین کا بیان تھا اور حضرت ابنی بن کعب نے انہیں قرآن سکھایا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دلوں کی طرح عطیات دیں اور وہ واپس چلے گئے۔

اور آج یہ قطعی بیانی الاصل قبیلہ سعودی عرب کی حکومت میں حجاز کے اہم قبائل میں شمار ہوتا ہے اور یہ ان کے دادا اور شریف پڑوسیوں کی طرح ہیں اور ان کے دیار، پہاڑی سلسلوں میں دور دراز علاقوں تک آباد ہیں اور ان کے مشرق کو جنوب سے قرن اور عربان اور شمال سے التلاوقہ اور مغرب سے اربیدہ اور ذفران گھیرے ہوئے ہیں اور طائف کا راستہ ان کے دیار غامد کے درمیان سے گزرتا ہے اور آج کل غامد دو قسموں میں منقسم ہیں، دیہاتی اور شہری، اور غامد کا عدد مقام راہ البازرا ہے۔

بدی قسم کو سبھی سبب کہا جاتا ہے اور یہ مختلف جگہوں میں اپنے شہری بھائیوں کے درمیان منتشر ہیں اور ریت، تریہ اور اندواسر کی دادیوں میں دُور تک پھیلے جاتے ہیں اور مختلف بستیوں میں پھرتے ہیں اور قبیلہ غامد کے ذکر کے بعد گفتگو میں ان کے پڑوسیوں قبیلہ نجران کی طرف سے آتی ہے یہ

قبیلہ بھی دو کے قطائی قبائل میں سے ہے اور اصل میں یہابی ہے اور کج کل یہ
 عجلان میں عیسر کے بڑے قبائل میں سے ہے اور یہ خیامن اور صاحب مروت
 ہیں اور ان کا دادا ازہران بن کعب بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد بن نصر (اعد
 وہی شلوۃ ہے) بن الذؤبہ سے تعلق کل ان کی مثال عیسر میں، شملی میں بنی مالک
 اور مشرقی میں غامد اور مغرب میں قدی برکات اور ذوی حسن اعد جنوب میں بنی
 اور جنوب مغربی کے درمیان واقع ہیں اور ان کے عذتے مغرب میں بکر امر سے
 منسلک ہوا چاہتے ہیں جب کہ اس سے صرف تقریباً پندرہ میل دور ہیں۔

(۵۳)

دفعہ بحیلہ

بحیلہ مکملن قحطانیہ کا عظیم قبیلہ ہے اور بحیلہ ان کی ماں کا نام ہے جس کی
 طرف وہ منسوب ہوتے ہیں اور وہ بنو غامد بن اراش بن مکملن میں جو بہت
 سے بھون میں منتشر ہو جاتے ہیں اور جاہلیت میں ان کی مثال، جبال
 السراۃ کے سلسلہ میں یمن و حجاز میں تبارک تک پھیل ہوئی تھیں جو طائف
 کے نزدیک ہے۔

بحیلہ، جاہلیت میں ایک خوف ناک عربی قوت تھے، حتیٰ کہ انہوں نے
 جبال السراۃ کے بہت سے قبائل سے محاربہ کیا جن میں قبیلہ خثعم بھی شامل ہے
 انہوں نے ان کو ان کے دیار سے نکال دیا اور وہاں رہ لیں پھر میر ہو گئے
 اور وہ کہیں متنازع کے بغیر جبال السراۃ کے سر در پہن گئے اور وہ متفق
 و متحد تھے حتیٰ کہ ان کے درمیان خوف ناک خاتم جنگی ہو گئی۔ قریب تھا کہ
 وہ انہیں تباہ کر دیتی اور اس جنگ کے بعد بحیلہ کمزور ہو گئے بلکہ شکست
 خوردہ اور ناتج بحیلہ کی قوت تباہ ہو گئی ایسے وہ منتشر اور پراگندہ ہو گئے

اور ان کا سرِ وطن، قبائلِ عرب میں سے کسی قبیلے کا پڑوسی بن گیا یا اس میں بل جمل گیا اور وہ مسلسل ہمارے گندہ اور منتشر رہے حتیٰ کہ حضرت خلیفہ عمر بن الخطابؓ نے انہیں اکٹھا کیا اور یہ کام حضرت جریر بن عبد اللہؓ بھلی کی اپیل پر اس وقت ہوا جب وہ عراق میں عربِ جرہاد کے کمانڈر تھے اس طرح بحیلہ کی قبائلی وحدت واپس لوٹ آئی اور ان میں سے ایک ہزار جانباڑوں نے سرکردہ قادیسیہ میں شمولیت کی۔

ان کا جو وفد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا وہ ایک سو بیس سو آدمیوں پر مشتمل تھا جن کے سربراہ حضرت جریر بن عبد اللہ البھلی تھے۔

صلہ حضرت جریر بن عبد اللہ البھلی بحیلہ کا نسب اتحادِ ابنِ ارشد بن کملان بن سبأ بن یحرب بن قطان پر مشتمل ہوتا ہے، حضرت جریرؓ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چالیس روز قبل مسلمان ہوئے، اسد الغابہ جلد ۱ ص ۲۹۹، حضرت جریرؓ خواہ رویت آدمی تھے حتیٰ کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا حضرت جریرؓ، اس امت کے بے صفت ہیں اور آپؐ اپنی قوم کے سرور تھے، حضرت جریرؓ اور آپؐ کی قوم نے سرکردہ سید میں بڑا غلبہ کر دیا اور اکیلا ہے، حنفیہ کے افسوس ناک سرکردہ قبل، حضرت جریرؓ اگر امت کے دوران حضرت معاویہؓ کی طرف متحرک تھے، یعنی اندھ عنہ کے ایچی تھے اور حضرت جریرؓ، صاخر اور دھڑلش آدمی تھے اور کوفہ میں رہائش پذیر تھے، پھر آپؐ نے کوفہ کو چھوڑ دیا اور فلسطین کے شہر قرنیسیا میں رہائش اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی۔

بہت سے لوگوں نے آپؐ سے حدیث روایت کی ہے، جن میں آپؐ کے بیٹے عبید اللہؓ، المنذرؓ اور ابوبکرؓ اور شعبیؓ اور ابن ابی حازمؓ مشافہ ہیں۔ حضرت جریرؓ کی وفات ۳۸ھ میں ہوئی اور جنس نے آپؐ کی وفات ۳۸ھ میں بیان کی ہے۔

عدایت ہے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ البجلیؓ میں مرید آئے اور آپ کے ساتھ آپ کی قوم کے ایک سو بچا میں آدمی تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — اس راستے سے تھکے پاس میں والوں کا ایک بہتر شخص آئے گا اس کے چہرے پر شاہی نشان ہوگا، آپس حضرت جریرؓ اپنی اونٹنی پر گئے اور آپ کے ساتھ آپ کی قوم کے لوگ تھے پس انہوں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی، حضرت جریرؓ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور آپ نے میری بیعت کی اور فرمایا تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور تو نماز قائم کر اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھ اور مسلمان کی خیر خواہی کر اور دوائی کی اطاعت کر خواہ وہ بھی غلام ہو، حضرت جریرؓ نے کہا بہت اچھا اور آپ نے اس کی بیعت لی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت جریرؓ سے ان کے پیچھے کا حال پوچھا کرتے تھے، حضرت جریرؓ نے کہا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا ہے اور انہوں نے اپنی مساجد اور محنتوں میں اذانیں دی ہیں اور ان بتوں کو جن کی پرستش کی جاتی تھی، توڑ دیا ہے، آپ نے پوچھا، ذوالخلفہ (بخت) نے کیا کیا ہے؟ حضرت جریرؓ نے عرض کیا وہ اپنی حالت پر قائم ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راحت دینے والا ہے۔ انشاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ذوالخلفہ کے ٹوٹنے کے لیے بھیجا اور آپ کے لیے جھنڈا باندھا، آپ نے عرض کیا میں گھوڑے پر چم کر بیٹھ نہیں سکتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پیٹ پر ہاتھ بھر کر فرمایا اے اللہ اسے ہادی اور صمدی بنا دے، آپس آپ اپنی قوم کے لقب یا دوسو جوانوں کے ساتھ ذوالخلفہ ہوئے اور جلمہ ہی واپس آ گئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آپ نے اسے توڑ دیا ہے؟ حضرت جریرؓ نے کہا دیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ننان

کرنا تو ان میں بہت قتل و ملامت اور جہاد وہ بتاتا تو لوگ کہتے حضرت موت اور موت
آگئی ہے اس لیے یہ نام اس پر بولا گیا پھر علامہ حضرت موت پر اس نام کا اطلاق
ہو گیا۔

اور مورخین تائید کیا ہے کہ یہ بیان کہتے ہیں کہ غزوہ اسلام مکہ حضرت موت بن قحطان
کے بیٹوں میں سے ان کو کہ کندہ کے بیلو بہ بیلو جو حضرت موت بن قحطان کے
بیٹوں میں سے نہ تھے، بادشاہ پانے جلتے تھے اور وہ اس کے بھائی کے
بیٹوں میں سے تھے، ابن سعد نے اپنے طبقات میں وہ حضرت موت کے رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا حال بیان کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ
حضرت موت کا وفد کندہ کے وفد کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آیا اور وہ خود نبی ملک حضرت موت تھے (حمدة، فخری، شرح اور البصیر)
انہوں نے اسلام قبول کیا اور فخری نے کہا یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے
کہ وہ میری زبان سے ہنگامہ کو دور کر دے آپ نے اس کے لیے
دعا فرمائی اور حضرت موت کے وفد سے اسے کھانا کھلایا۔

اور حضرت موت کے وفد میں کندہ کا بادشاہ داخل بن حجر بھی آیا کندہ کے
وفد کے متعلق ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں اور اس نے رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے کہا میں اسلام کی رغبت سے آیا ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم اس کی آمد سے خوش ہوئے اور اس کے لیے دعا فرمائی اور اس کے
سر پر ہاتھ پھیرا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگ اکٹھے ہو
جائیں اور اس پر سنے داخل بن حجر کی آمد کی خوشی میں الصلوات جامعہ کے احقان کہنے
کا حکم دیا نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو
حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ ہیں اور اسے در انصاف میں آتا رہے پس
حضرت معاویہ مشہد بدر گری کے وقف پر پہنچا پھیل چلے اور داخل بن حجر
سوار تھے، حضرت معاویہ نے داخل سے کہا کہ وہ اپنا جو تا انہیں غارت

دے دیں تاکہ وہ اس کے ذریعے گرمی کی پیش سے محفوظ رہیں، وائل نے انکار کیا اور کہا نہیں، میں اسے دوبارہ چھٹنے کا نہیں، میں نے اسے پہن لیا ہے۔ اور یہ وائل کا برتری جتنا تھا کہ وہ بادشاہ ہے اور بادشاہ اس چیز کو نہیں ہٹاتا جسے دوسرا پہن لے، حضرت معاویہ نے اسے کہا، پھر مجھے بھی پہنٹھاؤ، اس نے کہا تو بادشاہوں کے مجھے سواہر ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔ حضرت معاویہ نے کہا، گرمی نے میرے پاؤں جلادے ہیں، وائل نے کہا، میری ناک کے سائے میں چلو تمہارے لیے یہی شرف کافی ہے، حضرت معاویہ نے صبر سے کام لیا پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وائل کی باتوں سے آگاہ کیا آپ نے فرمایا اس میں جاہلیت کا اکرٹھن پایا جاتا ہے۔

اور حضرت معاویہ نے وائل کی یہ باتیں نہ بھلائیں اور جب حضرت معاویہ کو خلافت ملی تو وائل، دمشق میں آپ کے پاس آیا اور آپ کو یہ واقعہ یاد دلایا لیکن حضرت معاویہ نے اس کا بہت اکرام کیا اور اسے تخت پر بیٹھنے کا تہہ بٹھا یا، وائل نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کو اپنے گھگھے سے ارکھ کر لیا یعنی اس روز جب اس نے آپ کو جوتا دینے سے اور اپنے پیچھے بٹھانے سے انکار کیا تھا۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وائل بن حجر کے لیے ایک حجر رکھی جس کے بموجب آپ نے اسے حضرت کے اس علاقے پر جو اس کے ماتحت تھا دلی تفریق کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آستے ولسکی آمد پر خطا قریہ خطبہ نہیں دیا مگر جب شاہ کندہ وائل آپ کے پاس آیا تو آپ نے اپنی دینہ کو بھر میں جمع کیا پھر ان سے خطاب کیا اور فرمایا میں لوگو! یہ وائل بن حجر ہے جو حضرت کے ماتحت ہے اس پر اپنی آواز کو ملایا کیا

۱۔ اس حجر کا متن، لطافت ابی سعد اور الوشائئ السیاسیہ مؤلفہ حمید اللہ میں دیکھیے۔

— سے اسلام کی رحمت سے تمہارے پاس آیا ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرموت کی ایک عورت تھی جسے ترقہ بنت کلیب کہا جاتا تھا، جب اسے حضرت جبریل علیہ السلام کے ظہور کا علم ہوا تو اس نے آپ کے لیے لباس تیار کیا پھر اس نے اپنے بیٹے کلیب بن اسد بن کلیب کو بلایا اور اسے کہنے لگی، اس لباس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ تو وہ دو ماہ کی مسافت طے کر کے اسے مدینہ لایا پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھ دیا اور وہ لباس آپ کو دیا اور مسلمان ہو گیا۔ اور کلیب اپنے اس مبارک سفر کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

اسے برہنہ پایا اور مجھ کو پہننے والے سے بستر شغص، مضبوط اور طاقتور اونٹ مجھے برکت کی بلند یوں سے آپ کے پاس لے آیا اس نے میرے ساتھ لیے ہیا بان کو لے لیا جس کے گھاٹ غبار لودتھے، جب اونٹ خشک جاتے تو وہ مزید آگے بڑھ جاتا، میں اسے خوف کے باعث آخر تک دوڑتا چلاتا رہا اور اسے شخصی اس سے میں ثواب کا امیدوار تھا، آپ وہ نبی ہیں جس کی ہم خبر دیا کرتے تھے اور تو راست اور رسولوں سے آپ کے متعلق بشارت دی ہے۔

(۵۵)

فصل ششم

ششم، عظیم قحطانی قبیلہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ صحابہ کا تعلق قبیلہ

۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۵۱۲ ۲۔ ہزاروں سال سے حضرموت میں ایک مشہور کنواں ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرموت اور مدینہ کے درمیان دو ماہ کی مسافت ہے ۳۔ معجم قبائل العرب جلد ۱ ص ۲۳۳ و معجم ماہستعم جلد ۱ ص ۲۳۳

۱۔ (المصالح الجوهري جلد ۲ صفحہ ۴۲) پھر یہ ہیں چلے گئے اور انہی کی طرف منسوب ہو گئے اور یہ خشم بھی انہی پر آراشیں ہوئے عمرو بن العاص بن ابی العاص بن زید بن کلاب کے چیلے ہیں اور ان کو منزل جبال المسراۃ (محاورہ) میں تھیں اور جب لڑو نے سد بادب کے گرنے کے وقت یمن سے ہجرت کی تو ارد نے خشم سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور انہیں ان کے پہاڑوں سے اتار دیا اور ان پر قابض ہو گئے، پس خشم (فرگشتے اور بنشہ اور زمرہ) کے درمیان کھنکی زمین میں سکونت اختیار کرنی، پس خشم، یمن چلے گئے اور کہنے لگے، اہم قحطان کی اولاد ہیں اور ہم معد بن عدنان کی طرف منسوب نہیں۔

خشم کا وفد مستحضر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ حضرت جریر بن عبد اللہ الجہنی کے ذوالقدر کو جو خشم اور عبیدہ کو ثابت غفلا، توڑنے کے بعد کا واقعہ ہے ان کے وفد نے آکر اسکا سلام قبول کیا اور کہنے لگے ہم اللہ اور اس کے رسول پر اور جو کچھ وہ اللہ کے ہاں سے لیا ہے اس پر ایمان لائے ہیں ہمیں ایک تحریر لکھ دیجیے اور اس میں جو کچھ لکھا ہو ہم اس کی اتباع کریں پس آپ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھی جس میں حضرت جریر بن عبد اللہ اور جو لوگ موجود تھے انہوں نے گواہی ثبت کی۔

(۵۶)

وقد الاشعر بن

اشعری، قحطانی کلمانی قبیلہ ہیں اور یہ بنو الاشعر بن ادویہ زید بن شیبہ بن عرب بن زید بن کلمان بن سبا ہیں، ان کے علاقے یمن کے حنابلہ کے

غریب میں ہیں اور ان میں القحط اور الحسب بھی ہیں اور نہ بید تک پہلے ہوئے ہیں، اس کو خبر کے اختتام پر ان کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان میں حضرت ابوموسیٰ اشعری بھی تھے۔ اہل ان سب نے اسلام قبول کیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی اور فرمایا، اشعری لوگوں میں اس کی تحصیل کی مانند ہیں جس میں کسٹوری ہو سکتی ہے نیز فرمایا اشعری نہ بھگتے ہیں اور نہ شکست کھاتے ہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعریوں کو خیمہ کی غلامی میں سے نصیحت دی اور وہ یمن سے سحرہ کے راستے کشتیوں میں بھاڑ آئے۔

(۵۷)

وفد از د عمان

قبل ازین قبیلہ اند اور اس کی فرود کے متعلق وسیع شرح ہو چکی ہے۔ یہی ہیں جس سے ارد عمان بھی ہے، اہل سحرہ نے بیان کیا ہے کہ بنی عمان سفیان ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اعلیٰ بن حضرت کو اسناد دی تو ان کا تسلیم دینے اور ان کے احوال کا صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا اور ان کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور ان میں اسد بن سہرج العاجی بھی تھا۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور آپ سے

لے آپ کے حالات ہمارے کتاب غزوہ حنین میں دیکھیے۔

لے جہانم ابن سعد جلد ۱ ص ۳۴

لے مشکوٰۃ المصابیح

لے حضرت اعلیٰ کے حالات اس سلسلہ کی گذشتہ کتب میں بیان ہو چکے ہیں۔

گزارش کی کہ آپؐ کے ساتھ کسی شخص کو بھیجیں جو ان کے دین کو درست کرے
حضرت خزیمہؓ ابھی ہی گئے۔ آپؐ کا نام درگ بن غوط تھا۔۔۔ کہا، مجھے
ان کے پاس بھیج دیجیے ان کا بھدرا احسان ہے، انہوں نے جنوب کی جنگ
میں مجھے قید کر لیا، اور بھدرا۔۔۔ جان کیا پس آپؐ نے انہیں ان کے ساتھ بھیج
دیا اور ان کے بعد عمر بن عیادؓ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ آیا اور
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپؐ کس کی عبادت کرتے ہیں اور
کس کی طرف دعوت دیتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے جواب
اس نے کہا: میں سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں متحد کرے اور ہم میں اُلفت پیدا
کرے آپؐ نے ان کے لیے دعا کی اور سداور اس کے رخصتی مسلمان ہو
گئے بلکہ

(۵۸)

وفد غافق

غافق۔۔۔ ایک قطیفی کا بن جن دریدہ بنو غافق بن الشاہد بن عکب بن جعفر
بن عبد اللہ بن المازد ہیں، غافق کی اسلام میں بڑی شان ہے اور اسلامی فتوح
کے پھیلاؤ کے زمانے میں ان میں سے بہت سے جیوش کے کمانڈر اور
المراد ہوئے ہیں اور ان میں سب سے بلند شان اور بلند شرف، قرآنس کی
حرد سید جہاد کا پیر و، عبد الرحمن غافقی ہے جو پانچ لاکھ سہاسیوں کو جنوں
قرآنس میں لے گیا اور پیرس سے تقریباً تین سو چھاس کیلو میٹر کے فاصلے پر
پہنچ گیا، مگر شاہ شادان، اٹل، اٹل کے سڑیا، مگر جرمنی کو اسلامی جہاد کے
مقابلے کے لیے متحد کرنے میں کامیاب نہ ہوتا تو قریب تھا کہ وہ پورے
قرآنس کی فتح کنی کر دیتا اور اس نے امیر غافقی سے بواغیہ شہر میں ٹر بھیڑ

کی اور دونوں فرق مسلمان اور صلیبی ایک فیصلہ کن سرے کے میں گتھ گئے اور اگر اچانک
 دروناک واقعہ نہ ہوتا جس نے پوزیشن کو صلیبوں کے حق میں گھوڑا تو اس جنگ
 میں — سات دن بعد — فتح کی غلامت اشارہ کرنے یقین کہ غافقی کی فوج
 لا محالہ فتح پائے گی اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ سالار عامر عبدالرحمن غافقی کی پیشانی پر
 جب کہ وہ سر کر کے کمان کر رہا تھا، تیر لگا اور اس سے شرف شہادت حاصل کیا اور
 اس کی فوج کو جس کا مورال اپنے بہادر سالار غافقی کے قوت پر جا بے کے بعد
 گر گیا تھا شکست ہو گئی (دیکھیے غزوات العرب فی اروپا و جزائر البحر الا بیض فی
 تاریخ شکیبہ اسلام رحمہ اللہ)

غافقی کی منامہل یمن کے مغرب میں تہام میں واقع ہیں اور وہ جلیعہ بن شہار
 بن صحار غافقی کی سربراہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس کی
 ساتھ اپنی قوم کے آدمی بھی تھے اور وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ہم قوم کے معتمد
 آدمی ہیں اور ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہمارے صدقات (دکوۃ)
 ہمارے معتمدوں میں بند ہیں آپ نے فرمایا جو مسلمانوں کے لیے ہے وہ
 لیے ہے اور جو عسکر وادی ان پر ہے وہ تم پر بھی ہے، عوز بن سریم غافقی
 کہنا چاہا اللہ یہ ایمان لائے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار
 کی ہے

(۵۹)

وفد باریق

باریق — غزاعہ کا ایک بطن ہیں اور وہ شاہ نامہ عرب عمرو بن مزیعہ
 نسل سے ہیں جس کا لقب (داد السام) تھا، اور وہ بنو باریق ابن عدی بن عامر

یہ مزیں بیاہن عامراء و السوادہ ہیں، یہ بھتی خیر کے حلیف تھے اور انہوں نے کوئی نہ کوئی سکونت اختیار کی اور ان میں ہر شے باری شہد سالاد ہو رہی ہے جو ان بہادروں میں سے ایک تھا جنہوں نے عمان اور اہرقہ میں مرتدین کے قتل کا استیصال کرنے میں حصہ لیا۔

بارق مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے انہیں دعوت اسلام دی تو وہ مسلمان ہو گئے اور بیعت کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک دستاویز بھی جس کا متن یہ ہے:

یہ تحریر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے

بارق کے لیے ہے

ان کے چل نہ کاٹنے جائیں اور موسم بہار اور موسم گرما میں ان کے علاقوں کو بارق سے پوچھے بغیر نہ چرایا جائے اور مسلمانوں میں سے جو شخص جنگ یا فطری میں ان کے پاس سے گزرے اس کی تین دن ضیافت کریں اور جب ان کے چل یک جائیں تو ادھر ادھر سے کھانے کے بغیر، مسافر کے لیے پیٹ بھر کرے جوئے پھل بہی، حضرت ابو عبیدہ، حضرت حذیفہ بن الیمان نے گواہی دی اور حضرت ابی بن کعب نے تحریر لکھی ہے

(۱۶۰)

وفد و فوس

فوس کا نام متحدہ قحطانی اور عبد ثانی قبائل پر ملا جاتا ہے اور جس

دوس کے حالات ہم بیان کر رہے ہیں وہ ارد کا قطعاتی قبیلہ ہے (ارد و شنودہ) اور یہ قبیلہ زہران، بنی کعب بن الحارث بن عبد اللہ بن النک بن نصر کی شاخ میں۔
 — ارد و شنودہ — بنی الارد ہیں، ان کے ساکن جبال السروات میں ہیں جو تمام عربوں کے نزدیک ہیں۔

اسلام، دوس میں قدیم سے ہے، یہ لوگ اپنے سردار، بطلیل ابن عمرو کے ساتھ ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے، ان کا وفد، انشی آدمیوں پر مشتمل تھا جن میں حضرت ابو ہریرہ بھی شامل تھے یہ لوگ مدینہ گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خیبر میں یہودیوں سے برسرِ پیکار تھے، یہ وہاں آپ سے ملے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر کی نعمت سے حصہ دیا اور ان میں سے ایک شخص جس کا نام عبد اللہ بن زید تھا کہنے لگا یا رسول اللہ مجھے اپنی قوم میں ایک مقدمہ حاصل ہے، مجھے ان کا امیر بنادینگیے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے دوس کے بھائی اسلام کا آغاز مسافرانہ حالت میں ہو رہا ہے اور غنقریب وہ مسافر ہو چکے گا پس جس نے اللہ کی تصدیق کی، نجات پائے گا اور جو کسی اور چیز کی طرف پھرا، ہلاک ہو جائے گا اور قری قوم کا زیادہ ثواب پاسنے والا وہ شخص ہوگا جو اللہ سب سے زیادہ سچ بولنے والا ہوگا اور قریب ہے کہ حق، باطل کو مغلوب کرے۔

دوس کے جاننا قبیلہ نے طائف کے محاصرہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہادت کی اور اس کی اس ہجاری ہجری میں بغینہ تھی جس کا کمر اور اطفال بن عمرو تھا۔

یہ میرے سامنے سوانح کی جو کتب موجود ہیں ان میں مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔
 لکھ دیجیے ہماری کتاب غزوہ حنین (فصل حصار طائف)، اور اس میں بطلیل بن عمرو کے حالات بھی ملاحظہ کیجیے۔

اور اس کے ساتھ چار سو جانباڑ بھی تھے۔

(۱۶۱)

وفد ثمالہ

ثبات - شتوۃ کا بعض ہیں جو از وقطعہ نیہ سے ہیں، اور وہ قبائل حجاز میں سے ہیں ان کے دیار حلف کے نزدیک واقع ہیں، اور وہ جو ثمالہ بن اسلم بن نجیح بن کعب بن امارت بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر - اور وہ شتوۃ سے ہیں - ان کا وفد، فتح مکہ کے بعد سب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انھوں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک تحریر لکھی جس میں ان کے اموال پر درصہ زکوٰۃ کا بیان تھا اور یہ تحریر حضرت ثبات بن نفیس بن ثمالہ نے لکھی اور حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت محمد بن مسلمہ نے اس میں گواہی دی۔

(۱۶۲)

وفد الحندان

حندان کا نام عرب کے متعدد قبائل پر بولا جاتا ہے، لیکن مرجع قول یہ ہے کہ جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ اند قعدل کا بعض ہیں، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ بھی شمالہ اندولوں کے وفد کے مشترک وفد کے ساتھ آئے اور وہ جو حندان بن شمس بن عمرو بن غنم بن غالب بن عثمان بن نصر بن ہیران بن کعب

بنی الحارث بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نضر بن الازد ہیں، ان کی منازل، حجاز میں
جبال السراة میں واقع ہیں اور معنوم ہوتا ہے کہ وہ ———۔ اسلام کے پھیلاؤ
کے وقت ———۔ بصرہ میں دشمنی پذیر ہو گئے اور انھوں نے اسلام قبول
کیا اور آپ نے ان کے لیے اور بنی ثعلابہ کے لیے ایک مشترک حجر بن لکھی جس پر
اللہ نے ان پر نہ کوآۃ فرض کی ہے اس کا بیان تھا اور ان کے وفد کا سربراہ
سید بن ہزان المدنی تھا یہ

(۶۳)

وقد اسلم

اسلام کا نام عرب کے متعدد قبائل پر پورا جاتا ہے مگر مؤرخین اور سوانح نگاروں
کا اسلوب کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں جن لوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے
وہ بنو اسلم بن انصی بن حارث بن محمد بن عامر بن قیس شاہ عارب ہیں اور یہ قرآن
کا بطن ہیں جو ان کی منازل مدینہ منورہ کے نزدیک واقع ہیں اور ان کی بستیوں
میں سے (دوبرہ) بھی ہے جہاں مجوروں کے مدخت ہیں۔

اسلام کا وفد، عمیرہ بن انصی کی سربراہی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آیا اور کہنے لگے ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور ہم سے
آپ کے راستے کی اتباع کی ہے، آپ ہمیں کوئی مقام دیں تاکہ عرب اس کی فضیلت
کو جان لیں، ہم انصار کے بھائی ہیں اور ہم سے دغا کرنا اور آسائش اور سختی میں
ہمارے مدد کرنا آپ پر لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اسلم کو اللہ مسلم رکھے اور غفارا کو اللہ بخشتے ہیں

(۶۴)

فہم جذام

جذام — خطایوں کا عظیم بطن میں زور و زور جو جذام بن عدی بن اعمار بن
بن مرہ بن ادد بن زید بن شیب بن عرب بن نذیر بن کلان ہیں مجذام سے
بہت سے بطون متفرع ہوئے ہیں، جو جیلی جنکی میں رہتے ہیں اور ان کی منازل
میں سے تبرک اور شہم کے اذرع تک پھیلی ہوئی ہیں، ظہور اسلام کے وقت
جذام اردنیوں کے حلیف تھے اور حضرت زید بن حارثہ نے ان سے جنگ
کی اور موت کے مشہور معرکہ میں جذام اردنیوں کے ساتھ ہو کر مشہور میں مسلمانوں
کے خلاف لڑے اور ایسے ہی وہ سیکلہ میں انطاکیہ میں ہزقل کی فوج میں شامل
تھے۔

جذام، عربوں میں سے پہلے لوگ ہیں جنہوں نے مصر میں سکونت اختیار
کی، یہ حضرت عمرو بن العاص فاتح مصر کی فوج میں آئے اور انہیں مصر میں شہر جاگیر
میں دیے گئے اور یہ شہر تکمیل کے قریب کے مشرق میں الحوف میں رہتے
ہیں۔

محمد نبوی ص: اسلام، جذام میں عام نہیں ہوا تھا اور اس کی دلیل یہ ہے
کہ ان کے بڑے بڑے گردہوں نے شام میں سیکلہ میں خلافت کی فوجوں
کے ساتھ جنگ کی لیکن جذام کے کچھ عناصر، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے اور دوسرے عناصر نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی طرف اپنے اسلام کے ساتھ ایک شخص بھجوا دیا جو رومیوں کا دلی تھا اور اس نے اپنی زندگی کو اپنے اسلام کی قیمت کے طور پر دیا اور وہ لوگوں کو جبے دیوں کو اس کے مسلمان ہونے کا پتہ چلا تو انھوں نے اسے قتل کر دیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ رفاعہ بن زید الخزامی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کی مصالحت کے درمیانی زمانے میں قحطِ خیبر سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے تحریر لکھی جس کا متن یہ ہے :

یہ تحریر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رفاعہ بن زید کی وساطت سے اس کی قوم کی جانب ہے اور ان کے لیے بھی ہے جو ان کے ساتھ مشاغل ہو کر انہیں دعوت الی اللہ کریں پس جو قبول کرے وہ حزب اللہ میں ہے اور جو انکار کرے اس کے لیے دعوۃ کی امان ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس کی قوم نے اس کی باستان فی اور مسلمان ہو گئے۔

ایسے ہی جذام کے ایک شخص فرد بن عمرو بن الخافرقہ نے جو شام میں اپنے قریبی عربوں کا امیر تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا اور فردہ کا بیٹا کو اتر مہمان تھا پس جب رومیوں کو اس کے اسلام میں داخل ہونے کی اطلاع مل تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا پھر اسے قتل کر دیا اور صلیب دے دیا اور اس نے ان کے قتل کرنے سے قبل کہا کہ مومنین کے سرور اور ان کو یہ پیغام پہنچا دو کہ میں اپنی ٹہلوں اور اپنے مقام کو اپنے رب کے سپرد کرنے والا ہوں۔

کے لیے جو حمرہ سے ایمان لانے والی کا ایر سہے ان پر تعلیمت گری تہ
کی جاسے دور نہ ان سے مزاحمت کی جاسے اور ان پر اسلامی احکام
کو قائم کرنا فرض ہے پس جس شخص نے (روین کو) بدلا اس نے جنگ
کی اور جو اس پر ایمان لایا وہ امنہ اور اس کے رسول کی امان میں ہے
بگڑی پڑی چیز کی۔ دیکھنی ہوگی اور چرنے والی کا اعلان ہوگا اور بڑائی
نخس کو بھی اورہ فرہنی کو لپیٹ دیا جائے گا۔

حضرت محمد بن مسلمہ نے لکھا ہے

اور میں سدا اپنے طبقات میں بیان کرتا رہا ہے کہ ایسے ہی مردہ کا ایک شخص جس کا نام زمیر ہے قرعہ تھا اور سونے کو ہم صل اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور سونے کو ہم صل اللہ علیہ وسلم اس کے لئے مسافت کی وجہ سے اسے قریب کر سنے اور اس کی عزت کرتے تھے اور جب یہاں سے واپس جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے نام درج کیا اور اسے سونے دہی اور اس کے لیے ایک ٹھکانہ رکھی تھی

(44)

وقم

حمیرہ قحطیوں کا غلیم بطن ہے اور یہ ان دو بڑے جرموں میں سے ایک ہے

۱۰ طبقات ابن سحر جلد ۱ صفحہ ۴۵۵

مکہ اسد القابہ میں زہیہ کے حالات میں صرف اس کی آمد اور آپد کے اس کی طرف خیالی دیکھنے کے ذرا عجیب بیان نہیں ہوا۔

۳۶. طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۵۶

جس کی طرف تمام قبائلی عیسویں ہوتے ہیں اور وہ کھلان ہی سببا اور عمیر ہیں
سببا ہیں اور عمیر کا نام (العرج) ہے، اللہ انہی نے بیان کیا ہے کہ قحطان ہیں
تین عمیر ہیں۔ اکبر، الصغر اور ادنیٰ۔

اسلام سے قبل، بعض عمیر نے یسوعیت اختیار کر لی اور بعض آفتاب کی پرستش
کرتے تھے اور جابلیت میں متعادیں عمیر کا ایک گھر تھا جسے وہ نام کما جاتا تھا، یہ
اس کی تعلیم کرتے تھے اور اس کے پاس قرطانیان کر کے اس کی قربت طلب کرتے
تھے۔ اور عمیر کی بڑی بادشاہت تھی اور ان میں بڑے بڑے بادشاہ تھے اور
ملکت عمیر کا علاقہ، سرزمین ایران، افریقہ اور ہندوستان تک ممتد تھا۔ اور
انہوں نے اسلام سے قبل طویل مدت تک ان تمام علاقوں پر حکومت کی اور
غناسمہ سے قبل شام میں حصارہ کے عمیر کی حکومت تھی اور قضاہ کی ایک
قوم شام کے جنوب میں بادشاہ تھی حتیٰ کہ ان کے ہزارو غناسمہ نے ان
سے جنگ کی اور ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

اور جب اللہ تعالیٰ اسلام کو لایا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام
بڑے بڑے سرکوں میں فتح پائی تو ملک عمیر نے اسلام میں شامل ہونے کا
فیصلہ کیا اس لیے۔۔۔ اور دشمنان مسلمانوں میں۔۔۔ انہوں نے یمن
سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے اسلام کے ساتھ ایچی
بجھوایا اور وہ چار بادشاہ تھے، نعیم بن کلال، الحارث بن عبد کلال، نعمان

۱۔ الامام الکلی صلاہ علیہ وسلم قبلی العرب جلد اول

۲۔ دیکھئے ہماری کتاب العرب فی الشام قبل الاسلام۔

۳۔ اسد الغابہ دروید سوانح کی کتب میں اس نعیم کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ
کے سوا کچھ بیان نہیں ہوا۔

۴۔ سوانح کی کتب میں حارثہ کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

ماکرم ذی ریحین اور زرعۃ ذویزین اور ان بادشاہوں کی طرف سے مالک بن مرادۃ
المرادی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی تھا، ان لوگ سب رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گھسے۔ جنہوں نے شرک اور اہل شرک کو چھوڑ دیا ہے
پس آپ نے ان کے اچھے کام کیا اور اُسے دارالفضیلت میں آنا دیا پھر
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں لوگ کو ایک خط لکھا جس کا متن
یہ ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے : الحارث بن عبد کلان
نعمین بن عبد کمال نعمان حاکم ذی ریحین اور معاہدہ اور زرعۃ ذویزین
کی طرف ، اب بعد ازیں تمہارے ساتھ میں کر اس اللہ کی تعریف
کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کے وعدے کے

سوا کچھ نہیں کرتا اور اس کے تین : دشادہ ساتھ میں اس کے قبولی اسلام
کے واقعہ کے سوا کچھ بیان نہیں ہوا۔

اس سوانح نگاروں نے صرف زرعۃ کے قبول اسلام کا واقعہ اور اس کے ساتھ
تس بیان کیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلے بھی کیا کہ
اسے بیان کر چکے ہیں اور اصحاب حدیث و سیر میں سے کسی نے اس بات کا
ذکر نہیں کیا کہ ان چار بادشاہوں میں سے کسی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
علاقات کی ہے ، یہ مسلمان تھے لیکن معاہدہ میں سے نہ تھے۔ اس کے علاوہ القاب میں بیان
ہے کہ حضرت ابو مسعود نے فرمایا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ کے پاس
مالک بن مرادۃ المرادی موجود تھا اور عطاء بن سیدہ سے جو مالک بن مرادۃ المرادی
روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دل میں ایک دانہ
کے دانے کے برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا اور جس کے دل میں دانہ کے دانے
کے برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

والپس پر سب کا اچھا نہیں ملا اور ہم نے دین میں ملائی تھی اور جو پیغام
 تم نے بھیجا ہے وہ اس سے پہنچا یا وہ نہیں تمہارے اسلام کی اور
 تمہارے مشرکین کو قتل کرنے کی خبر دے گی، بلاشبہ اللہ تبارک و تعالیٰ
 نے اپنی حمایت تمہیں دی ہے اگر تم اصلاح کرو اور اللہ اور اس کے
 رسول کی اطاعت کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور غنیمت سے
 اللہ کا خمس اور اس کے نبی کا خمس اور اس کا مخصوص حصہ اور
 جو اللہ تعالیٰ نے مومنین پر صدقہ فرض کیا ہے ادا کرو اور جس
 زمین کو چاہتے ہو اور باغ و شجر اور آب و کھجور اور جسے قتل
 حرام کرے اس کا نصف عشر ادا کرو۔
 اور یہ ایک عہد تھا جس میں قرآن اور سنت سے وصال نہیں ملے۔

(۶۷)

وفد نصاریٰ بخران

اسلام سے قبل بخران میں عربوں کی ایک جماعت نصرانیت پر قائم تھی اور
 انجیل کی تحریف سے قبل۔ ان میں سے ایک جماعت
 دین توحید دین عیسیٰ علیہ السلام پر قائم تھی اور ان میں وہ اصحاب الاعدود
 (خند فوں و اسے) بھی تھے جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے اور یہود
 وہ لوگ تھے جنہوں نے ان مومنین کو عذاب دیا اور خندقوں میں انہیں ملا
 دیا۔

اور جب اللہ اسلام کو لایا تو بخران میں عرب نصاریٰ کی ایک جماعت

موجود تھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خط لکھا تو وہ ایک دفعہ میں جو ان کے اشراف کے چند رہنماؤں پر مشتمل تھا، مدینہ آئے اور ان کا سربراہ عبداللہ بن ابی اسلمہ ایک شخص تھا جس کا لقب (العقاب) تھا اور وہ کندہ سے تھا اور ان کا امیر تھا اور سیاست و حکمرانی میں ان کا مرجع تھا اور ان کا پیشب۔ اور عالم اور دھرم اور ان کے رہنماؤں میں ابوالخارثہ بن علقمہ تھا اور وہ بنی ربیعہ سے تھا۔

اور جب وہ سر پہنچے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے آپ
اس وقت مسجد میں تھے اور ان پر مٹی چا دی۔ درمیان سے مٹی جوں چا دیں نہیں
اور مسجد کے اندر وہ اپنی موجودگی کے دوران مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی نوازیں
پڑھتے رہے، صحابہ نے انہیں روکا دھکائی چاہی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا نہیں چھوڑ دو، پس مسجد میں انہوں نے اپنی نوازیں کی اور رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کیا اور درمیان شروع شروع میں ان سے
بات نہ کی تو وہ تعجب ہوئے، حضرت عثمان بن عفانؓ نے انہیں کہا: آپ کا
یہ رویہ تمہارے اس لباس کی وجہ سے ہے، یعنی ان کے دشمن پہننے کی وجہ
سے، تو وہ اس روز واپس چلے گئے پھر وہ ماہیوں کے لباس میں رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے سلام کیا تو آپ نے انہیں
جواب دیا پھر آپ نے انہیں دعوت اسلام دی تو انہوں نے انکار کیا اور
ان کے درمیان بکثرت گفتگو ہوئی اور مجھڑا ہوا اور رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے انہیں قرآن سنایا لیکن انہوں نے دخول اسلام کے بارے میں
اپنے انکار پر اصرار کیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اگر
تمہاری بات سے انکار ہی ہو جو میں تمہیں کہتا ہوں تو آؤ میں تم سے مبارکرتا
ہوں اور مبارک وہ ہے جو قرآن نے مرزا لیا ہے اللہ تعالیٰ فرمان ہے:
فَقُلْ تَعَالَوْا مَدْعُ بِنَا وَكَعْبُوتَنَا وَنَادِئَا وَنُفْسَا وَنَفْسَا وَتَفَكَّرْ
ثم ادعنا نحن فنجد الله تعالى معنا ونذكر الله تعالى ونشكره
تمہاری بات سے انکار ہی ہو جو میں تمہیں کہتا ہوں تو آؤ میں تم سے مبارکرتا ہوں اور مبارک وہ ہے جو قرآن نے مرزا لیا ہے اللہ تعالیٰ فرمان ہے:

درجہ کر دیجیے آؤ ہم اپنے بیٹوں اور خاندان سے بیٹوں اور اپنی عورتوں اور خاندانی عورتوں اور اپنے آپ کو اور تم کو بٹائیں پھر عاجزی سے ڈھا کریں اور بھولوں پر لعنت ڈالیں۔

سوائیوں نے درمستور شروع شروع میں مباہلہ سے اتفاق کیا لیکن بعد میں واپس چلے گئے اور ان میں سے عبدالمسیح اور وہ عقل مند آدمی آئے اور کہنے لگے، ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہم آپ لوگوں سے مباہلہ نہ کریں آپ ہمارے متعلق جو چاہیں فیصلہ کریں ہم آپ کو دیں گے اور آپ سے مصالحت کریں گے۔ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر ان سے صلح کی کہ وہ جزیہ دیں اور انہیں تحریروں سے صفا کر دیں کہ وہ اپنے دین کے بارے میں آزاد ہوں گے اور اپنے اموال اور راضی کے بارے میں بے خوف ہوں گے تو وہ اپنے علاقے کو واپس چلے گئے، ان کے ٹیڈروں میں سے دو لیڈر تھے، انھیں جو ان کا امیر اور حکمران تھا اور دوسرا ان کا ایک بڑا سردار تھا۔

(۱۶۸)

فد جیشان

جیشان، سماجم میں اس قبیلہ کے حالات لکھے نہیں گئے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ میں کا قبیلہ ہے، اس سوس نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن شعیب سے لکھے اطلاع ملی ہے اس نے بیان کیا ہے کہ ابو جہل الجیشانی اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انھوں

نہ آپ سے یمن کے مشروبات کے متعلق پوچھا۔ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے خمر کے تیز خیمہ اور جو کے خیمہ کا نام آپ کو بتایا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں ان سے نشہ ہو جاتا ہے؟ انہوں نے کہا اگر ہم زیادہ پیئیں تو ہمیں نشہ ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ کرے اس چیز کی قلیل مقدار بھی حرام ہے اور انہوں نے آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو شراب بناتا ہے اور اپنے عمال کو ملاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے یہ

(۶۹)

وفد السباع

وہ دو کے سال درندوں نے بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا وفد بھیجا، شعبہ نے نبی عبادۃ سے بحوالہ عبدالمطلب بن عبد اللہ بن حنطب روایت ہے ان کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان میں تشریف فرما تھے کہ ایک بھیڑ یا آبا اور آجیب کے سامنے کھڑے ہو کر بھونکنے لگا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری طرف درندوں کا ایچی بن کر آیا ہے اگر تم چاہو تو اس کے لیے کھن چیز مقرر کرو وہ کسی دوسری چیز کی طرف توجہ نہیں کرے گا اور اگر تم چاہو تو اسے چھوڑ دو اور اس سے چرکس رہو اور جو وہ لے لے وہ اس کا رزق ہو، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہمارے دل کسی چیز سے خوش نہیں ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا

تو اس نے پیٹھ پھیری اور اس کے لیے شہدہ تھی۔

دراہم احمد نے اپنے سہم میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک بھیڑیے نے بکری پر حملہ کیا اور اسے پکڑ لیا اور چرواہے نے بکری کو تلاش کیا اور اسے اس سے چھین لیا پس بھیڑیہ اپنی ٹوم کے بل بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا تو امٹ سے نہیں ڈرتا تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے جو اللہ میرے پاس لایا ہے اس نے کہا اسے تعجب ہے، بھیڑیہ اپنی ٹوم کے بل بیٹھا ہے اور مجھ سے انسانوں کی طرح گفتگو کرتا ہے، بھیڑیے نے کہا کیا میں تجھے اس سے بھی عجیب تر بات نہ بتاؤں، شرب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو گزشتہ دنہ کی خبریں اسے رہتے ہیں، راوی کا بیان ہے کہ چرواہا اپنی بکریوں کو بلانا ہوا کیا حتیٰ کہ مدینہ میں داخل ہو گیا اور اس نے انہیں مزید کے ایک گوشے میں اکٹھا کیا پھر اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو اطلاع دی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے الصلاۃ جامعہ کا اعلان کیا گیا پھر آپ وہاں آئے اور اعرابی سے فلسفہ کیا انہیں بتاؤ تو اس نے کہا نہیں بتایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے درست کہا ہے اس ذات کی قسم جس کے تعینے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ درندہ سے انسانوں سے بائیں کریں اور آدمی کے کوڑے کا پھندا درندہ کی جوتی کا لٹکھڑکھڑ سے بات کرے اور جو کچھ اس کے اہل نے اس کے بعد کیا ہے اس کی زبان اس سے بنائے، اسے تو عرق نے روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۔ البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۹۵، طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۵۹، بعض لوگوں نے اس واقعہ سے نہ واقفیت کا اظہار کیا ہے کیونکہ یہ خوارق عادت ہے۔ اس لیے اور اس سے بھی بڑے بڑے خوارق قدرت الہی سے حفوظ نبی کریم

جزیرہ عرب پر اسلام کا کامل تسلط اور اس طرح ان عربی و قود کے جزیرہ عرب کے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کے دور و دراز علاقوں سے اس دین میں داخل ہونے کا اعلان کرنے کے لیے آنے سے اسلام نے اس جزیرہ میں اپنے قدم جما لیے اور اس میں جو لوگ اسلام کے سوا کسی اور دین پر تھے وہ کسی شہر و قلعہ میں نہ رہے بلکہ اپنی کتاب کی کچھ خوش دل اقلیت تھیں جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھی جزیرہ کے بعد اپنے دین پر قائم دہتے دین اور انہوں نے اسلام کے اقتدار کو تسلیم کرتے ہوئے ہر سال اس جزیرہ کے دینے کا اقرار کیا۔

اور سترہ سال اور سترہ کے آغاز تک قبائل کے اسلام کے اعلان کے لیے پہلے در پہلے قود و عربیت آتے رہے۔

ذوالکلاع الحمری کے قود

اس نے راجست کا دعویٰ کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر بن عبد اللہ الجہلی کو اس کے پاس دعوت اسلام دینے کے لیے بھیجا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ وہ کسی کی بیوی مرثیہ بنت ابرہہ بن النضر بھی سنان ہو گئی۔

تاہم انہیں یہ ہے کہ ذوالکلاع کا نام ذوالکلاع بن باکور بن حبیب

القیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ظاہر ہوئے ہیں ابھی تک واقعہ ان ثابت اور متواتر معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید کی ہے اور جبریل کا آسمان سے نازل ہونا۔ — علامہ قرآن اسلام کی دعا ہے — خارق عادات معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ ہے، اللہ تعالیٰ میں ایمان پر اور جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق میں ثابت قدم رکھے۔

مالک بن حیان بن جمع تھا۔

اسی نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طوک الطوائف میں سے ذوالکلاع کو حضرت جریر بن عبد اللہ الجلی کے ہاتھ خط لکھوایا کہ وہ اسے دعوت اسلام دیں اور اس کا معاملہ یہاں تک بڑھا گیا کہ اس نے دیوبند کا دعویٰ کر دیا۔ سو اُسے فرمایا برو بٹالیا گیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے پھر وہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں آیا اور اُس کے ساتھ آٹھ ہزار غلام تھے اور اس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور اپنے چار ہزار غلاموں کو آزاد کر دیا پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اسے ذوالکلاع تیرے پاس جو غلام باقی بچ گئے ہیں انہیں میرے پاس فروخت کر دے میں یہیں ان کی تہائی قیمت تجھے ادا کروں گا اور تھائی میں اور تھائی شام میں۔ اور کروں گا۔ اس نے کہا مجھے آج کی قسمت دیں تاکہ میں اس بات کے متعلق غور و فکر کروں جو آپ نے کہی ہے اور وہ اپنے گھر کی طرف چلا گیا اور ان سب کو آزاد کر دیا اور جب صبح کو حضرت عمرؓ کے پاس گیا تو آپ نے اُسے کہا میں نے تیرے غلاموں کے بارے میں تجھے جو بات کہی تھی اس کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا، میری رائے میں اللہ نے میرے اور ان کے لیے بھلائی اختیار کر لی ہے آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا وہ مناسٹہ الہی کے لیے آزاد ہیں آپ نے فرمایا اسے ذوالکلاع تو نے درست کہا ہے۔

اس نے کہا یا امیر المؤمنین میرا ایک گناہ ہے میرا خیال ہے کہ وہ اللہ مجھے نہیں بخشے گا۔ آپ نے پوچھا وہ کیا گناہ ہے؟ اس نے کہا ایک روز میں اپنے پرستاروں سے چھپ گیا پھر میں نے ایک بندہ جگہ سے ان پر چھپا تو مجھے تقریباً ایک لاکھ سالوں نے سجدہ کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا، اخلاص کے توبہ کرتے اور باز آ کر تابعت کرنے سے اللہ جل شانہ سے قربانی

اگر بخشش کی اُمید کی جاتی ہے اور مسکین میں ذوالکفالت المہجری حضرت معاویہ کی پارٹی کے ساتھ قتل ہو گیا۔ لہٰذا سب پر رحم فرمائے۔

زکوٰۃ کا جمع کرنا

غزوہ تبوک کی کامیابی کے بعد اور اسلام کے جزیرہ عرب کے تمام اقلیم کو اپنے دونوں پروان کے نیچے کیٹ لینے کے بعد کوئی ایسا شخص باقی نہ رہا جو اسلام کا مقابلہ کرے۔ اور اس کے اقتدار کے دشمنی کرنے کے حلقے سوچ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے حکومت کی مانی دیا مدت کی تنظیم کا کام دیا جاسکتا ہے۔ کام شروع کر دیا اور یہ اس حکومت کی ان ضروریات کا مقابلہ کرنے کے لیے تھا جو دن بدن بڑھتی جا رہی تھیں۔

قرآن کریم عمومی انداز میں مسلمانوں پر زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم سے کرنا نازل ہوا اور سنت محمدیہ نے مسلمانوں پر ان اموال کی اصناف بیان کیں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتا ہے اور ہر قسم کی قریب ترین حد بیان کی جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان زکوٰۃ کی فرضیت کا مقصد ان محتاج مسلمانوں کی ضروریات کو پورا کرنا تھا جو کسی رد کا وظیفہ بنا بیٹھا ہونے یا قیام ہونے یا آفت زدہ ہونے کی وجہ سے کمانے کی سکت نہیں رکھتے اور غارت خانہ یا بیکار سے زکوٰۃ پیدا نہیں ہو سکتی اور حکم نفاذ ہے جو مشعل کائنات کے لیے بنایا گیا ہے۔

اور ہمیں زکوٰۃ کے ارکان و شرط، اور اس کے مصارف کی تحدید کی تشریح کی ضرورت نہیں تھی۔ آیت کی بڑی بڑی کتب میں ان کی تفصیل کے خواہش مند کے لیے پیسہ بکھانے کا سامان موجود ہے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرہ عرب کے تمام نواح میں بھی طوطا بھروسے جس میں آپ نے لوگوں کو اسلام کے اس اہم ترین عینی زکوٰۃ مادی ایسے لوگوں سے مسیح و طاغوت کی اور وہ حیا معین زکوٰۃ بن گئے

اور وہ جزیرہ میں جہاں بھی گئے انہیں حمد نبوی میں اس مذکورہ کے جمع کرنے میں کوئی قابل ذکر شکل پیش نہیں آئی۔

حجتہ الوداع | اور جب ہجرت کا دسواں سال خاتمے کے قریب پہنچا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کی تیاری میں نکل گئے۔ آپ صبح بخیر صلا میں بیان ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپسی پر حج کرنے کا ارادہ فرمایا اور یہ فتح مکہ سے تھوڑی مدت بعد کی بات ہے پھر بیان کیا گیا کہ باقی ماندہ مشرکین حج کرتے ہیں اور برہنہ طواف کرتے ہیں تو آپ نے حج کو مؤخر کر دیا حتیٰ کہ آپ نے ہر عہد و اسے کے عہد کو توڑ دیا اور یہ مشرک کی بات ہے پھر آپ نے (شکر کی علامات کو مٹانے کے بعد) مشرکوں سے حج کیا۔

محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی فریضت کے بعد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر میں صرف ایک بار اسلامی حج کیا

اپنی زندگی میں ایک ہی دفعہ حج کیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے قبل جب کہ آپ اپنے دین کے بارے میں مغلوب تھے اہر سال حج کے اجتماع میں حاضر ہونے سے اور اپنے آپ کو قبائل پر پیش کر کے نہیں دعوت اسلام دیتے تھے، ان اجتماعات میں مشرکین کو تقابید کے مطالبات حج کرنے والے لوگوں پر کامل تسلط ہوتا تھا اور وہ اسلامی تعلیمات کی مخالفت کرتے تھے حتیٰ کہ وہ ہمیشہ و زوالہ کے علاوہ کسی اور تازیلا کو خوف کرتے اور یہ ان مہینوں میں ان لوگوں سے تلامع تھا جو حج کو آتے تھے اور وہ انہی ہے جس پر اللہ نے ان کی عیب گیری کی ہے۔

اور سبکی نے ہجرت نبویہ کی شرح میں بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حقیقتاً ایک سیاح کو منسوب کرنا چاہیے اگرچہ آپ کے
 لوگوں کے ساتھ کہ جس میں سیاح کیا، لیکن وہ سیاح کی سعادت اور اس کے کمال کے
 مطابق نہ تھا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وہیں کے معاملے میں مطلوب
 تھے اور سیاح اپنے وقت سے تبدیل کیا گیا تھا اور یہ سن کیا گیا ہے کہ اہل جاہلیت
 شمس مہینوں کے مطابق سیاح کو تبدیل کرتے تھے اور ہر سال اسے گیارہ دن
 پیچھے کر دیتے تھے۔ اور عمرہ کے متعلق مفسرین کے نزدیک یہ متفقہ بات ہے
 کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے کیے۔ پہلا عمرہ حدیبیہ کا ہے
 مشرکین نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور آپ نے ان کے
 ساتھ ذوالفقہہ مشہد میں ٹھہر بیٹھ کر وہاں ہو گئے اور اسے اپنا عمرہ
 خیر کیا۔ اور دوسرا عمرہ مشہد منیٰ میں ذوالفقہہ میں کیا جسے عمرہ الخفا
 کہتے ہیں اور تیسرا عمرہ ذوالفقہہ مشہد میں کیا جو فوج کا سال ہے۔ آپ نے جنین
 کی خفا نام کی تعمیر کے بعد اجراء سے عمرہ کیا اور چوتھا عمرہ مشہد میں اپنے سیاح کے

سے تاریخ الخبیس جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ اور حضرت جبریل علیہ السلام صحابی سے روایت کی گئی
 ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبوت کے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو عمرہ میں وقوف کرتے دیکھا اور تمام قریش، شیبہ بن ربیعہ کے سوا، مزدلفہ میں
 وقوف کرتے تھے۔ اور حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ قریش میں سے
 شیبہ بن ربیعہ، عمرہ میں وقوف کرتا تھا اور اسی پر دو سیاہ بچڑے سوئے تھے
 اور اس کے اونٹ کی ہمارے باؤں کی تھی جو سیاہ بچڑوں کے درمیان تھی حتیٰ کہ
 اس نے دو گوں کے ساتھ عرفہ میں وقوف کیا پھر ان کے چبھنے کے ساتھ چلنے لگا
 مزدلفہ میں سے کھانا نہیں کرتے، عرب عرفہ میں وقوف کرتے تھے اور قریش
 مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور کہتے تھے ہم میں اللہ میں۔ رخااری النوادق
 جلد ۲ صفحہ ۱۱

کے ساتھ کیا۔ سچ ہے اس کا احرام زوالقعدہ میں بانہا اور اس کے اعمال حج میں ایسے تھے جیسے بخاندی نے اپنی صحیح میں روایت کر دی ہے۔

اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بتایا کہ آپ اس سال حج کرنے والے ہیں آپس بیت سے لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کے لیے جمع ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک ٹاکھ سے زیادہ تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۶ ذوالقعدہ ۶؎ کو بھٹے کے روز امینہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے اور آپ کی روانگی شہر و عسکر کے درمیان ہوئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں قحط کی نماز چار رکعت پڑھائی اور ذوالحجہ میں عسکر کی نماز قصر کر کے دو رکعت پڑھائی اور آپ سے یہ شہادت نہیں کہ آپ نے عسکر سے قبل خاص طور پر دو رکعت نماز پڑھی ہو جیسے کہ بیت کے لوگ اس خیال سے الیا کرتے ہیں کہ وہ مسنت کی ادائیگی کر رہے ہیں۔

اور ہمدردانہ الحجہ کو بھی کراچی کے لیے کہ میں داخل ہوئے اور مکہ اور مدینہ کے درمیان آپ نے جرم فلت سے کی دہ آٹھ دن کی مسافت تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے دومی دمی کمرؤں کا احرام بانہا دوزوہ دو کمرؤں تہند اور چار تھنی اور قعیقہ جیسا آپ نے انہیں اسی جنس کے کپڑوں سے بدل دیا۔ مزاحمتی نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سو روز قریبان کے جیسے گئے۔

اور آپ کو مکہ والوں نے ملائے تھے اس میں داخل ہوئے حتیٰ کہ آپ اس روز سے تک پہنچ گئے جسے باب بنی شعیبہ کہا جاتا ہے اور جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے نہ سے قبل طواف شہر کیا اور جب آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ایک شہر ہے۔

مسند صفائی انوار الہی جلد ۳

تک پہنچے تو آپ نے دکن کو بوسہ دیا اور آپ اپنی چادر کے دونوں کناروں کو اپنے پیش
 کندھے پر لٹکے ہوئے تھے اور آپ نے کہا بسم اللہ واللہ اکبر اور آپ دکن بھائی
 اور حجر اسود کے درمیان کہتے تھے دینا استغاثی اللہ تبارک و تعالیٰ فی الاخرۃ
 مصنفہ وقتاً عند ابی الخاریطہ اور آپ نے حجر اسود پر عزت کر کے
 دیکھا آپ نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے فرمایا آپ حاضر آ رہی ہیں، اگر آپ
 دکن کو خالی پائیں تو اسے بوسہ دیں، بصورت دیگر لوگوں کو دھکے دے کر
 تکلیف نہ دیں آپ کو بھی تکلیف دی جائے گی اور آپ نے حضرت عبدالرحمن
 بن عوف سے فرمایا اسے ابو محمد آپ نے دکن کے پاس کیا کیا ہے انھوں
 کو میں نے بوسہ دیا ہے اور چھوڑا بھی ہے آپ نے فرمایا تو نے ٹھیک کیا ہے۔
 اور اس طواف کے انتہا پہنچنے کے بعد جس میں آپ نے تین دفعہ دوڑ لگائی
 اور چار دفعہ چلے، ایک مقام ابراہیم کی طرف بڑھے اور دانتھن وامت
 مقام ابراہیم و مصطفیٰؐ پڑھا پھر آپ نے اپنے اور بیت اللہ کے درمیان
 مقام ابراہیم کو لگھا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی اور آپ دونوں رکعتوں
 میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے اور اپنی
 نماز سے خارج ہونے کے بعد آپ دکن کی طرف واپس آئے اور اسے بوسہ
 دیا پھر باب بنی مخزوم سے نکل کر الصفا کی طرف گئے اور فرمایا میں اس سے
 شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے شروع کیا ہے پھر آپ نے اپنی اونٹنی
 پر صفا اور مروہ کے درمیان طواف مکمل کیا اور حبیب آپ صفا اور مروہ پہ
 چڑھتے تو فرماتے، لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لا الہ الا اللہ

وہو علیٰ کھ شئی قد یر۔ لا انا الا اللہ وحدہ کا انجمن وحدہ و تضرع
وہو ہم: لا عزاب وحدہ۔ پھر کہتے تھے اس کے وہ میان ڈٹا کی اور
تین بار ایسے ہی کہا جیہ

اور جب آپ نے اپنی سکی کو مکمل کر لیا تو آپ نے ہر اس شخص کو جس کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا فرمایا کہ وہ لوٹنا حلال ہو جائے خواہ وہ قادری ہے یا سحر دہ اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ پورے حلال ہو جائیں یعنی عورتوں سے دخل کریں اور رطلہ جوڑنے کیلئے پنہیں اور یوم الترویہ تک اسی علامت میں رہیں اور آپ اپنے قربانی کے جانور کی وجہ سے حلال نہ ہوئے اور اسی موقع پر آپ نے فرمایا۔۔۔۔۔ اگر میں اپنے معصی کے دو چار ہوتا تو میں گنہگار کرتا اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور بس عمر و بنا دیتا۔

اور حضرت ابو بکر، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، اور حضرت طلحہؓ، اقرباۓ
کے جانوروں کی وجہ سے حلال نہ ہوئے اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے ان اصحاب سے جنہوں نے حج کا احرام باندھا تھا، فرمایا
کہ اے عمرہ بنا لو تو وہ تردد میں پڑ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہم اسے
عمرہ کیسے بنائیں، آپؐ نے فرمایا میں جو تمہیں حکم دیتا ہوں اس پر غور کرو
پھر وہ کہے تردد کے باعث آپؐ ہم غصے کے آثار فرمایاں ہو گئے حتیٰ کہ آپؐ
غصے کی حالت ہی میں اپنی بیوی حضرت عائشہؓ کے پاس آئے تو وہ بوجھ
لگیں آپؐ کو کس نے ناراض کیا ہے اللہ اُسے ناراض کرے یا آپؐ نے
فرمایا میں کون غصے نہ ہوں میں ایک راستہ کا حکم دیتا ہوں اور اس کی
تعمیل نہیں کی جاتی یہ

امام ابن قیم نے زاد المساد میں بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ کے چہرہ اصحاب نے حج کو توڑ کر عمرہ بنا لیا اور ان کی احادیث، صحاح میں موجود ہیں۔

پھر ابن قیم نے بیان کیا ہے کہ ہم اپنے پروردگار کو گواہ بناتے ہیں کہ اگر ہم حج کا احرام باندھتے تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تارا منگی سے بچنا اور آپ کے حکم کی اتباع کئے بغیر حج کو توڑ کر عمرہ بنانا اپنے پروردگار سے بگڑے اور قسم بخدا یہ نہ آپ کی زندگی میں مندرج ہوا اور نہ اس کے بعد اور اس کے مقابلہ میں کوئی ایک حرف بھی صحیح نہیں ہے۔ اور نہ ہی آپ نے اپنے اصحاب کو، دوسروں کو چھوڑ کر اس کے مخصوص کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے حضرت سے سوا تو بن مالک کی زبان پر یہ بات جودی کر دی کہ وہ آپ سے دریافت کریں کہ کیا حج کو توڑ کر عمرہ بنانا، صحابہ سے مختص ہے آپ نے جواب دیا یہ ہمیشہ ہمیش کے لیے ہے ہمیں معلوم نہیں کہ ہم ان احادیث پر کسے مقدم کریں اور یہ یقینی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مخالفت کرنے والے پر ناراض ہوئے؟ اور امام اہل سنت حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو کسے جب انہوں نے سلم بن شیب سے فرمایا اس نے آپ کو کہلے البرکۃ آپ کی ایک بات کے سوا باقی سب باتیں میرے نزدیک اچھی ہیں، آپ نے پرچھا وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا آپ حج کو توڑ کر عمرہ بنانے کے قابل ہیں آپ نے فرمایا اے سلم! میں تجھے غصہ نہ بھگتا تھا اس بارے میں میرے پاس کیا وہ صحیح احادیث ہیں کیا میں انہیں تیری بات کی وجہ سے چھوڑ دوں؟ میں سمجھتا ہوں

۱۰ زاد المساد ج ۱ ص ۱۰۰

۱۱ زاد المساد ج ۱ ص ۱۰۱

امام بن تیمیہ اور امام احمد کی تائید میں بات سے ہوتی ہے کہ جو شخص حرام بات کو مکہ میں داخل ہو اور طواف و سعی کر کے اسے حج تو کرے عمرہ بنا سکتا ہے کوئی مانعہ نہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور سعی کی وہ حلال ہو گیا چاہے وہ مانعہ یا نہ مانعہ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے حج میں کعبہ کو غلاف چڑھانا | ابن ابی سہرۃ نے خالد بن رباح سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبد اللہ بن یحییٰ نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں بیت اللہ کو کھینچا اور وہ کا غلاف پہنایا۔

اور امام واقدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھمر کے بعد یوم الترویہ کے قبل نوگوں سے خطاب کیا اور یوم النحر کا دن ہے شام میں کتا چوں واقدی نے جس خطبہ کی طرف اشارہ کیا ہے ہم ان معاصرین جو علامہ سے سامنے موجود ہیں اس کی کوئی غرض نہیں پاتے۔

اور روایت حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بیرون اترے اور مکہ میں آپ کا قیام یوم الترویہ تک اس منزل میں رہا جس میں آپ فرار کشت ہو کہ بیرون مکہ مسلمانوں کو نمازیں پڑھاتے تھے پس آپ نے بیرون مکہ چار روز قیام کیا اور اتوار اور بدھ کو نمازیں ادا فرمادی اور اتوار اور بدھ صحت

مکہ بدھ کو بجائے منقل چلے گئے، کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ منقل کے دن کو قصر کرنے اور بدھ کے دن قصر کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔
واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

تصر کرتے، ہے اور جب عجمرات کو چاشت کا وقت ہوا تو آپ اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ منیٰ کو چلے گئے اور جو لوگ اپنے خیموں میں حلال ہو چکے تھے انھوں نے حج کا احرام باندھا اور وہ مسجد میں اس سے احرام باندھنے کے لیے داخل نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے اس حال میں احرام باندھا کہ کہ ان کی پشتوں کے پیچھے تھا اور جب آپ منیٰ پہنچے تو وہاں اترے اور ظہر و عصر اور مغرب و عشاء اور صبح کی نماز پڑھی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
مکہ میں چار رکعت نماز کو قصر
کر کے پڑھا اور جب ان کہتے
آپ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیچھے اہل مکہ کی نماز

نے فرمایا — اپنی نماز کو پورا کرو، ہم مسافر ہیں یہاں اور یہ عید کی رات کی بات ہے اور جب سورج طلوع ہوا تو آپ منیٰ سے عرفات کو روانہ ہوئے اور صبح کے راستے کو اختیار کیا جو لوگوں کے آج بھی کہتے ہیں کہ وہیں جانب ہے اور آپ کے اصحاب میں سے کئی (تعبیہ کہتے) (اے) اور کثیرہ تکبیر کہنے والے) بھی تھے اور آپ یہ سن رہے تھے اور وہ ان کو (اور نہ ان کو) سلامت کہتے تھے اور جب آپ غرہ پہنچے (جو عرفہ کے مشرق میں ہے) تو وہاں آپ نے ایک خیمہ دیکھا جو آپ کے حکم سے لٹکایا تھا آپ وہاں اتر پڑے اور جب سورج ڈھلنے لگا تو آپ نے اپنی ذاتِ تعویٰ کے مانے کا حکم دیا اُس پر کیا وہ رکھا گیا پھر آپ روانہ ہوئے حتیٰ کہ عرفہ کی وادی کے نشیب میں آگئے (اور عرفہ، عرفات میں سے نہیں ہے) اور وہاں اوی

۱۔ زاد المعاد جلد ۱ ص ۳۳۷ اور دیکھیے خطبہ حجۃ الوداع کے بڑے بڑے مآخذ۔

۲۔ معاذی، الوفا فی جلد ۳ ص ۱۲۹

عرف میں آپ نے اپنی ناقہ پر سوار ہونے کی حالت میں لوگوں سے ایک عظیم اور جامع خطاب کیا جس میں اصول اسلام کو قائم کیا اور اصول شرک کو ٹوڑ دیا اور جامعیت کے سونوں کو ہند کر دیا اور اس میں حرمت یعنی حرمت خون اور مالیاتی تحریم کو بیان کیا اور جامعیت کے تمام امور کو اپنے قدموں کے نیچے رکھ دیا اور اس میں جامعیت کے تمام سود کو ساقط اور باطل کر دیا اور انہیں غررتوں سے بھلائی کرنے کی وصیت کی اور ان کے حقوق کو اور ان پر جو ضروریات حادثہ ہوتی ہیں انہیں بیان کیا اور امت کو کلاب اللہ سے اعتصام کرنے کی وصیت کی اور انہیں بتایا کہ وہ جب تک اس کتاب سے اعتصام کریں گے ہرگز گمراہ نہ ہوں گے پھر آپ نے انہیں آگاہ کیا کہ ان سے آپ کے بارے میں پوچھا جائے گا اور آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ یہ کہیں گے اور کیا گواہی دیں گے؟ انہوں نے کہا ہم تو اہی دیں گے کہ آپ نے ابلاغ کر دیا ہے اور (مسلک) کی ادائیگی کر دی ہے اور خبر خواہی کی سب سے بڑی آپ نے اپنی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور تین بار انہیں گواہ بنایا اور انہیں حکم دیا کہ ان کا حاضر شخص ان کے غائب شخص تک یہ پاؤں پہنچا دے گا۔

اور انہیں اس حج میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں بڑی بڑی اصلاحیں کیں اس لیے کہ مشرکین نے طویل صدیوں سے ماسک حج میں کی جیٹی کر کے بڑی بڑی خرابیاں داخل کر دی تھیں۔

اور بڑی بڑی اصلاحات میں سے ایک وقوف عرفہ ہے اور قرآن مجید لوگوں سے سوا اذکار و کبیر عرفہ میں وقوف نہ کرتے تھے وہ صرف مردانہ میں وقوف کرتے تھے، اور کہتے تھے ہم ان المعن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عرفہ میں وقوف کریں بلکہ آپ نے اس شعر کی تعظیم میں دعا فرما کر کے قرطیہ حج عرفہ ہے۔

سوی طرح آپؐ نے حج میں ایسی اصلاحات کیں جس سے وہ ایسے ہرگیا جیسے کہ وہ ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھا آپؐ نے اس بڑے غلے کو درست کر دیا جسے مشرکین نے تلبیہ میں داخل کر دیا تھا وہ اپنے حج میں کہا کرتے تھے ۔

(لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكَ تَلَكَّ وَ مَا مِثْلُكَ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرک جملہ نکان دیا جو ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تلبیہ میں داخل کر دیا گیا تھا اور وہ جملہ یہ ہے (اللہ شریکاً تَلَكَّ وَ مَا مِثْلُكَ) پس شرعی تلبیہ یوں ہو گیا (لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكَ وَ مَا مِثْلُكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكَ)

ایسے ہی آپؐ نے اپنے تارخی حصہ میں حج اہم اصلاحات کا اعلان کیا ان میں وہ تلامب فرمائی بھی ہے جو مشرکین کیا کرتے تھے اور وہ یہ کہ وہ بدھن حرمت واسے نہیں تھے بلکہ لیجئے تھو وہ ان کے بدل میں انہیں حرام قرار دے دیتے تھے اور اس کی وجہ ان کی جنگیں تھیں جو پھیشان کے درمیان ہوتی رہتی تھیں ۔ اور اس تلامب کے نتیجہ میں جس کا نام اللہ تعالیٰ نے نسی رکھا ہے (وَمَا الشَّيْءُ تَزَادَ فِي الْكُفْرَةِ) سال کے مہینوں کا حساب مضطرب ہو گیا ایک جیسے کو مقدم کیا جاتا کہ وہ دوسرے کی جگہ آجائے حتیٰ کہ اکثر اوقات حج ، امداد و الحج میں نہ ہوتا تھا ایک دوسرے مشرکین نے خود القعدہ میں حج کیا ۔ پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس تارخی خطبے میں اس تلامب کا ابطال کر دیا اور فرمایا آگاہ رہو زمانہ زمین و آسمان کی پیدائش کے روز سے اپنی ہیئت پر گھوم

محکم نہیں جس میں مسجد نے وقوف کیا ہے بلکہ آپ نے فرمایا۔ میں نے
 یہ دن وقوف کیا ہے اور عرفہ سب کا سب موقوف ہے۔ اور آپ نے
 لوگوں کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے مشاہیر رہیں اور وہیں وقوف کریں کیونکہ وہ
 ان کے باپ حضرت ابراہیم کا درگاہ ہیں۔

اور عروبہ آفتاب اور شریح کے ختم ہو جانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم مزدلفہ کی طرف متوجہ ہوئے اور لوگ آپ کے آگے آگے تھے جس
 کی حد بند کی نگاہ نہیں کر سکتی تھی وہ ایک لاکھ میں ہزار تک پہنچے ہوئے تھے
 اور حضرت اسامہ بن زید آپ کی ناقہ پر آپ کے پیچھے سوار تھے اور آپ لوگوں کو
 پکار کر کہہ رہے تھے کہ وہ سکون سے چلیں اور بھڑک کر نہ آپسے فریاد
 اسے لوگوں پر سکون رہو، نیکی و تیز روی میں نہیں ہے اور آپ اپنے
 سفر میں تیسہ رکھتے جاتے تھے سب نئے لیے ختم نہیں کیا حتیٰ کہ آپ نے مزدلفہ
 پہنچ کر نماز کا وضو کیا پھر اذان کا حکم دیا اور مؤذن نے اذان دی پھر اس نے اقامت
 بلا اذان کے ساتھ پڑھائی جب تک کہ آپ نے عرفات میں کیا تھا پھر جب فجر طلوع
 ہوئی تو آپ نے اسے یوم النحر کو اذان و اقامت کے ساتھ اول وقت میں پڑھا
 اور وہ عید کا دن اور حج اکبر کا دن تھا اور وہ ہر مشرک سے برات الہی کا اعلان
 کا دن تھا۔

پھر آپ سوار ہوئے اور مشعر الحرام کے پاس اپنے موقوف پر آئے
 اور اذیتہ ہوئے اور ڈھلے تفرغ، تعبیر و تحلیل اور ذکر میں مصروف ہو گئے
 حتیٰ کہ بیچ ہفت روزہ ہو گئی اور یہ طلوع آفتاب سے پہلے کی بات ہے۔
 بیان پیغمبروں و سفیروں کی ہے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ قسم بخدا میں

طی کے رہنے والوں سے کیا اور اس نے اپنی اولاد کو تنہا دیا ہے اور خود کو بھی رانا
 کر دیا ہے خدا کی قسم میں نے کسی چار کو نہیں بچھڑا تھا اس پر کھڑا ہوا ہوں کیا
 میرا حج ہوا ہے ؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ جو جاری تھا
 نماز میں شامل ہوا اور چار سے ۔ تھوٹے سے حتیٰ کہ ہم چل پڑیں اور اس سے
 قبل اس نے عرفہ میں رات کو یا دن کو وقوف کیا ہو ، اس کا حج مکمل ہو گیا ہے
 اور اس نے اپنی میل چیل ڈھر کر لی ہے ۔۔۔۔ اسے ترمذی نے روایت
 کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔

پہلے ہی جن آئنا جاہلیت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس
 حج میں ختم کیا ہو وہ ایک حادثہ ہے جس کی نشر کہیں اتباع کرتے تھے اور
 اسے متاثر نہ کیا جس سے خیال کرتے تھے اور وہ یہ تھی کہ وہ مرد اور عورت
 اس وقت تک نہیں چلتے تھے حتیٰ کہ شیر پر سوار آہستہ اور دھمکتے ہوئے
 سے شیر چلے ، تاکہ ہم سفر کریں ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خسران
 قریش سے حضرت ابراہیمؑ کے عہد کی محافضت کی ہے اس لیے حضرت نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم طلوع آفتاب سے قبل چلے گئے اور جب رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم سو رہے اور اپنے سوقف پر وقوف کیا تو آپؐ نے اعلان فرمایا
 کہ مزدلفہ سب کا سب موقف ہے یہ

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ کی طرف اپنی درواگی کے دوران
 حضرت ابن عباسؓ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے لیے سنگریزے فقط سات
 سنگریزے ، چائے ، حضرت ابن عباسؓ نے آپ کے لیے ٹھیکرے کے
 سات سنگریزے چائے اور آپؐ اپنی ستمیلی میں انہیں جھانڈنے لگے اور فرماتے

لگے اس فہم کے سنگریزے پھینکو اور دیں میں غلو کرنے سے اجتناب کرو تم
سے پہلے لوگوں کو صرف دین میں غلو کرنے سے ڈک کیا ہے ، یہ تھی نے
اسکے ابن عباس کی حدیث سے مدایت کیا ہے ایسے ہی مرسوم ہدایات
میں سے جمار کے سنگریزوں کو دھونا ہے جیسے کہ آج کل بہت سے عوام
کرتے ہیں ۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ
سے صرف ان سنگریزوں کے چٹنے کا حکم دیا جس سے آپ نے رکی کر فاقی
اور ایک دفعہ حجرۃ العقبہ کو راستے سے اب رہے بقیہ جمار اتوان کی نہی
کے لیے مزدلفہ سے سنگریزے چٹنا سنت نہیں ہے بلکہ منیٰ سے ان کا پٹن
لینا کافی ہے اور یہی حال ان سنگریزوں کا ہے جن سے دوسرے اللہ سے
روہ حجرۃ العقبہ کو رکی کی جاتی ہے ۔ ان کا مزدلفہ سے چٹنا شرط نہیں آیا
کہ بعض عوام کرتے ہیں ۔

کیا عورت کا چہرہ چھپانے کی چیز ہے ؟ | حضرت نبی کریم صلی اللہ

بن عباس کو اپنے پیچھے سوار کرائے ہوئے تھے اور منیٰ کو جلتے ہوئے
رہتے ہیں آپ کو غشم قبیلہ کی ایک خوبصورت خوجان عورت ملی اور اس نے
اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کے تعلق سوال کیا ، وہ بہت بوڑھا تھا
جو سواری پر محکم کر بیٹھ نہیں سکتا تھا ۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کا
حرف سے حج کرے اور حضرت فضل ، غشم قبیلہ کی عورت کی طرف دیکھنے
لگے اور وہ آپ کی طرف دیکھنے لگی اور حضرت فضل بھی خوبصورت آدمی تھے
پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ نے اپنے اپنا
مبارک ہاتھ حضرت فضل کے چہرے پر رکھ دیا اور اسے ذرا ہلکی طرف
موڑ دیا تاکہ وہ اس کی طرف نہ دیکھیں اور وہ آپ کی طرف نہ دیکھے لیکن یہ

نہایت نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم دیا ہو اور اس میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ عورت کا چہرہ جب اس نے اسے مختلف قسم کی زینت کی چیزوں سے آراستہ کیا ہو، چھپانے کی چیز نہیں اور یہ بیت سے اللہ کا رعب ہے اور یہی اقرب الی العذاب ہے۔ واللہ اعلم۔

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وادی محشر میں پہنچے تو آپؐ نے حیرزدی اختیار کی اور یہ ان مقامات پر آپؐ کا منوں تھا، جہاں اللہ کے دشمنوں پر اس کا عذاب نازل ہوا تھا اور اس وادی محشر میں احبابِ ششہ باقی تھے گیارہ کی طرف جانے سے روک گیا اور غاصب اور ظالم ابرہہ کی فوج یہیں وادی میں حشری رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر جھڑکے جھڑکے بھیجے اور انہوں نے انہیں تباہ کر دیا اور کسی کو جتنی غور پر معلوم نہیں کہ وہ کیا مادہ تھا جس سے ان پر نروں نے ابرہہ کی فوج کو تباہ کر دیا، بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں جھوک کی دیاو نے آیا تھا کہ ان کا ایک سپاہی متورم ہو جاتا اور پھولی جاتا اور جھوک کی دیاو کے پیچھے میں وہ پھٹ کر دو ٹکٹ ہو جاتا۔ واللہ علی کل شیء قدير۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں

تھے اور آپؐ نے تلبیہ کو نہیں چھوڑا حتیٰ کہ آپؐ نے حجرۃ العقیقہ کو زخمی کیا اور جب ایک حجرہ کے پاس پہنچے تو وادی کے نشیب میں کھڑے ہوئے اور بیت اللہ کو اپنے بائیں ہاتھ اور منیٰ کو اپنے دائیں ہاتھ رکھا اور حجرہ کی طرف منہ کیا اور آپؐ اپنی ناک پر سوار تھے اور آپؐ نے صلوع آفتاب کے بعد سوار ہونے کی حالت میں حجرہ کو زخمی کیا اور حجرہ کو زخمی کرنا پہلی عبادت تھی جو آپؐ نے منیٰ میں کی اور آپؐ ایک ایک کر کے زخمی کرتے تھے اور ہر سنگ پر سے کے ساتھ جس سے آپؐ زخمی کرتے تھے تکبیر کہتے جاتے تھے اور حضرت اسامہؓ

اور حضرت بلالؓ آپؐ کے ساتھ تھے ان دونوں میں سے ایک آپؐ کی اتنی
 حمار پکڑائے ہوئے تھا اور دوسرا آپؐ کو گرمی کے بچانے کے لیے آپؐ پر
 پیرے کا سایہ کئے ہوئے تھا ہے

یوم عید یوم حج اکبر کو آپؐ کا خطبہ بمرۃ العقب سے واپسی کے
 بعد آپؐ نے منیٰ میں مسلمانوں

کو ایک عظیم خطبہ دیا جس کے لیے اللہ نے لوگوں کے کان کھول دیے حتیٰ کہ
 اہل منیٰ نے بہت دُور اپنی مٹانوں میں اُسے سنا، حضرت عکرمہ اور حضرت
 ابن عباسؓ سے روایت ہے آپؐ دونوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے دوسرے دن یوم النحر کو ظہر کے بعد اپنی ناقہ قلعویٰ پر سوار ہو کر
 خطبہ دیا آپؐ نے فرمایا — اے لوگو! میری باتوں کو سنو اور سمجھو،
 مجھے معلوم نہیں شاید اس سال کے بعد اس موقع میں، میں آپؐ سے ملاقات
 کروں..... اے لوگو! یہ کون سا مہینہ ہے؟ راوی کا بیان ہے لوگوں نے
 سکوت اختیار کیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ماہ حرام
 ہے ایہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے سکوت اختیار کیا تو حضرت نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہر حرام ہے، پھر فرمایا یہ کونسا دن ہے؟ لوگوں
 نے سکوت اختیار کیا تو آپؐ نے فرمایا یوم حرام ہے بعد آپؐ نے فرمایا
 بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور اموال و اعراض کو تمہارے اس
 ماہ کی حرمت کی طرح، تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس دن میں حرام
 قرار دیا ہے یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو، آگاہ رہو کہ
 میں نے ابلاغ رسالت کر دیا ہے؟ صحابہؓ نے کہا ہاں آپؐ نے فرمایا
 اللہ گواہ رہے آگاہ رہو جس کے پس لامخیت ہو وہ اُسے اس کو ادا کر

دستے جس نے اسے اس پر مین بنایا ہے، آگاہ رہو جاہلیت کے تمام سود ساقط کر دیے گئے ہیں اور جاہلیت کے تمام خون ساقط کر دیے گئے ہیں اور تعداد اپنہ خون یعنی ایامس بنی ربیعہ بنی الحارث کا خون میں ساقط کرتا ہوں۔ جو بنی سعد بن لیث میں وہ یہ کو تلاش کر رہا تھا کہ ہزیل نے اسے قتل کر دیا۔ آگاہ رہو کیا میں نے ابلاغ رسالت کر دیا ہے؟ معاہدے کیا ان سے شک، آپ نے فرمایا اسے اللہ گواہ رہے، ایس چلیے کہ حاضر آدمی، غائب تک یہ باتیں سنیں آگاہ رہو ہر مسلمان، ہر مسلمان پر حرام ہے اور نہ مسلمان کا مال حلال ہے سوائے اس کے جو وہ بغیب حاضر دے، عمرو بن شریق کا بیان ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، تمنا ہے اگر مجھے عزاؤ کی بکریاں دیں تو میں ان سے ایک بکری خرید کر لوں؟ وادی کا بیان ہے آپ نے مجھے پیمان لیا اور فرمایا:

اگر تجھے الجیش کے نشیب میں ایک اونٹنی چھڑی اٹھائے ہوئے ہے تو اسے مضطرب نہ کر اور اس خطبہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: *وَاللّٰهُ النَّصْرُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُخَوِّنُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ* اور *يَحْمِلُهُمْ اللَّهُ عَلَى أَثْقَالِهِمْ لَا يَمْسُحُهُمْ اللَّهُ* آگاہ رہو کہ نہ ماہ جس روز سے زمین آسمان پیدا ہوئے ہیں اپنی ہیئت پر گھوم رہا ہے اور کتاب النبی میں عینوں کی تعداد بارہ ہے جن میں سے چار حرام ہیں آئین مسلسل ہیں ذرا الغنہ، ذوالحجہ اور محرم اور رجب جسے ماہ معز کہا جاتا ہے جو ہمدانی القحرة اور شعبان کے درمیان ہے اور عید ۲۹ اور ۳۰ دن کا ہوتا ہے آگاہ رہو کیا میں نے ابلاغ رسالت کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا ان آپ نے فرمایا اسے اللہ

سے عمرو بن شریق بنی حمزہ اور بنی حنفیہ کے دیدار کے نزدیک واقع میں اور عمرو بن زکریا ساحل سمندر کی وادی الجیش کے نشیب میں رہتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ساحل میں تلاش کیا یہ بہت اندھن والی سے لڑائی حنفیہ اور ان کا کچھ قربانیت ۳۷۱

گواہ رہا، پھر آپ نے عورتوں کے حقوق اور مردوں کے جو حقوق ان پر ہیں ان کے متعلق گفتگو کی اور فرمایا ہے کہ لوگو! عورتوں کے تم بچہ حقوق ہیں مگر تمہارے ہیں ان پر حقوق ہیں ان پر یہ حق ہے کہ وہ کسی کو قتل نہ کھڑا پا مال نہ کرنے دیں اور نہ جس سے جسے تم ناپسند کرتے ہو، تمہاری اجالت کے بغیر تمہارے گھروں میں داخل ہونے دیں اور اگر وہ ایسا کر میں تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم انہیں بستروں میں چھوڑ دو اور انہیں مائدہ سبقت نہ دے کہ وہ نہ ہو پس اگر وہ باہر آ جائیں اور تمہاری اطاعت کریں تو دستور کے مطابق ان کا کھانا اور چٹنا تمہارے ذمے ہے پھر آپ نے عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی اور فرمایا عورتیں تمہارے پاس قید ہی ہیں وہ اپنے لیے کسی چیز کی ملکیتیں اور تم نے انہیں اللہ کی و مہر داری سے حاصل کیا ہے اور کھانا، لباس، سونے کی حیرت کو حلال کیا ہے پس عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اللہ کے متعلق بھلائی کی وصیت کرو آگاہ رہو کیا میں نے ابلاغ رسالت کر دیا ہے؟ لوگوں نے بھلائی کہا، آپ نے فرمایا اسے اللہ گواہ رہا، پھر آپ نے فرمایا اسے لوگوں نے بھلائی کہا اور میں میں اپنی پرستش سے دلچسپ ہو گیا ہے لیکن اس کے اس بات کو پسند کیا ہے کہ اس کے سوا، تم جس کو حقیر جانتے ہو اس کی اطاعت ہو، اس نے اسے پسند کیا ہے، ہر مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے (اور مسلمان بھائی بھائی ہیں، مسلمان شخص کے لیے اپنے بھائی کا خون اور اس کا مال حلال نہیں سوائے اس کے کہ وہ اپنی خوشی سے دے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کہ دیں اور جب وہ اسے کہ دیں گے تو وہ اپنے خون اور احوال محفوظ کر لیں گے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے اور اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور میرے بعد کفار نہ بننا کہ تمہارے بعض، بعض کو قتل کریں۔ میں تم میں کتاب اللہ چھوڑے جانے ہوئی تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو گے آگاہ رہو کیا میں نے ابلاغ رسالت کر

دیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا آپ اللہ گواہ رہے اور اس خطبہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہتے ہیںے مساکین سیکو لو غنا میں سے سال کے بصرے نہ کروں اور آپ نے انصار و غنا و عجم کو اپنے اپنے مقام پر اتارا اور فرمایا اظہار اپنی جان پر ہی غلبہ کرتا ہے اور آپ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنی پانچوں نذرین پڑھو اور اپنے اپنے کے روز رکھو اور اپنے اولی الامر کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔۔۔۔۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اور رکھو، دل خیا نہت نہیں کرتے، عمل کا (خلاص اللہ کے لیے ہے اور امر کی خیر کرو، اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ وابستہ رہو، بلا شبہ ان کی دعوت، ان کے پیچھے سے حفاظت کرتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں کتاب اللہ چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے اس سے اعتنا کیا تو تم اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور تم کے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا میں تم کیا جواب دوں گے؟ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے باطن رسالت کا حق ادا کر دیا ہے اور خیر خواہی کر دی ہے پھر آپ نے اپنی انگشت شہادت کو اٹھاتے اور پچھلے کرتے ہوئے اور اس سے آسان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے زمین بار فرمایا اسے اللہ گواہ رہے اور اس وقت آپ نے لوگوں کو اودارے کہا اور لوگوں نے اسے جہاد اور کہا یہ

اور اپنے اس خطبہ کے اختتام کے بعد جو حقیقۃً اسلام کے تمام دستور کے اصول ہیں آپ قربان عباد کی طرف گئے اور اپنے ہاتھ سے ۶۳ آؤٹ ڈیر

۱۔ تاریخ مذہبی واقعہ جلد ۳ ص ۱۱۱ اور اس کے بعد صفحات ۱۱۲ تا ۱۱۳
۲۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ ص ۲۵۰، تاریخ الاسلام ص ۵۲، تاریخ الخلفاء ص ۵۲

کیے اور آپ انہیں کھڑے ہونے کی حالت میں ان کا بیان و نقد بانہر حکم ذبح کرتے تھے پھر آپ ٹک گئے اور حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ ایک سو میں سے جو بانی رہ گئے ہیں وہ انہیں ذبح کر ہی پھر آپ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ وہ ان کی جھوٹوں، چمڑوں اور گوشت کو مٹا لیں یہ تقسیم کر دیں یہ آپ کو حکم دیا کہ نصاب کو ان میں سے کچھ بھی، ذبح کی اجرت میں رعوں اور فرمایا ہم اسے اپنے پاس سے دیں گئے۔ و آپ نے فرمایا جو چاہے کاٹے ملے بھاری نے رواایت کیا ہے۔

ادھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذانیں مناسک میں سموت پیدا کرنے کے لیے لوگوں کے واسطے منیٰ میں ایک اصول وضع کیا جو تنگی و تکلیف سے ڈر نہ تھے جو مثل آپ کے پاس آنا آپ اس کے لیے سموت پیدا کرتے اور اسے فرماتے کوئی حرج نہیں۔

ابن قیم نے بیان کیا ہے کہ یہاں آپ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو زعمی سے پہلے سر منڈا دے گا اور اس شخص کے متعلق بھی پوچھا گیا جو زعمی سے پہلے قربانی کر دے گا آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے انصاری کا بیان ہے کہ اس روز میں نے آپ کو دیکھا کہ جس بات کے بارے میں بھی آپ سے پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ نہ، کوئی حرج نہیں ہے۔

اور حضرت امام بن شریک سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کو نکلا اور لوگ آپ کے پاس آئے گئے کوئی گستاخ رسول اللہ میں نے عداوت سے قبل سنی کر لی ہے یہ میں نے کسی چیز کو گئے پیچھے کر لیا ہے آپ فرماتے کوئی حرج نہیں ہے اس شخص پر حرج ہے جس نے ظالم ہونے کی حالت میں مسلمان کی چٹل کی یہ وہ شخص ہے جو مجرم ہے

اور جنگ ہو گیا ہے، اسے اللہ اور اس نے رایت کیا ہے۔ درجب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کمن کر لی تو آپ نے بجا کر اپنا سر منڈا دیا۔

اور منیٰ میں اپنی قربانیوں کے ذریعہ کوئے اور سر منڈانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غمر سے قبل اپنی نانہ پر سوار ہو کر کہ گئے اور طوافِ ناقص کیا۔ اور یہ طوافِ زیارت ہے اور ارکانِ حج میں سے جو تھا کہ کمن ہے اور اس کے سوا آپ نے کوئی طواف نہیں کیا اور نہ اس کے ساتھ سعی کی کیونکہ آپ عرفات کے سے تھیں سعی کر چکے تھے اور آپ اپنے احرام کی حالت پر قائم رہے کیونکہ آپ اپنے قربانی کے جانور نہ لے گئے اور اس لیے بھی کہ آپ قحطان تھے اور ابنِ نعم نے بیان کیا ہے اور یہی درست بات ہے آپ رہے بقیہ صحابہ جن کے پاس قربانی کے جانور نہ تھے، انھوں نے طواف کیا اور سعی کی کیونکہ انھوں نے اپنے خیموں سے جو کہ سے باہر تھے حج کا احرام باندھا تھا اور ان میں سے کسی ایک نے بھی آنے سے پہلے حج کی سعی نہ کی تھی۔

اور اپنے طواف کی ادائیگی کے بعد آپ نہرِ صبر پر آئے اور اسے کھڑے ہو کر پیا اور آپ اپنے اس طواف میں سوار اور پیدل بھی گئے، پھر آپ منیٰ کی طرف واپس آ گئے اور اس روز وہاں غمر کی نماز پڑھی پھر وہیں نماز گزری اور سورج ڈھلنے کے بعد تینوں جہروں پر رجم کیا، اور ان سب کی طرف پیدل گئے اور سوار نہ ہوئے اور آپ نے ہر جہرے پر ایک ایک کے سات سنگریزے۔ دس اور آپ ہر سنگریزے کے ساتھ ڈال دیا اور کہتے تھے۔

منیٰ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکر خطبہ ابن کمالیہ کہ اور درمیان مسلمان تھے آپ نہیں قصر نماز پڑھاتے تھے، جمع کر کے نہیں پڑھتے تھے۔ ابنِ فہیم مسئلہ بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں

موسر خطبہ دیا اور پھر حج اکبر کے دن سے دوسرا دن تھا۔ یہ خطبہ متعدد روایات سے بیان ہوا ہے اور ہر اس خطبہ کے عظیم خاتمہ کی وجہ سے اس کے بعض حصے بیان کرتے ہیں، آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اس خطبہ میں فرمایا،

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کونسا دن ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ ایام التشریق کا درمیانی دن ہے، کیا تمہیں معلوم ہے یہ کونسا شہر ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ مشرطرام ہے پھر فرمایا مجھے معلوم نہیں شاید میں اس سال کے ہجرت سے نفل سکوں آگاہ رہو کہ تمہارے خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس حصے میں اور تمہارے اس شہر میں تمہارے آج کے دن کی حرمت ہے، حتیٰ کہ تم اپنے رب سے طاعت کرو اور وہ تم سے تمہارے اموال کے متعلق پوچھے آگاہ رہو تمہارا قریبی تمہارے دور کے آدمی تک اسے پہنچا، آگاہ رہو کیا میں نے ابلاغ رسالت کو دیا ہے؟ حدیث کی راویہ (سرا و بنت یمنان) کا بیان ہے کہ جب ہم مدینہ کے اور تھوڑی دیر ہی ٹھہرے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے یہ

اور روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اس دن (یعنی ایام التشریق کے دوسرے دن) کے خطبے میں فرمایا: اس کے ظلم نہ کرو، اس کے ظلم نہ کرو، اس کے ظلم نہ کرو۔ سر و بنت یمنان القنویہ اسد القنایہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے سے آپ کے اس ٹکڑے کے کتبے سے زیادہ کچھ بیان نہیں ہوا۔
سے زاد المعاد جلد ۱ ص ۹۵

کرد اور مسلمان کا مال اس کی خوشی سے حلال ہوتا ہے پھر آپ نے انسانوں کے اختلاف جناس واللہ کے باوجود ان کے درمیان مساوات کے اصولوں میں سے سب سے بڑا اصول قائم کیا اور فرمایا :

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے اور کسی عربی کو عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو عربی پر اور نہ مسیاء رنگ کو سرخ رنگ پر اور نہ سرخ رنگ کو سیاہ رنگ پر، تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت حاصل ہے، کیا میں نے ابلاغ رسالت کو دیا ہے ؟
صحابہ نے عرض کیا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابلاغ کر دیا ہے
آپ نے فرمایا حاضر شخص نائب تک یہ باقی ہیںچاہے وہ
اور آپ نے آخری حکم سے میں فرمایا :

میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں کہ سہمان کون ہے، مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ ہوں اور مومن وہ ہے جسے لوگ اپنی جانوں اور اپنے اموال پر امین بنائیں اور ہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو چھوڑ دے، اور مومن مومن پر اس دن کی حرمت کی طرح حرام ہے، اس کا گوشت اس پر حرام ہے کہ وہ اسے اس کی خبیثت کر کے کھائے اور اس کی عزت اس پر حرام ہے کہ اس پر ظلم کرے اور اسے اذیت دینا اس پر حرام ہے کہ وہ اسے دھکا دے، اسے گرد و قفریش، اپنی گرد و نوی پر دنیا اٹھا کر نہ لاؤ اور لوگ آخرت اٹھا کر لائیں، میں اللہ کے مقدمے میں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا یہ

۱۔ مجمع الزوائد ص ۱۶۱ ج ۱۰
۲۔ مسیحیوں کی تاریخ ج ۱ ص ۱۶۱
۳۔ مسیحیوں کی تاریخ ج ۱ ص ۱۶۱
۴۔ مسیحیوں کی تاریخ ج ۱ ص ۱۶۱
۵۔ مسیحیوں کی تاریخ ج ۱ ص ۱۶۱
۶۔ مسیحیوں کی تاریخ ج ۱ ص ۱۶۱
۷۔ مسیحیوں کی تاریخ ج ۱ ص ۱۶۱
۸۔ مسیحیوں کی تاریخ ج ۱ ص ۱۶۱
۹۔ مسیحیوں کی تاریخ ج ۱ ص ۱۶۱
۱۰۔ مسیحیوں کی تاریخ ج ۱ ص ۱۶۱

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کو واپسی | نے منیٰ میں تین راتیں گنہیں اور حدن میں چھ دن کی۔ پھر آپ نے منیٰ کے دو رات منیٰ کو چھوڑ دیا جو ایامِ انشراح کا چوتھا دن ہے اور المحصب کی طرف گئے اور یہ ایک سو ساتھے جو کہ اور منیٰ کے درمیان کٹاؤ تھا وہ نالہ میں آ پڑتا ہے اور جاہلیت میں اسے خیف کنانہ کہتے تھے اور المحصب میں ابورافع نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیمہ لگایا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے المحصب میں اپنا کھانا ہاتھ اور وہاں تلہ و عصہ کی نماز پڑھائی اور جاہلیت میں المحصب کی تاریخ مشہور ہے اور وہ یہ کہ قریش اور بنی کنانہ نے (دعوت کے آغا کے وقت) بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف عہد و پیمان کیا کہ وہ ان سے کلمہ نہیں کریں گے اور ان کے درمیان کوئی بائند نہ ہوگی حتیٰ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پہرہ کو دیں، اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ منیٰ سے روانہ ہوئے بعد آپ کی منزل المحصب ہو۔

صحیحین میں حدیث ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ نے منیٰ سے چلنے کا ارادہ کیا۔ فرمایا۔ کل ہم انشاء اللہ خیف بنی کنانہ میں آترے۔ واسطے میں جس انہوں نے میرے خلاف کفر کی قسمیں کھنی فقیہین، اس سے آپ کی مراد المحصب تھی ایامِ بنی قریظہ نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر شاعر اسلام کے اظہار کا قصد فرمایا، جس میں انہوں نے شاعر کفر اور اللہ اور اس کے رسول سے عداوت کا اظہار کیا تھا اور آپ کا یہ معمول تھا کہ آپ کفر و شرک کی جگہ پر شعر و ترجیعہ کا اظہار کریں جب کہ آپ نے حکم دیا کہ خلاف

کی مسجد، لات و عزیزی کی جگہ پر تعمیر کی جائے۔

ظہر و عصر اور پھر مغرب و عشاء کے پڑھنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر سوئے پھر مکہ کی طرف گئے اور رات کو سحر تک طواف و دارع کیا اور اس طواف میں کتہہ حلوں کو ہلا کر دوڑ نہیں لگائی اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا پھر آپ نے اپنے اصحاب میں کوچ کا اعلان کیا تو وہ کوچ کر گئے اور جب آپ الروحاء میں تھے تو آپ ایک خانے کو ملے آپ نے انھیں سلام کہا اور پوچھا کون لوگ ہو؟ انھوں نے کہا مسلمان ہیں، انھوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کا رسول تو ایک عورت نے اپنے ایک بچے کو جو اس کی پانگی میں تھا اٹھا کر کہا یا رسول اللہ کیا اس کا حج ہے؟ فرمایا ہاں اور تیرے لیے اجر ہے پھر آپ جب ذوالخلف آئے تو آپ نے وہاں رات بسر کی اور جب آپ مدینہ کو واپس آئے تو تین بار تکبیر کہی اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الملک والحمد وھو علیٰ کل شیء قدير آسمون اتا ثیون عابدون اساجدون ارشاد حامدون صدق اللہ وحدہ و نصر وحدہ او نصرم الا حزاب وحدہ۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ کی فوج کی تیاری کا حکم | جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ پہنچے تو آپ نے ذوالحجہ کے بقیہ ایام اور محرم اور صفر میں ذوالقیعہ کیا اور ۵ صفر سالہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینوں سے جنگ کرنے کے لیے ایک عظیم فوج تیار کرنے کا حکم دیا اور امیر فوج

نے ذوالمعاود ۳۹ھ اور عمار، مدینہ سے تقریباً ۶۰ کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ لکھ اسے سلم اور نسائی نے روایت کیا ہے۔
 لکھ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

(جو بہا بدرجہ اور انصاف پر مشتمل تھی) اپنے غلام حضرت اسامہ بن زید کو مقرر کیا جن کی عمر اسی وقت میں سال تھی اور فوج کے سپاہیوں میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی شامل تھے و فوج نے اپنی تیاری مکمل کر لی اور مدینہ سے لوٹ کر جرئت میں جو مدینہ کے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے، ایڑا لگا کر آیا، اگر حضرت اسامہؓ کی ان حضرت ام دین ساکارا اسامہ کو فوری خبر نہ بھیجتی جس میں اس نے آپ کو خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کا غلبہ ہو گیا ہے اور آپ قریب المرگ ہیں تو وہ فوج شام کو تیار چل کر نہ ہی والی تھی اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت اسامہؓ فوج کو مدینہ سے لے کر روانہ ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض لاحق ہو گیا، فوج کی تیاری کے احکام ۲۶ ہفت روزہ کے روزہ میں گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض بخار کا آغاز ۲ ہفتہ کو پڑھنے کے روزہ ہوا، لیکن لاحق ہونے والے مرض کے باوجود آپ نے سالار اسامہؓ کے پیچھے اپنے ہاتھ سے تھنڈا پانی ۲۹ ہفتہ مسلسل کا دیا تھا ہے، اس کے بعد حضرت اسامہؓ احمدی کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت اسامہؓ تقریباً روزانہ اپنی کمان سے مدینہ آتے تھے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت کے بارے میں اطمینان حاصل کریں اور جب آپ کی ماں نے آپ کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب المرگ ہیں تو آپ نے اپنے چھاؤنی کو چھوڑ دیا اور جلدی سے مدینہ واپس آ گئے اور آپ کے ساتھ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہؓ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر واپس آنے کے چند لمحوں بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ گھنٹے بعد آپ کی وفات سربراہ بیچ الاولیٰ سلسلہ کو سو حواری کے روزہ ہوئی اور حضرت اسامہؓ کی فوج مدینہ سے باہر حرفہ میں پڑاؤ کیے رہی اور

لوگ اس فوج کی دہشت کی توقع کر رہے تھے اور بد میوں سے جنگ کن کاروائی کو، جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا باطل قرار دے رہے تھے لیکن رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترفیع کی تعمیل کے بعد میوں کے خلاف آپ پر قربان ہوں، حضرت ابو بکرؓ کی سمیت خلافت ہوئی آپ نے فوج کو شام سے جنگ کرنے کے لیے مارچ کوئے کا حکم دیا جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا، اور فوج شام میں فتح حاصل کر کے مدینہ واپس آئی اور ہم دشمنانہ حضرت سامرہؓ کی جنگ اندھ کیا دھماکہ کی طرف سے دس کا ساتھ دیا، اسے اپنی نئی کتاب (حروف الردۃ) میں تفصیل سے پیش کریں گے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شیطان، عجب کی زندگی میں ارتداد کا ظہور کیا۔

کرنے کے لیے پھیلنا، رہنا تھا اور وہ اس کی پیروی بھی کر رہے تھے اور وہ تھے، مسلمانوں کے خلاف جو عہد کے علاقے پیام میں تھا اور اسود غسانی جو یہاں کے علاقے منعماء میں تھا اور یہ دونوں لوگوں کو اپنی شیطانی دعوت دے کر گمراہ کرتے تھے۔ لیکن انھوں نے اپنے محلے کے اظہار کی جرات نہیں کی مگر جب انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کا علم ہوا تو اسود غسانی منعماء میں اور سیدہ، پیام میں ظاہر ہو گیا، اسود غسانی کو تو مسلمانوں نے فیروز دہلی کی کان میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قحطی اور عرصہ قبل قتل کر دیا اور سیدہ لوگوں کو غنیمت میں ڈالنے کے لیے باقی رہ گیا حتیٰ کہ حضرت خالدؓ بھی مدینہ سے اسے پیام کے مشہور مسرکوں میں قتل کر دیا۔ جیسا کہ اس کی تفصیل ہماری نئی کتاب (حروف الردۃ) میں بیان ہوگی۔ انشاء اللہ

تمہارے باخیز

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

غزوہٴ بِلَد

۳ ایف

علامہ محمد احمد باشمیل

ترجمہ

مولانا اختر فتح پوری

دعوتِ اسلامی کا قند - گوشتِ بدشگ کو رب

صفحہ ۲۸۸ صفحات

نفیس اکیسٹری

اسلام کے فیصلہ کن سرے

فتح مکہ

تالیف : علامہ محمد امجد باشبیل
ترجمہ : مولانا اختر فتح پوری

اصل نسخہ کاغذ : گولڈن پرائڈ گورجلہ
صفحات : ۷۵۱

اسلام کے فیصلہ کن سرے

فتح خیبر

تالیف : محمد امجد باشبیل
ترجمہ : مولانا اختر فتح پوری

اصل نسخہ کاغذ : گولڈن پرائڈ گورجلہ
صفحہ : ۷۷۹

ناشر : نفعیہ اکیڈمی

اسلام کے فیصلہ کن محرکے

غزوة موتہ

کلیف

علامہ محمد احمد باشمیل

ترجمہ

مولانا اختر فقیہ پوری

۱۷۱۱/۱۷۱۲ء، ۱۷۱۳/۱۷۱۴ء، ۱۷۱۵/۱۷۱۶ء

صفحہ ۲۴۰، ۲۴۱

ناشر: نقیص آکسیڈنڈی

غزوہ احمد

تألیف: علامہ محمد امجد با شیل
ترجمہ: مولانا اختر نسیم پوری

(صفحات: ۳۵۲)

اصلی سفید کاغذ، گولڈن پلاسٹک کور باندھ

نقصین ایکسٹریکٹ بھی آندوا دار کراچی

غزوہ احزاب

تألیف: علامہ معتمد احمد با شیل
ترجمہ: مولانا اختر نسیم پوری

(صفحات: ۳۲۰)

اصلی سفید کاغذ، گولڈن پلاسٹک کور باندھ

نقصین ایکسٹریکٹ بھی آندوا دار کراچی

اسلام کے فیصلہ کن سرگ

غزوہ حنین

تالیف: علامہ محمد امجد بشیر
ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری

صفحات: ۳۰۰

اصلی نسخہ کاغذ قلمی، تصدیق شدہ، کتب گھر، لاہور

نقص اکیڈمی، لاہور بازار کراچی

اسلام کے فیصلہ کن سرگ

غزوہ بدر و بنی قریظہ

تالیف: علامہ محمد امجد بشیر
ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری

صفحات: ۲۳۰

اصلی نسخہ کاغذ قلمی، تصدیق شدہ، کتب گھر، لاہور

نقص اکیڈمی، لاہور بازار کراچی

قیمت ~~۱۲۰/۰~~ پے

۱۲۰/۰

